سلسلہ اشاعۃ العلوم نمبر ۶۹

من یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً

بفضل قادر ذی الجلال والاکرام دریں ایام سعادت التیام نسخہ

فوز المرام

فی طبقات

اولیاء الکرام

از تالیف

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حافظ کلام مبین مولانا الحاج

السید برہان الدین قادری مہاجر حرمین شریفین

حسب الحکم

عالیجناب فضیلت انتساب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی صدر الصدور و میر مجلس اشاعۃ العلوم

باہتمام

مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

مفید دکن پریس چادر گھاٹ میں طبع ہوا

تعداد جلد یکہزار — سنہ ۱۳۳۷ھ — طبع اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ سیما علی ولدہ الشریف سیدنا ومولانا ووسیلتنا الی اللہ والی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم محی الدین ابو محمد عبد القادر الجیلانی وبارک وسلم۔ **امّا بعد** خاکسار ایک مدت سے ارادہ رکھتا تھا کہ طبقات اولیاء اللہ میں کوئی کتاب لکھوں اور اُس میں کئی فوائد درج کروں جو عام نافع ہوں بعد اُس کے میرا ارادہ سیرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کی طرف منعطف ہوا پس وہ ویسا ہی رہ گیا لیکن جناب فضیلت مآب قاضی قضاۃ دکن حامی السنۃ قاطع البدعۃ مولانا محمد انوار اللہ خان بہادر معین المہام امور مذہبی نے جو آپکی ہمت عالی ہمیشہ اشاعت علوم اور رفاہ عام کی طرف مصروف ہے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اُس ارادے کو پورا کروں

تاکہ اس سے نفع عامۂ خلائق ہو لہذا میں بامتثال امر جناب محمد ذوقی کے
اسطرف متوجہ ہوا اور اس مختصر کا نام فوز المرام فی طبقات الاولیاء الکرام
رکھا فالقبول بفضل اللہ مامول۔

معنی ولایت اور ولی کی

ولی اور ولایت کی تعریف

شیخ عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ انسان کامل میں فرماتے ہیں۔ اعلم ان الولایۃ عبارۃ عن تولی الحق سبحانہ تعالیٰ عبدہ بظہور اسماءہ وصفاتہ علیہ علماً وعیناً وحالاً واثراً ولذۃً وتصرفاً ونبوۃ الولایۃ رجاع الحق العبد الی الخلق لیقوم بامورہم المصلحۃ لشئونہم فی ذالک الزمان علی شرط الحال فیدبر الخلق بحالہ ویجرہم الی ما ہو الاصلح لہم فمن دعا الخلق منہم الی اللہ قبل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان رسولاً ومن دعاہم بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان خلیفۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا یستقل فی دعواہ بنفسہ بل یکون تبعاً لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمن مضی من ساداتنا الصوفیۃ مثل ابی یزید البسطامی والجنید والشیخ عبدالقادر ومحی الدین ابن العربی وامثالہم رضی اللہ عنہم ومن لم یدع الی اللہ بل وقف مع تدبیر امور الخلق حسب ما ینبئہ اللہ تعالیٰ من احوالہم فہو نبی نبوۃ ولایۃ ثم ہذا اذا کان علی طریق مستقلۃ من غیر اتباع لمن قبلہ فہو نبی نبوۃ تشریع وقد انسد بابہا بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فظہر من ہذا اجمیعہ ان الولایۃ اسم لوجہ

خاص من الذی بین العباد وبین سائل الخلق انتہی۔

پہلے ترجمہ سے یہ امر معلوم کیا جائے کہ شیخ نے جو معنی ولایت کی بیان فرمائی ہے وہ شامل ہے ولایت انبیاء علیہم السلام اور بھی ولایت اولیاء اللہ کو رحمۃ اللہ علیہم **ترجمہ** جان تو کہ ولایت عبارت ہے حاصل ہونے سے حقتعالیٰ کو لئے بندے کو ساتھ ظہور اپنے اسماء وصفات کے اس پر پس یہ معنی ولایت کی شامل ہے ولایت انبیاء علیہم السلام اور ولایت اولیاء کو بھی۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ ظہور اسماء وصفات الٰہیہ جو بندے پر ہوتا ہے تو کئی طرح سے ہوتا ہے۔ بندہ خدا کے اسماء وصفات کو بعلم الیقین جانتا ہے اور پھر بعین الیقین جانتا ہے یعنی اس کا مشاہدہ بچشم بصیرت کرتا ہے خدا کے اسماء وصفات کے آثار اس پر نمود ہوتے ہیں اور سالک اسکی لذت سے متلذذ ہوتا ہے یہ مرتبہ حق الیقین کا ہے جب یہ مرتبہ حاصل ہوا تو سالک اسماء وصفات الٰہیہ کے ساتھ خلائق میں تصرف کرتا ہے یہی معنی ہے حدیث قدسی کی کہ ہمیشہ سے بندہ کہ نزدیک ہوتا ہے ساتھ نوافل کے یہانتک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جس وقت کہ میں نے اس کو دوست رکھا تو ہو جاتا ہوں میں اس کی سماعت اور بصارت۔ پس وہ میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ سنتا ہے الخ۔

پس اس قرب کو اصطلاح حضرات صوفیہ میں قرب نوافل کہتے ہیں۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ نبوۃ ولایت رجوع کرنا حق تعالیٰ کا بندے کو طرف خلق کے

تاکہ وہ قائم ہو ساتھ اُن امور کے جس میں اُن کی مصلحت ہو اُن کے حسب
حال اُس زمانہ میں اور یہ قیام مصلحت خلائق علی شرط الحال ہو یعنی جو حال کہ
ظہور اسماء وصفات کا خدا نے ان پر کیا ہے اس حال کے ساتھ
امور مصلحت خلائق پر قائم ہوں نہ از طرف خود پس تدبیر کریں وہ مصلحت
خلائق میں اپنے حال کے ساتھ اور کھینچیں ان کو اس چیز کی طرف جن میں
ان کے لئے زیادہ صلاح ہے۔ پس جو کہ خلق کی طرف بلاویں قبل
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو وہ رسول ہیں اور جو کہ خدا کی طرف بعد
آپ کے بلائیں تو وہ آپ کے نائب ہیں۔ مگر وہ بلانے میں مستقل ہونگے
بلکہ آپ کے تابع ہوں گے مثل ہمارے سادات کے جو گذرے ابو یزید
بسطامی اور جنید بغدادی اور شیخ عبد القادر جیلانی اور محی الدین ابن عربی
کے رضی اللہ عنہم اور جو کہ نہ بلائیں طرف خدا کے بلکہ وہ تدبیر امور خلائق پر توقف
کریں موافق اس طریقہ کے جیسا کہ خدا نے ان کو مطلع کیا خلائق کے
احوال سے پس وہ نبی ہیں یہ نبوت ولایت عامہ یعنی مثل خضر علیہ السلام کے
بنا بر ایک قول کے پھر وہ اگر مستقل ہوں بغیر اتباع ان حضرات کے جو اُن کے
قبل ہیں۔ پس وہ نبی ہیں یہ نبوۃ تشریع اور بتحقیق دروازہ اس کا بند ہو گیا
بساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ
ولایت نام ہے ایک وجہ خاص کا جو فیما بین بندہ اور اس کے پروردگار
کے ہے اور نبوۃ و لایت نام ہے وجہ مشترک کا جو فیما بین حق اور خلق
کے ہی ولی ہیں اور نبوت تشریع نام ہے وجہ استقلال کا انکی عبادات

نفس ہیں بغیر احتیاج کے طرف دوسرے کے اور رسالت نام اس وجہ کا ہے
جو فیما بین حق تعالیٰ اور سائر خلق کے ہے امام عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب
الانوار القدسیہ فی آثار العبودیۃ میں لکھتے ہیں۔

ان درجۃ الولایۃ مرتبۃ عظیمۃ حتی ان من جملتہا ان یرث ولایۃ
اہل السموات والارض والحیوانات والنباتات ومحبۃ الخلق
اجمعون الا من شاء اللہ من الثقلین لمحبۃ اللہ لہ قال بعض العارفین
رضی اللہ عنہم مشیت انا وبعض اخوانی فی جبل قاف فمررنا
علی الحیۃ المحیطۃ بالبحر فسلمنا علیہ فردت السلام علینا ثم قالت
ما حال ابی مدین شعیب مع اہلہا وکان ببجایۃ من ارض
المغرب اذ ذالک فقلنا لہا ترکناہا فی عافیۃ ومن اعلمک بہ
فقالت وہل علی وجہ الارض من یجہلہ انہ ولی اللہ ممن اتخذہ اللہ
وانزل محبتہ فی قلوب جمیع المخلوقات من ناطق وصامت ولقد
الفنا کتابا وذکرنا فیہ جملۃ المنازل تنزل بہا الاولیاء مائتا
الف وثمانیۃ واربعون منزلا وذکرنا فیہا من المنازل
عدد سور القرآن العظیم وذکرنا فی کل منزل بعض علومہ
خوفا ان ینکر وجود المنازل وعلومہا۔ ترجمہ تحقیق کہ درجۂ ولایت کا
بڑا مرتبہ ہے یہانتک کہ درجۂ ولایت سے یہ ہے کہ چاہے اسکی ولایت کو
اہل آسمان و زمین و حیوانات اور نباتات اور محبت رکھیں اس سے تمام
خلائق مگر جسکو خدا چاہے جن و انس سے باعث محبت رکھنے خدا کے

اس کے ساتھ کہا بعض عارفین نے رضی اللہ عنہم چلا میں اور بعض میرے برادر کو وقائف میں پس گذر گئے ہم ایک سانپ پر جو گھیرا ہوا تھا دریا کو پس ہم نے اس پر سلام کیا اس نے جواب دیا اور کہا کہ ابو مدین شعیب کا کیا حال ہے اہل قریہ کے ساتھ اور وہ اسوقت قریہ بجایہ میں تھے جو ملک مغرب میں ہے پس ہم نے اس سانپ سے کہا کہ ابو مدین کا حال تمکو کس نے معلوم کروایا مگر وہ خیر و عافیت سے ہیں پس سانپ نے کہا کہ آیا کوئی مخلوقات سے خواہ ناطق ہوں یا غیر ناطق ہوں ایسے بھی ہیں کہ ابو مدین کو نہ جانتے ہوں کہ وہ خدا کے ولی ہیں اور خدا نے ان کو ولی کیا ہے خدا نے انکی محبت جمیع خلائق کے دل میں اتاری ہے اور تحقیق کہ ہم نے کتاب تالیف کی ہے اور ذکر کیا اس میں منازل کو جس میں اولیا مقام کرتے ہیں دو لاکھ اڑتالیس ہزار ہیں اور ذکر کیا ہم نے اس کتاب میں منازل اولیاء اللہ کے موافق شمار سورہ ہائے قرآن مجید کے اور ذکر کیا ہر منزل میں بعض علوم کو ہر منزل کے بسبب خوف اسبات کے کہ انکار کیا جاوے وجود منازل اور اس کے علوم کا۔

شعرانی نے اسی کتاب میں لکھا ہے

قال الکامل المحقق الفاضل المدقق الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ ان علی قدم کل نبی ولیا وارثا فمن ثم لا بد ان یکون فی کل عصر مائۃ الف ولی واربعۃ وعشرون الف ولی علی عدد الانبیاء ویزیدون ولا ینقصون فان زاد قسم اللہ تعالی علم ذلک النبی

من هو ورثته ۔ ترجمہ کہا کامل محقق فاضل مدقق شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے تحقیق کہ اوپر قدم ہر نبی کے ولی ہیں کہ وارث ہیں ان کے مقام کے پس ضرور ہے کہ ہوں ہر عصر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار ولی موافق عدد انبیاء علیہم السلام کے اور جو اولیا کہ اس سے زیادہ ہوں تو تقسیم کریگا خدا تعالی علم ان نبی کا ان اولیاء پر جو ان کے وارث ہوں ۔

ایضاً اسی کتاب میں ہے

۱۵ اعلم انه لا ینافی اهل الزهد تجارتهم وبیعهم وسفرهم فی امور الدنیا الظاهرة لان دنیاهم لآخرتهم وآخرتهم لمولاهم وعلی ذلک حمل اصحاب التجارات والاموال من الصحابة والسلف الصالحین والیه الاشارة بقوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله وبقوله تعالی وابتغوا من فضل الله وغیرها من الآیات ۔ ترجمہ جان تو کہ منافی نہیں ہے مقام اہل زہد کو تجارت زاہدین کی اور بیع و شرا انکا اور سفر ان کا دنیا کے ظاہری امور میں اسلئے کہ دنیا ان کی واسطے انکی آخرت کے ہے اور آخرت ان کی واسطے ان کے مولا کے ہے ۔ اسی پر حمل کیا جائے عمل اصحاب تجارات کا اور اموال کا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا اور اسطرف اشارہ ہے ساتھ قول خدائے تعالی کے کہ مردان خدا وہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو تجارت اور نہ بیع و شرا خدا کی ذکر سے اور ساتھ کے قول حق تعالی کا کہ طلب کرو تم خدا کے فضل سے ۔

اشتغال امور دنیوی زہد کے منافی نہیں ۔

شعرانی طبقات کبری میں شیخ ابوالعباس قریشی شاذلی سے روایت کرتے ہیں

لو کشف الغطاء عن نور المومن العاصی لطبق ما بین السماء والارض فما ظنك بنور المومن المطیع۔ ترجمہ اگر ظاہر ہو نور مومن عاصی کا تو برابر ہو جائیگا اس مسافت کو جو درمیان آسمان اور زمین کے ہے پس کیا گمان کرتے ہو ساتھ نور مومن مطیع کے۔

ف بیان فضیلت نور مومن مطیع وعاصی

ایضاً اسی کتاب میں ولی سیدعلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے

زمن خاتم الانبیاء یکون عدد اولیاء زمانه بعدد اولیاء الامم کلها لکن ظهورهم کظهور الکواکب مع الشمس۔ ترجمہ زمانہ میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتی ہے عدد اولیاء آپکے زمانہ کی موافق عدد اولیاء کل زمانوں کے لیکن ان کا ظہور مثل ظہور ستاروں کی آفتاب کے ساتھ اسی لئے حدیث میں ہے کہ میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں

ف عدد اولیاء عہد نبوی کا بیان

ایضاً اسی کتاب میں انہیں سے روایت ہے

لا یحل لاحد ان یمکن الخلق من تقبیل یده و رجله الا اذا صحب من الحق ما صحبه الحجر الاسود من حفظ عهد الحق تعالی فی الخلق وصدقه والتطهر من لوث تحکما لوهم البهیمی وعدم الشهوة المخفلة والحظوظ المشغلة والرعونات المضلة وتحمل خطایا الخلق ولا یبالی ان یسودوه کرهم برهم لتبیض قلوبهم فمن جمع هذه الصف

ف دست بوسی کی اجازت کس وقت دی جاتی ہے

ف شرائط تقبیل

فهو يمين الرحمٰن فی الارض ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله
وكان يقول من خليفته هو شدرك وهو بك فهو خليفة ربك
وهاديك فاعرف يا مريد من هو مرادك ويا تلميذ من هو
استاذك والزم تغنم وكان يقول خاتم الاولياء على
قلب خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم ومن علامته
ان يتحقق مواجد الاولياء كلهم ويختص عنهم بوجه كما تحقق
خاتم الانبياء مواجد الانبياء واختص بخصوصيته صلى الله عليه وسلم فافهم

ترجمہ نہیں جائز ہے کسیکو کہ اجازت دے خلق کو کہ اسکے ہاتھ اور پیر کو بوسہ دیں مگر اسوقت کہ صحبت رکھے حق تعالی کی طرف مثل صحبت رکھنے حجر اسود کے حفظ عہد حق تعالی خلق میں تنہا (حدیث میں وارد ہے کہ حجر اسود حافظ عہد الہی ہے خلق کا بروز قیامت ظاہر کریگا) اور طہارت حاصل ہو اسکو لوث سے وہم حیوانی کے اور نہ ہونا خواہش نفسانی کا جو غفلت میں ڈالنے والی ہے اور نہ ہونا خواہش لذات نفسانی کی طرف جو پھیرنیوالی ہے یاد حق تعالی سے اور پاکی ہو تکبر سے جو گمراہ کرنیوالا ہے۔ اور برداشت کرنا خطایای خلق کا اور نہ پروا کرے کہ سیاہ ہو جاوے (حدیث میں وارد ہے کہ حجر اسود سفید تھا سیاہ کیا اس کو خطایای بنی آدم نے یعنی بباعث بوسہ دینے کے۔ اور ان کو پروردگار کے پاس یاد کرے ان کے دل روشن کرنیکے لئے یعنی انکا شفیع حق تعالی کے پاس ہو حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود بوسہ دینے والوں کا شفیع ہوگا) پس جو شخص کہ جامع ہو ان صفات کا پس وہ یمین رحمٰن ہے زمین میں حدیث میں

آیا ہے کہ حجر اسود یمین رحمان ہے مصافحہ کرتا ہے خدا ان کے ساتھ جس سے کہ چاہتا ہے آیت قرآنی ہے کہ جو شخص کہ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں اور بھی سید علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص خدا کا خلیفہ ہے وہ تیرا مرشد ہے تربیت کرنیوالا ہے پس وہ تیرے رب کا خلیفہ ہے اور تیرا ہادی ہے پس پہچان رکھ تو اسے مرید کہ کون تیرا مرشد ہے اور اے تلمیذ کہ کون تیرا استاد ہے اور اس کی ملازمت اختیار کر اور اسکو غنیمت جان اور سمجھ رکھ اور بھی آپ فرماتے تھے کہ خاتم اولیاء قلب پر خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہیں اور علامت سے خاتم الاولیاء کے ہے کہ پائے جاویں مراتب کل اولیاء کے انہیں اور خاص ہوں ایک مرتبہ کیساتھ علاوہ ان سب کے جیسا کہ متحقق ہیں مراتب کل انبیاء کے خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور خاص ہیں آپ ایک مرتبہ کیساتھ جو علاوہ ہے ان سب کے مراتب کے انتہی پس اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو جامع ہیں مراتب دوازدہ امام کی جیسا کہ آپکے کتب تراجم میں مذکور ہے اور دوازدہ امام جامع ہیں مراتب کل اولیاء کو پس آپ خاتم اولیاء ہیں۔

اسی کتاب میں حضرت ابویزید بسطامی رضی سے روایت ہے

الاولیاء علی اختلاف مراتبهم یکونون مظاهرا لبعضة اسماء الاول ۱ الاخر ۲ الظاهر ۳ الباطن ۴ وکل فریق له منها اسم فمن فنی بعد ملاحظتها فهو الکامل التام فاصحاب اسمه الظاهر

بیان ختم الاولیاء

اولیاء مظاہر ہیں چار اسماء کے

یلاحظون عجائب قدرتہ واصحاب اسمہ الباطن یلاحظون ما یجری فی السرائر واصحاب اسمہ الاول تشغلہم بما سبق واصحاب اسمہ الآخر مترصبون بما یستقبلون فکل یکاشف علی قدر طاقتہ الا من تولی الحق سبحانہ تعالیٰ تدبیرہ۔ ترجمہ اولیا باوجود اختلاف مراتب انکے ہوتے ہیں مظاہر خاص چار اسمائے الٰہی کے اول آخر ظاہر باطن اور ہر ایک فریق کے لئے اس میں سے ایک اسم ہے پس جو ولی کہ فانی ہو بعد ملابست ان سب اسمار کے پس وہ ولی کامل تام ہے پس اصحاب اسم ظاہر مشاہدہ کرتے ہیں عجائب قدرت کو اور اصحاب اسم باطن مشاہدہ کرتے ہیں ان امور کو جو مخفی ہیں جاری ہوتے ہیں اور اصحاب اسم اول کام ان کا اُن امور کے ساتھ متعلق ہے جو گذر گئے اور اصحاب اسم آخر منتظر ہیں ان امور کے جو آئندہ آنیوالے ہیں پس ہر ایک کیلئے کشف کیا جاتا ہے اُن کی طاقت کے موافق مگر وہ ولی جو متولی ہو حق تعالیٰ اس کی تدبیر کا۔

اسی کتاب میں سید احمد رفاعی قدس سرہٗ سے روایت ہے

اذا اراد اللہ عز وجل ان یرقی العبد الی مقامات الرجال یکلفہ بامر نفسہ اولا فاذا ادب نفسہ واستقامت معہ کلفہ باھلہ فان احسن الیہم واحسن عشرتہم کلفہ بجیرانہ

واهل محلته فان هو احسن الیهم کلفه باهل بلده فان هو احسن الیهم وداراهم کلفه جهة من البلاد فان هو دارا هم واحسن عشرتهم واصلح سریرته مع الله کلفه ما بین السماء والارض فما بینهن خلقا لا یعلمهم الا الله ثم لا یزال یرتفع من سماء الی سماء حتی یصل الی محل الغوث ثم ترتفع صفته الی ان تصیر من صفات الحق تعالی واطلعه علی غیبه حتی لا تنبت شجرة ولا تخضر ورقة الا بنظره وهناک یتکلم عن الله تعالی بکلام لا یسعه عقول الخلائق لانه بحر عمیق غرق فی ساحله خلق کثیر وذهب ایمان جماعة من العلماء فضلا عن غیرهم۔ ترجمہ جب خدا ارادہ کرتا ہے کہ ترقی دیوے بندے کو طرف مقامات اولیاء اللہ کے تو متوجہ کرتا ہے اسکو تادیب نفس کی طرف پس اگر اس نے تادیب نفس کی اور نفس طریق استقامت پر ہو گیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ادای حقوق کیلئے اسکے اہل کیطرف پس اگر وہ اپنے اہل کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ادائی حقوق اہل محلہ و ہمسایہ کیطرف پس اگر وہ ان کے ساتھ احسان کیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو اس کے اہل بلدہ کیطرف پس اگر وہ اُن کے ساتھ احسان اور مدارات کے ساتھ پیش آیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ایک جہۃ بلاد کی طرف پس اگر وہ ان کے ساتھ حسن معاشرت کا عمل کیا اور اپنی نیت کو خدا کیساتھ درست رکھا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ان مخلوقات کی طرف

جو فیما بین آسمان اور زمین کے ہے کہ فیما بین آسمان اور زمین کے مخلوقات ہیں کہ خدا کے سوا انکو کوئی نہیں جانتا پھر ترقی دیتا ہے اسکو ایک آسمان سے دوسری آسمان کیطرف یہانتک کہ وہ پہونچتا ہے مقام غوثیت کو پھر ترقی پاتی ہی اس کی صفت یہانتک کہ ہوتی ہے اسکی صفت صفات حق تعالی سے اور مطلع کرتا ہے اسکو اپنے غیب پر یہانتک کہ نہیں اُگتا ہے کوئی درخت اور نہیں سبز ہوتا ہے کوئی پتا مگر اسکی نظر میں اسوقت وہ کلام کرتا ہے خدا کی طرف سے کہ اسکو عقل خلائق کی گنجائش نہیں رکھتی اس لئے کہ وہ بحر عمیق ہے جو اس کے کنارہ پر خلق کثیر غرق ہوئی اور گیا اس کیساتھ ایمان جماعت علماء کا پس غیر علماء کی کہاں گنجائش۔ انتہی۔ یہ معاملہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سے پیش آیا کہ علمائے آپکے کلام کو نہ سمجھ کر بے ادبی کی۔

اسی کتاب میں عطا ابن رباح رضی سے روایت ہے

وکان احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ یقول خزائن العلم لا یقتسمہا اللہ الا لمن احب و لو کان یخص بالعلم احد الکان اھل النسب اولی وکان عطاء عبدا حبشیا وکان ابن سیرین مولی للانصار وکان یزید ابن حبیب نوبیا وکان الحسن البصری نوبیا انتہی اقول ومن الموالی مکحول طاؤس و النخعی ومیمون د ابن مہران والضحاک ابن مزاحم قالہ الزہری ۔ ترجمہ حضرت احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خزانہ ہائے علم کو خدا جسکو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اگر خدا کسی کو علم کے ساتھ خاص کرتا تو البتہ اہل نسب اولی تھے اور تھے عطا عبد حبشی

اور سے تھے یزید ابن حبیب نوبی نوبی ایک قوم حبشی ہے اور حسن بصری نوبی سے تھے اور ابن سیرین عبدآزاد انصار کے تھے رضی اللہ عنہم شعرانی فرماتے ہیں کہ عبد آزاد شدگان ہیں سے مکحول اور طاؤس اور نخعی اور میمون ابن مہران اور ضحاک ابن مزاحم تھے اسکو زہری نے کہا انتہیٰ۔ یہ سب بڑے علما ئی محدثین گذرے ہیں۔

طبقات کبریٰ میں ابوقابل رضؓ سے روایت ہے

مادام قلب الرجل یذکر اللہ فھو فی الصلوٰۃ وان کان فی السوق وان تحرکت شفتاہ فھو اعلم ترجمہ جب تک کہ آدمی کا دل خدا کو یاد کرتا ہے تو وہ نماز میں ہے اگرچہ وہ بازار میں ہو اگر لب ہلیں تو وہ زیادہ علم والا ہے۔

ایضا طبقات کبریٰ میں شیخ ابوالعباسؒ سے روایت ہے

طریقنا ھذا لا ینسب الی المشارقۃ و لا المغاربۃ بل واحد الی واحد الی الحسن اول الاقطاب رضی اللہ عنہ ترجمہ طریقہ ہمارا نہیں منسوب ہے طرف اہل مشرق کے اور نہ طرف اہل مغرب کے بلکہ سینہ بسینہ طرف امام حسن رضی اللہ عنہ کے جو اول اقطاب ہیں۔

طبقات میں سیدی علیؒ سے روایت ہے جو اولیاء اللہ سے ہیں

القلب بیت الرب و فی قولہ تعالیٰ ان اول بیت وضع للناس اللذی ببکۃ مبارکا فاعرف بیت الرب من بیت الناس ولتوجہ الی کل منھما بنشاطہ و قم لہ بحقہ واستقبلہ وطف حولہ

و ادخله غائبا بجسم منك فالجسم بالجسم والقلب بالقلب والروح بالروح ولكل حال رجال فافهم ترجمہ قلب خانۂ خدا ہے اور خدا کے قول میں تحقیق کہ اول بیت جو رکھا گیا آدمیوں کے لئے وہ ہے جو مکّہ میں ہے بابرکت پس پہچان تو بیت رب کو بیت ناس سے اور متوجہ ہو تو طرف ہر ایک کے دونوں سے اسکی شرط کے ساتھ اور قائم ہو تو اس کے حق کے ساتھ اور متوجہ ہو تو اس کی طرف اور طواف کر تو اس کے اطراف اور داخل ہو تو اس میں جو تو از خود غائب ہے اپنے جسم سے پس جسم جسم کے ساتھ قلب قلب کے ساتھ روح روح کے ساتھ اور ہر مقام کے لئے مرد ہیں۔

ایضاً طبقات کبریٰ میں ولی سید علیؓ سے روایت ہے

من كان مع استاذه بلا ايام كان استاذه معه بالله ترجمہ جو شخص کہ اپنے استاد کے ساتھ بیخود ہو تو استاد اسکے ساتھ بحق تعالیٰ ہوتا ہے انتہیٰ یہ اشارہ ہے طرف مقام فنا فی الشیخ کے جیساکہ ہمارے مرشد غوث الثقلینؓ کا ارشاد ہے موتوا فیّ وفنا نبھتکم فانی ہوجاؤ تم میرے میں اور میں تم کو خواب غفلت سے بیدار کروں گا مشاہدہ الٰہی کے ساتھ یہ امر ذوقی ہے جبتک کہ حال وارد نہ ہو سمجھ میں نہیں آتا پس اگر ذوق نہ ہو تو انکار نہ کرے بلکہ تصدیق کرکے معنی اسکی مفوض بہ قائل کرے تو بہ برکت اس تصدیق کے خدا اسکو ذوق صحیح اس امر کا عنایت کرے گا ورنہ محرومی دامنگیر حال ہے۔ معاذ اللہ من ذلک

طبقات کبریٰ میں شیخ ابو المواہب شاذلیؒ سے روایت ہے

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم علی سطح الجامع
الازہر عام خمسة وعشرین وثمانمائة فوضع صلعم یده علی قلبی
وقال یا ولدی الغیبة حرام الم تسمع قول اللہ عز وجل
ولا یغتب بعضکم بعضا ثم قال صلی اللہ علیه وآله وسلم
وان کان لا بد من سماعک غیبة الناس فاقرأ الاخلاص
والمعوذتین واهدوا ثوابها للمغتاب فان الغیبة والثواب
یتوازنان ان شاء اللہ تعالیٰ وکان قد جلس والناس اغتابوا
بعضهم بعضا وکان رضی اللہ عنه یقول رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیه وآله وسلم فقال هات یدک ابایعک
قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لا قدرة
لی اخاف ان نقع فی معصیة بعد المبایعة فقال هات یدک
فبایعنی ولا تضرک الفلتة والزلة ان وقعت وتبت
معها کانه یشیر صلی اللہ علیه وآله وسلم الی ان العبد
قد یصلح اللہ حاله لیسد ثلمة فی دینه بعجب اوکبر اوغیرهما
هذا منقول من خطه رضی اللہ عنه وکان رضی اللہ عنه
یقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم
فی المنام فقال صلی اللہ علیه وآله وسلم قل عند النوم
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم خمسا ثم قل اللهم بحق

ع ای نقع ایها السید محمد ... الحسینی غفر اللہ له ولوالدیه

محمدا سانی وجہ محمد حالاً وما لا فانی اتی عندک ولا اتخلف
ثم قال وما احسن من رقیۃ و لمن امن بہٖ ھذا منقول
من خطہ رضی اللہ عنہ - ترجمہ دیکھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اوپر سقف جامع ازہر کے (جو جامع مسجد مصر ہے) سنہ آٹھ سو
پچیس میں پس رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست شریف اپنا میرے
دل پر اور فرمایا کہ اے میرے فرزند غیبت حرام ہے کیا نہیں سنا تم نے
قول حق تعالیٰ کو کہ نہ غیبت کرے تم میں سے ایک ایک کی اگر بمجبوری
غیبت سنا ہو تو سورۂ اخلاص اور ہر دو قل اعوذ پڑھکر جس کی غیبت
کی ہو اسکی روح پر ثواب بخشو یعنی خواہ زندہ ہو یا مردہ پس بدلہ غیبت کا
ثواب بخشنا ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی شیخ فرماتے ہیں کہ دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اور آپ نے فرمایا کہ اپنا
ہاتھ مجھکو دو اور بیعت کرو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مجھکو قدرت آپ سے بیعت کرنے پر نہیں ہے میں خوف کرتا ہوں کہ
بعد بیعت کے مجھ سے لغزش واقع ہو جائے پس حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ دراز کرو پس نہیں مضر ہوگی تمکو تھوڑی
سی لغزش اگر تم سے واقع ہو جائے اور تم اس سے توبہ کرو گویا حضرت
اشارہ فرماتی ہیں اس معنی کیطرف کہ خدا بندہ کا حال درست فرماتا ہے
بوجہ نقصان کے جو اس کے دین میں واقع ہو یہ منقول ہے خط سے
شیخ رضی اللہ عنہ کے اور بھی شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا کہ تم وقت خواب پانچ بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور پھر کہو اللھم بحق محمد ارنی وجہ محمد حالاً و مالاً پس جب اسکو تم کہو تو میں تمہارے پاس ضرور آؤنگا شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا اچھا منتر ہے میرے لیے اور جو میرے ساتھ اس پر ایمان لائے اور شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ فرمائے جس وقت کہ تمہارے واسطے کوئی حاجت پیش آئے تو نفیسہ طاہرہ کے لیے نذر مانو اگرچہ ایک پیسہ ہو تمہاری حاجت بر آوے گی انشاء اللہ تعالی انتھی اس جگہ میں نے عربی عبارت اختصاراً چھوڑ دیا پس خیال کیا جائے کہ حضرت شیخ ابو المواہب شاذلی رضی اللہ عنہ جو اولیائے کبار سے ہیں انکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے قضائے حاجت کے نذر نفیسہ رضی اللہ عنہا کیلئے حکم فرمائے کہ پس نذر اولیاء اللہ کی انجاح مرام کے لئے کس درجہ مفید ثابت ہوئی۔ اور راوی اس روایت کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولیائے کبار سے ہیں اور انکے راوی امام عبد الوہاب شعرانی ہیں جو جامع علوم ظاہر اور باطن ہیں پس کس درجہ اس روایت کا وثوق ہے۔

ف

سیدتنا نفیسہ رضی اللہ عنہا اولیاء اہل بیت سے ہیں انکی کرامات مصر میں مشہور و معروف ہیں آپکا مزار شریف مصر میں ہے سب لوگ آپ سے انجاح مرام کے لئے امداد چاہتے ہیں اور خلائق کثیر کی امداد آپ سے انجاح مرام میں ہوتی ہے۔

ایضا طبقات کبریٰ میں بشر حافی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الفقراء ثلثۃ فقیر لا یسأل وان اعطی لا یاخذ فھذا من الروحانیین وفقیر لا یسأل وان اعطی قبل ذالک فذلک فی اوسط القوم وفقیر اعتقد الصبر ومدافعۃ الوقت فاذا طرقتہ الحاجۃ خرج الی عبد اللہ وقلبہ الی اللہ بالسوال فکفارتہ مسئلۃ صدقہ فی السوال

ترجمہ۔ فقرا تین قسم کے ہیں ایک فقیر وہ ہیں کہ سوال نہیں کرتے اگر کوئی ان کو دے تو لیتے نہیں پس یہ لوگ روحانیین سے ہیں دوسرے فقیر وہ ہیں کہ سوال نہیں کرتے اگر کوئی ان کو دے تو قبول کر لیتے ہیں پس یہ لوگ اوسط قوم اولیاء اللہ ہیں تیسرے فقیر وہ ہیں کہ جو صبر اور دفع وقت کو اختیار کئے یعنی بے ضرورت سوال نہیں کرتے بلکہ صبر کرتے ہیں اور بوقت ضرورت اپنی حاجت بندۂ خدا کو ظاہر کرتے ہیں اور دل سے ان کا سوال خدا ہی سے ہوتا ہے پس کفارہ ان کے سوال کا سچا ہونا ہے انکا ضرورت میں سوال کرنیکے انتہی ۔ پس یہ تین قسمیں فقرا کی باعتبار توکل بر ذات حق تعالےٰ کے ہیں اور ایک اعلیٰ ہے ان تینوں قسموں سے وہ یہ ہے کہ بامتثال امر الٰہی ہدیہ کو قبول فرماتے ہیں یہ مقام ہمارے پیرو مرشد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا ہے بہجۃ الاسرار میں اسناد صحیحہ سے روایت ہے کہ کھانا پینا وغیرہ ہر کام میرا کام بحکم الٰہی ہوتا ہے آپ قدم بقدم جد امجد کے ہیں آپکا کلام وحی الٰہی نہ ہے آپکو غنی بھی جو حاصل ہوا خدا کی طرف سے حاصل ہوا خدا نے فرمایا ووجدک عائلا فاغنیٰ۔ خدا نے آپ کو بے مال پایا پس غنی کیا ۔

کواکب طاہرہ میں سامرۃ الابرار ابن عربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ان کل ولی اللہ تعالی یاخذ ما یاخذ بواسطۃ روحانیۃ بنبیہ الذی
ہو علی شریعتہ ومن ذلک المقام یشہد فمنہم من یعرف ذالک
ومنہم من لا یعرفہ ویقول قال لی اللہ ولیس غیر روحانیۃ
ظاہرنا اسرار لطیفۃ تضیق ہذہ الاوراق منہا لما اوردناہ
من التقریب والاختصار غیر من الاولیاء من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجامع لمقامات الانبیاء علیہم
السلام قد یرث الواحد منہم موسیٰ علیہ السلام ولکن
من النور المحمدی لا من النور الموسوی فیکون حالہ من محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منہ ترجمہ۔ ہر ولی خدا کا فیضان
حاصل کرتے جو حاصل کرتے بواسطہ روحانیت ان نبی کے جو وہ انکی
شریعت پر ہے اسی مقام سے ان کو مشاہدہ آلہی حاصل ہوتا پس
کوئی اس امر کو جانتا ہے اور بعض نہیں جانتا اور کہتا ہے کہ مجھکو خدا نے
کہا اور نہیں ہے سوائے اس روحانیت کے اور اس جگہ اسرار ہیں
کہ تنگ ہیں ان کے بیان سے یہ اوراق مگر اولیاء جو جامع ہیں مقامات
انبیاء علیہم السلام امت محمدی سے بعض ان سے وارث ہوتے ہیں
موسیٰ علیہ السلام سے لیکن نور محمدی سے نہ نور موسوی سے پس ہوتا ہے
حال ان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل موسیٰ علیہ السلام کے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہیٰ۔ مؤلف شرح میں بیت قصیدہ

غوثیہ سے جو لکل ولی لہ قدم ہے اسی مضمون کے موافق بغیر کسی کتاب دیکھے لکھا تھا پس میرا خیال حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے موافق ہوا والحمد للہ علی ذلک۔ پھر شیخ اکبر فرماتے ہیں و ربما یظہر من ولی عند موتہ ملاحظۃ موسی وعیسی علیہم السلام فتخیل لعامی و من لا معرفۃ لہ انہ تھود وتنصر لکونہ یذکر ھولاء الانبیاء علیہم السلام۔ ترجمہ۔ اور بسا وقت ظاہر ہوتا ہے ولی سے وقت اسکی موت کے ملاحظہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا پس خیال کرتا ہے عامی اور وہ شخص جسکو معرفت نہیں ہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوئے بسبب ذکر ان انبیاء علیہم السلام کے اور نہیں ہے یہ امر مگر بسبب قوی ہونے معرفت کے انکے مقام کے ساتھ۔ پھر شیخ اکبر فرماتے الا القلب فانہ علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا یذکر الا اصحابنا۔ ترجمہ۔ یعنی ہر ولی وارث ہر نبی کا ہے اور ان کے قلب پر ہوتے ہیں مگر قطب کہ وہ اوپر قلب شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا ہے اور نہیں یاد کرتے ہیں مگر ہمارے اصحاب کو۔ پھر شیخ اکبر رضی فرماتے ہیں واعلم ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھو الذی جمیع الانبیاء والرسل مقاماتھم فی عالم الاسراج حتی بعث بجسمہ الشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واستفادہ والتحق بنا من الانبیاء من شاھدہ او نزل بعدہ فاولیاء الانبیاء الذین سلفوا یاخذون من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنشار کنا الاولیاء

والانبیاء فی الاخذ عنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھذا اورد فی الظاہر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل و قال تعالیٰ فینا لتکونوا شہداء علی الناس و قال فی حق الرسل و یوم یبعث من کل امۃ شہیدا من انفسہم نحن و الانبیاء شہداء علی انبیاءھم فاصرف لحصۃ فی الخلوۃ للوراثۃ الکلیۃ المحمدیہ۔ ترجمہ جان کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیئے گئے مقامات جمیع انبیاء و رسولوں کے عالم ارواح میں یہانتک کہ آپ بجسم شریف اپنے مبعوث ہوئے اور ہم آپ کا اتباع کیا اور لاحق ہوئے ہمارے ساتھ بعض انبیاء جو آپ کو پیچھے مثل خضر علیہ السلام کے بنا بر ایک قول کے یا نازل ہوئے آپ کے بعد مثل عیسی علیہ السلام کے پس اولیاء ان انبیاء کے جو گذرے اخذ فیض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں پس شریک ہوئے اولیاء انبیاء علیہم السلام کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضان لینے میں اسی لئے حدیث میں وارد ہوا کہ میرے اولیاء امت مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں اور فرمایا خدا نے رسولوں کے حق میں کہ وہ روز کہ اٹھائینگے ہم ہر امت سے گواہ اور ہمارے حق میں فرمایا تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر پس ہم اور انبیاء گواہ ہیں انکے تابعین پر پس مصروف کر تو اپنی ہمت کو خلوت اختیار کرنے میں وراثت کلیہ محمدیہ کی طرف۔

سوا کب ظاہرہ میں سے ہے۔

قال العارفون افشاء سر الربوبیۃ کفر۔ ترجمہ کہا عارفوں نے ظاہر کرنا سر ربوبیت کا کفر ہے جب سالک کی خودی اور انانیت

مرتفع ہو جاتی ہے تو سالک پر بعض وہ اسرار الٰہی منکشف ہوتے ہیں کہ اگر وہ ظاہر کئے جائیں تو علمائے شرع ان کو ارتداد کا حکم دیتے ہیں۔ اسی معنی میں ہے قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ میرے پاس بعض علوم ایسے ہیں کہ اگر میں اس کو ظاہر کروں تو برابر حلق کاٹا جائے۔ جیسا کہ حضرت منصور حلاج رضی اللہ عنہ اگرچہ بحالت محویت فرمائے جو کچھ کہ فرمائے مگر آپ کو کمال محویت ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ لہذا آپ سے اس میں لغزش واقع ہوئی جیسا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منصور کے وقت میں اگر میں ہوتا تو اُنکی لغزش کو میں تھام لیتا۔ بعض اولیاء اللہ بھی آپ کے قتل کے فتوے میں شریک ہوئے اور آلات جارحہ کا بھی آپ پر اثر ہوا اور جب کمال محویت ہو تو احکام شرعیہ ان سے مرتفع ہو جاتے ہیں اس لیے کہ مدار تکالیف شرعیہ کا عقل ہے جبکہ عقل بالکلیہ محویت تامہ میں اُٹھ جاتی ہے اسوقت تکالیف شرعیہ بھی مرتفع ہو جاتے ہیں پس اگر مجنوں سے یا طفل نابالغ سے کوئی کلمہ کفر سرزد ہو جائے تو اسپر ارتداد یا کفر کا حکم جاری نہیں ہوتا پس یہ حالت محویت تامہ کی حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی کہ آپ کی زبان مبارک سے اس سے زیادہ تصریح سے کلمات نکلے جو حضرت منصور حلاج رضی اللہ عنہ سے نکلے تھے جب لوگوں نے آپ پر آلات جارحہ چلایا تو ان کا اثر آپ پر کچھ بھی نہ ہوا بلکہ جنکا اثر انہیں پر رجوع کیا۔ قصہ اسکا مثنوی مولانا روم میں مفصلاً مذکور ہے مگر حضرت بایزید کو آداب شریعت اسقدر رکھا کہ جب آپ ہوش میں آتے تو ان کلمات سے توبہ کرتے اور فرماتے

کہ اگر میں ایسا کہتا ہوں تو مجھکو قتل کرو۔ یہ تقریر میں نے علماء شریعت کے موافق بیان کیا اگر علماء حقیقت کے موافق بیان کردں تو عام فہم نہیں ہے: لہذا میں اسی پر اکتفا کیا۔

ایضاً کواکب ظاہرین سے

قال الاستاذ ابو علی الدقاق یجوز للولی ان لایعلم انہ ولی قال القشیری وھو الذی لیس بواجب فی جمیع الاولیاء بل یجوز ان یعلم ذلک کما یجوز ان لا یعلم بعضھم فاذا علم بعضھم انہ ولی کانت معرفتہ لذلک کرامۃ انفرد بھا ولو لم للولی کرامتہ ظاھرۃ فی الدنیا لم یقدح عدمھا فی کونہ ولیا بخلاف الانبیاء علیھم فانہ یجب ان یکون لھم معجزۃ لان الحاجۃ مست الی معرفۃ صدقھم ولا یعرف ذلک الا بالمعجزۃ ولیس کذلک الولی اقول وقال عبد السلام المقدسی وحدثنا ابو یعقوب السجستانی باسنادہ عن سفیان ابن عیینہ قال ان ھذہ الامۃ خلفاء لسائر الانبیاء علیھم السلام یسلکون طریقھم الی یوم القیمۃ ثم تلی فبھداھم اقتدہ وبہ سمعت الفضل ابن عیاض رضی اللہ عنہ یقول ما من نبی الا ولہ نظیر من امتہ وقال فی الکواکب ایضاً نقلاً عن اخبار الاذکیاء باخبار الاولیاء للشیخ ابی المواھب الشاذلی رضی اللہ عنہ۔ اما بعد فان اسرار الالھیۃ

والانوار بانیہ جعل الحق تعالیٰ محل ظهورها باللطيفة الانسانية فمنها ما هو ظاهر معلوم ومنها ما هو خفی مكتوم فالظاهر الرسل المشرفون المقربون والاخفياء بعض الخلفاء من الاولياء لكل قدم من الرسل والانبياء وارث يقوم فيه بحسب استعداده فلهذا اختلفت المقامات وتباينت الحالات وتعدد المسالك وكان مقام هذا المريد غير مقام هذا السالك فمن رأيته مجدد احكام الطريق متكلما فيها بالمعنى الدقيق فهو من ورثة المرسلين ومن رأيته سالكا مسالك من كان قبله من القوم من غير تجديد فهو ورثة الانبياء وهؤلاء الاكثرون الا ترى ان الرسل اقل عددا ولكنهم اعظم من الانبياء مددا وههنا فائدة وهي ان قوله عليه الصلوٰة والسلام العلماء ورثة الانبياء ولم يقل ورثة الرسل لان الانبياء لم يؤذن لهم بالتجديد كما اذن لهم بالتقرير فلهذا اشارك العلماء الانبياء في هذه الصفة فقط والوراثة تطلق بادنى نصيب فان قلت قد اطلقت على بعض اهل الباطن انهم ورثة الرسل و صاحب الشرع انما جعل الوراثة في النبوة لا في الرسالة قلت انما اطلقنا فيهم لتجديد آداب الوحي الالهامى لا لنسخ الشرائع والاحكام ثم قال اعلم ان الولاية مقولة بالتشكيك فمن امن بالله وما جاء به صلى الله عليه وآله وسلم فهو

ولی قال اللہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور فالایمان بدایتھا والصدیقۃ القصوی غایتھا وما بین الغایۃ والبدایۃ مراتب ومقامات واحوال تتفاوت منھا اقدام الرجال ثم یلی علماء الظاہر اصحاب الاقتداء وباقوالھم وھم العباد والزھاد واھل الورع والاجتھاد وتری احدھم ینقطع فی الجبال وینعزل عن النساء والرجال ویسیح فی الارض الطول منھا والعرض ولیس عندہ رائحۃ من المعرفۃ ومنھم الصوفیۃ وھم علی درجۃ من اولئک لسلوکھم علی قوانین المعرفۃ وھم یقلون مرۃ ویکثرون اخری۔ ترجمہ کہا استاد ابوعلی دقاق نے جائز ہے ولی کے لئے کہ وہ خود کو ولی جانے کہا امام قشیری نے کہ یہ واجب نہیں ہے جمیع اولیا میں بلکہ جائز ہے کہ بعض ان کے جانے اور بعض ان کے نہ جانے پس اگر کوئی ولی جانے کہ وہ ولی ہے تو یہ اس کی کرامت ہے جس میں وہ منفرد ہے اگر نہ ہو ولی کے لئے کرامت ظاہرہ دنیا میں تو نہیں ہے یہ امر مانع اس کے ولی ہونے میں بخلاف انبیاء کے کہ واجب ہے ان کے لئے معجزات اس لئے کہ ضرورت ہے کہ ان کا صدق جانا جائے اور نہیں جانا جاتا ان کا صدق دعویٰ نبوت میں مگر معجزہ سے اور نہیں ہے ایسا ولی میں رکہتا ہوں میں کہ عبدالسلام مقدسی نے کہا اور روایت کیا ابو یعقوب سجستانی نے اپنے اسناد کلیا تھ

سفیان بن عیینہ سے انہوں نے کہا کہ تحقیق اس امت میں خلفا رہیں تمام
انبیاء کے جو ان کے طریقہ پر یعنی مرتبہ ولایت میں ان کے قدم بقدم ان کی
شریعت پر چلتے ہیں قیامت تک پھر تلاوت کی فبھدٰھم اقتدہ
اور مثل اس کے سنا ہے میں نے فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے اور نقل
کیا صاحب کواکب ظاہرہ نے اخبار اذکیا سے شیخ ابو المواہب شاذلی
رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ اسرار الٰہیہ اور انوار ربانیہ کیلئے خدا نے لطیفۂ انسانیہ
کو محل ظہور کیا پس بعض ان میں ظاہر اور معلوم ہیں اور بعض ان سے مخفی
ہیں پس ظاہر رسولان بزرگ ہیں جو مقربان الٰہی ہیں اور پوشیدہ ان سے
بعض خلفاء انبیاء علیہم السلام ہیں جو اولیاء ہیں اور واسطے ہر ایک کے
ایک مرتبہ ہے وراثت رسولوں اور انبیاء علیہم السلام سے کہ قائم ہوتے
ہیں بحسب استعداد اپنے اسی لئے مختلف ہوئے مقامات اور جدا جدا ہو
حالات اور ہوا مسلک اس مرید کا سوائے مسلک دوسرے سالک کے
پس جنکو تو دیکھے کہ طریق سلوک میں احکام سلوک کی تجدید کرتے ہیں اور
باریک معنی اس میں بیان کرتے ہیں پس وہ وارث ہیں مرسلین کے
اور جنکو تو دیکھے کہ اپنی ماقبل کے اولیاء کے طریقوں پر چلتے ہیں اور کچھ تجدید اصلا
نہیں کرتے وہ وارث ہیں انبیاء کی اور یہی اکثر ہیں کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ مرسلین عدد
میں انبیاء سے کم ہیں لیکن مرتبہ میں بڑے ہیں اس مقام میں ایک

فائدہ ہے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا العلماء ورثۃ الانبیاء
ہے اور نہیں فرمائے حضرت ورثۃ الرسل اسلئے کہ انبیاء مجاز تجدید احکام نہیں

نہیں ہیں جیسا کہ وہ مرسلین سابق کے دین کے ثابت کرنیکے مجاز ہیں پس
اسی سے لئے ملا آپ کی امت کو ایسی صفت میں انبیاء علیہم السلام کی شرکت کا حصہ اور
وراثت کا حصہ۔ اور اطلاق وراثت کا ادنیٰ حصہ وراثت پر ہوتا ہے پس
اگر تم کہو کہ تم نے اطلاق کیا بعض اہل باطن پر کہ وہ وارث ہیں مرسلین کے
اور صاحب شرع ملنے وارثت فقط نبوت میں نائب تھے مالی ندر سالت میں کہوں گا میں
اس کے جواب میں کہ ہم نے ان میں وراثت تجدید وحی الہام الٰہی کا جو اطلاق
کیا ہے نہ بسبب نسخ شرائع اور احکام کے۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ جان تو کہ ولایت
کلی مشکک ہے۔ ف کلی مشکک منطقیین کی اصطلاح میں اس کلی کو کہتے
کہ جس کلی کا اطلاق اس کے افراد پر علی السویہ نہ ہو بلکہ بعض افراد پر بہ اولیت
اور بہ اولویت ہوا ور بعض پر بہ قوت اور بہ ضعف ہو پس جو شخص کہ خدا پر
ایمان لائے پس وہ ولی ہے۔ خدا نے فرمایا کہ اللہ ولی ہے ان لوگوں کا
جو ایمان لائے۔ نکالتا ہے ان کو تاریکی سے طرف روشنی کے پس ایمان
ابتدا ہے ولایت ہے اور صدیقیت کبریٰ اسکی نہایت اور درمیان ان
بدایت اور نہایت کے مراتب اور مقامات ہیں جو متفاوت ہیں پس نزدیک
ہیں اولیاء کے علمائے ظاہر جو اقتدا کی جاتی ہے ان کے اقوال کی عوام
وہ عباد اور زہاد ہیں صاحب ورع واجتہاد تو دیکھتا ہے بعض ان لوگوں کو
کہ پہاڑوں میں تنہائی اختیار کرتے ہیں اور عورتوں اور مردوں سے علیحدہ
ہوتے ہیں اور عرض وطول زمین میں سفر کرتے ہیں نہیں ہے ان کے پاس
بوئے معرفت سے ان علماء سے صوفیہ بھی ہیں وہ اعلیٰ درجہ پر ہیں

مقام علمائے ظاہر سے بسبب چلنے ان کے قوانین پر معرفت الٰہی کے وہ کبھی زیادہ ہوتے ہیں کبھی کم ہوتے ہیں۔

ایضاً کواکب ظاہرہ میں ہے

اعلم ان الغیب المشترک بین الانبیاء والاولیاء غیبان غیب مقید وغیب مطلق فاما المقید فہو الکشف عن الشیٔ الموجود الآن والذی کان فی الزمن السابق الماضی فکل من منحہ اللہ تعالٰی فہو الغیب لم یکشف لہ الا فی ہذین الزمانین فقط لان کشفہ مقید بہما واما الغیب المطلق فہو الترقی من المقید الی شہود ما سیوجد فی الزمن المستقبل فصاحب ہذا المقام لیس قاصر کشفہ علی الزمن المستقبل بل یقع کشفہ عن غیوب الازمنۃ الثلاثۃ لان لازم وجود الاعم لازم وجود الاخص ولا عکس وہذین الکشفین قد جمع بینہما اکابر الاولیاء ممن جمع بین الشریعۃ والحقیقۃ کامامنا الشافعی رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ۔ جان تو کہ علم غیب جو مشترک ہے بیچ انبیاء علیہم السلام کے اور اولیاء اللہ کے دو قسم پر ہے ایک علم غیب مقید دوسرا علم غیب مطلق لیکن علم غیب مقید پس وہ کشف ہے اس شئے سے جو فی الحال موجود ہے یا زمانہ ماضی میں تھی دوسرا علم غیب مقید سے جو وہ ترقی ہے مقید کی طرف شہود اس چیز کے جو آئندہ پائی جائی گی زمانہ مستقبل میں پس صاحب اس مقام کا نہیں ہے کشف اس کا قاصر زمانہ مستقبل پر بلکہ واقع ہوتا ہے کشف اس کا غیوب ازمنہ ثلثہ پر اس لئے لازم وجود اعم کا لازم وجود اخص ہے اور عکس نہیں

اور یہ دونوں کشف تحقیق جمع کے گئے ہیں اکابر اولیا سے ان میں جو کہ جامع ہیں درمیان علم شریعت اور حقیقت کے جیسا کہ ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالے علیہ ہیں۔

نفحات میں ہے

الولی مشتق من الولایۃ وھی قسمان خاصۃ وعامۃ فالولایۃ العامۃ مشترکۃ بین العام من المومنین قال اللہ تعالی۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والولایۃ الخاصۃ مخصوص بالواصلین الحق من ارباب السلوک وھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقاءہ بہ فالولی ھو الفانی فیہ والباقی بہ۔

ترجمہ۔ ولی مشتق ہے ولایت سے وہ دو قسم پر ہے ایک ولایت خاصہ دوسری ولایت عامہ پس ولایت عامہ مشترک ہے درمیان عام مومنین کے فرمایا خدا نے کہ اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو تاریکی سے طرف نور کے اور ولایت خاصہ مخصوص ہے واصلین حق کیلیے جو اصحاب سلوک ہیں وہ عبارت ہے فنا ہونے بندہ کے ذات حق تعالی میں اور بقا ہونے بندہ کے ذات حق کیساتھ پس ولی وہ فانی ہے ذات حق تعالی میں باقی ہے ساتھ ذات حق تعالی کے۔

رسالہ قشیریہ میں ہے

فان قیل فما معنی الولی قیل یحتمل امرین احدھما ان یکون فعیلا مبالغۃ کالعلیم والقدیر ویکون معناہ من توالت طاعتہ من غیر تخلل معصیۃ ویجوز ان یکون فعیل بمعنی مفعول کجریح بمعنی مجروح

وهو الذي يتولى الحق تعالى حفظه وحراسته على الادامة بالتوالي فلا
يخلق له الخذلان الذي هو قدرة على العصيان وانما يديم توفيقه
الذي هو قدرة على الطاعة قال الله تعالى وهو يتولى الصالحين
فان قيل فهل يكون الولي معصوما قيل اما وجوبا كما يقال في الانبياء
فلا واما ان يكون محفوظا حتى لا يصر على الذنوب ان حصلت فيها
او آفات او زلات فلا يمتنع ذلك في وصفهم وقد قيل للجنيد
يا ابا القاسم العارف يزني فاطرق مليا ثم رفع رأسه
وقال وكان ذلك امر الله قدرا مقدورا فان قيل فهل يسقط
الخوف من الاولياء قيل اما الغالب على الاكابر فكان
الخوف وذلك الذي قلنا فيما تقدم على جهة الندرة غير
ممتنع وهذا السري السقطي يقول لو ان واحدا دخل بستانا فيه
اشجار كثيرة وعلى كل شجرة طير يقول بلسان فصيح السلام
عليك يا ولي الله فلو لم يخف انه مكر كان ممكورا وامثال ذلك
من حكاياتهم كثيرة فان قيل هل يزول من الولي
خوف المكر قيل ان كان مصطلما عن مشاهدة تجليا ته
مختطفا من الاحساس فهو مستهلك فيما استولى عليه والخوف
من صفات الحاضرين يقول المومن فانظر الى مقام سيدنا
عبد القادر الجيلاني رضي الله عنه مع كونه رضي الله عنه
في مقام الصحو اخذ سبعين موثقا من الله ان لا يمكر به

وشاهد ذلک شیخه الشیخ حماد وباس رضی الله عنه حتی اقر وقال ذلک فضل الله یوتیه من یشاء کما فی البهجة ثم قال القشیری رضی الله عنه فان قیل فما الغالب علی الولی فی حال صحوه قیل صدقه فی اداء حقوقه سبحانه تعالی ثم رفقه و شفقته علی الخلق فی جمیع احواله ثم انبساط رحمة لکافة الخلق ثم دوام تحمله منهم بجمیل الخلق و ابتداءه لطلب الاحسان الیهم من الله عزوجل من غیر التماس منهم وتعلیق الهمة بنجاة الخلق وترک الانتقام منهم والتوقی عن استعار حقده علیهم مع قصر الید عن اموالهم و ترک الطمع بکل وجه و قبض اللسان من ذکر السوء فیهم و التصاؤن عن شهود مساویهم ولا یکون خصما علیهم لا فی الدنیا ولا فی الاخرة وقیل ان ابراهیم ابن ادهم قال لرجل اتحب ان تکون ولیا فقال نعم قال لا ترغب فی شئی من الدنیا والاخرة وفرغ نفسک لله تعالی و اقبل وجهک الیه لیقبل علیک ویوالیک وقال یحیی ابن معاذ فی صفة الاولیاء هم عباد فرحون بالانس بعد المکابدة و اعتنقوا الروح بعد المجاهدة بوصولهم الی مقام الولایة سمعت ابا عبد الرحمن السلمی یقول سمعت منصور ابن عبد الله یقول سمعت عمی البسطامی یقول سمعت ابی یقول اولیاء الله عرائس الرحمن ولا یری العرائس الا المحرمون فهم مخدرون

عنده فی حجاب الانس لا یراهم احد فی الدنیا ولا فی الآخرة سمعت ابا بکر الصیدلانی وکان رجلا صناعا قال کنت اصلح اللوح فی قبر ابی بکر الطمستانی انقر فیه اسمه فی مقبرة الحیرة کثیرا وکان یقام ذلک اللوح ویسرق ولم یقلع من غیره من القبور فکنت اتعجب منه فسالت ابا علی الدقاق الاستاذ رحمة الله علیه یوما من ذلک فقال هو اثر الخفاء فی الدنیا وانت ترید ان تظهره باللوح الذی تصلحه وان الحق سبحانه تعالی یابی الا الاخفاء کما هو اثر ستر نفسه وقال ابو عثمان المغربی ان الولی قد یکون مشهورا ولکن لا یکون مفتونا اقول قال شیخ الاسلام فی معنی لا یکون مفتونا بان یکون شهرته له برکة علیه وعلی غیره بان لا تشغل الشهرة عن ربه فیسعد بها وتضاعف اعماله بکثرة من تصدق له بخلاف من اشغلته شهرته ان ربه فانه یکون مفتونا بها ثم قال العلامة القشیری عن ابا عبد الرحمن السلمی یقول سمعت النصر اباذی یقول لیس للاولیاء سوال انما هو الذبول والخمول اقول قال شیخ الاسلام معنی قوله لیس للاولیاء سوال فی اغلب احوالهم بالسنتهم انما سوالهم فی بواطنهم وقال یحیی بن معاذ الولی ریحان الله تعالی فی الارض یشمه الصدیقون فتصل رائحته الی قلوبهم فیشتاقون

به الى مولاهم ويزدادون على تفاوت اخلاقهم عبادة وسئل الواسطي كيف يغذى الولي في ولايته فقال في بدايته بعبادته وفي كهولته يستره بلطافته ثم يجذبه الى ما سبق من نعوته وصفاته ثم يذيقه قيامه به في اوقاته وقيل علامة الولي ثلثة مسئلته بالله وفراره الى الله وهمه الى الله ادخل قال الخير زاد اذا اراد الله تعالى ان يوالي عبدا من عبيده فتح عليه باب ذكره فاذا استلذ الذكر فتح عليه باب القرب ثم رفعه الى مجالس القرب ثم يدنيه الى مجالس الانس به ثم اجلسه على كرسي التوحيد ثم رفع عنه الحجب فادخله دار الفردانية وكشف له من الجلال والنعمة وبقي بلاهو فحينئذ يرى العبد زمنا فوقع في حفظه تعالى وبرئ من دعاوى نفسه ويقال صفة الولي ان لا يكون له خوف لان الخوف ترقب مكروه يحصل في المستقبل او انتظار محبوب يفوت في المستانف والولي ابو وقته ليس له مستقبل فيخاف شيئا وكما لا خوف له لا رجا له لان الرجاء انتظار محبوب يحصل او مكروه يكشف وذلك في التراقي من الوقت وكذلك لا حزن له لان الحزن من حزانة الوقت ومن كان في ضياء الرضاء وبرد الموافقة فانى له حزن قال الله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون يقول المؤلف يحصل هذا من حال اولياء الله تعالى

وقت ارتفاعهم عن البشرية وعدم شعورهم بوجودهم فيرتفع عنهم التكليف باحكام الشريعة والخوف من احكام الشريعة القلبية فاذا رجعوا الى بشريتهم وحصل لهم احساسهم بوجودهم يلحقهم الخوف والرجاء لرجوع التكاليف الشرعية عليهم لان الايمان بين الخوف والرجاء ولقد ورد في حال اولياء الله تعالى وعلامتهم انهم اذا رءوا ذكر الله

ترجمہ ۔ اگر کہا جائے کہ لفظ ولی کے کیا معنی ہیں تو کہا گیا کہ لفظ ولی کا محتمل دو معنوں کا ہے ایک یہ کہ اسم فاعل سے صیغہ مبالغہ کا ہو مثل علیم اور قدیر کے پس ہوں گے معنی ولی کے اس وقت ہیں کہ جو پے در پے طاعت کریں بغیر عارض ہونے معصیت کے اور جائز ہے کہ لفظ ولی کا بمعنی مفعول کے ہو مثل جریح بمعنی مجروح کے معنی اس کے جنکا خدا حامی اور مددگار ہو ان کی حفظ کا اطاعت پر پے در پے پس نہ پیدا کرے ان کے لئے خذلان جو وہ قدرت ہے نافرمانی الٰہی پر اور اپنی توفیق ان کے ہمراہ ہمیشہ رکھے جو وہ قدرت ہے طاعت پر فرمایا خدا نے کہ وہ حامی اور مددگار صالحین کا ہے پس اگر کہا جائے کہ آیا ولی معصوم ہوتے ہیں کہا گیا لیکن وجوباً مثل انبیاء علیہم السلام کے پس نہیں اور لیکن وہ محفوظ ہوں کہ نہ مصر ہوں گناہوں پر اگر گناہ کے فاعل ہوں پھر وہ مقبول التوبہ ہوں یا آفات اور لغزشیں ان کو لاحق ہوں تو ممکن ہے ۔

کسی نے حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا عارف زنا میں ملوث ہو سکتا ہے تو آپ نے تھوڑا سا تامل فرمایا اور سرنگوں ہوئے پھر سر بلند کرکے فرمایا کہ

جو تقدیر الٰہی ہے سو جاری ہوتی ہے۔ پس اگر کہا جائے کہ آیا اولیاء سے خوف ساقط ہوتا ہے کہا گیا لیکن غالب اکابر پر پس خوف ہے اور جو کہ عبارت ماتقدم میں کہا سو وہ نادر ہے منع نہیں ہے انتہی شاید اس کے پہلے آپ فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ پر خوف کا نہ ہونا ممکن ہے اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی باغ میں داخل ہو کہ اس میں بہت سے درخت ہوں اور ہر درخت پر پرندہ زبان فصیح سے کہے کہ اے خدا کے ولی پس اگر وہ خوف نہ کرے کہ شاید یہ خدا کا امتحان ہے پس وہ دھوکا کھایا اور مثل اس کے حکایات اولیاء کے بہت ہیں اگر کہا جائے کہ کیا ولی سے خوف امتحان الٰہی کا زائل بھی ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ اگر وہ ولی مشاہدہ تجلیات الٰہیہ سے بے خوف ہوا اور مسلوب العقل والحواس ہو تو وہ فانی ہے اس چیز میں جو ان پر مشاہدہ تجلیات الٰہیہ غالب ہوئے۔ پس وہ اس مشاہدہ میں اپنی خودی سے غائب ہو گئے اور خوف صفات سے ان لوگوں کے ہے جو کہ حاضر اپنی خودی میں ہیں انتہی۔ مولف کہتا ہے کہ یہاں دیکھا جائے مرتبہ سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کہ آپ کو ہمیشہ حالت صحو و سلوک رہتے پر آپ نے ستر بار خدا سے عہد لیا کہ آپ کو امن مکر الٰہی سے رہے اور اس امر کو اپنے شیخ صحبت حضرت شیخ حماد دباس رضی اللہ عنہ کو اپنے کف دست میں بتا دیا اور شیخ نے دیکھکر فرمایا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ روایت بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیحہ

مذکور ہے۔ انتہی پس اگر کہا جائے کہ ولی کو اس کی حالت صحو اور ہشیاری میں اسپر کیا بات غالب رہتی ہے۔ کہا گیا کہ صدق اس کا ادائی حقوق الٰہی میں پھر شفقت اسکی خلائق پر اپنے جمیع احوال میں پر کشادگی اسکی رحمت کی تمام مخلوق الٰہی پر پھر برداشت اسکی ایذا خلق پر اخلاق جمیلہ کیسا تھ اور خدا سے اس کی بہتری کو بغیر اس کی طلب کے چاہنا اور مصروف رکھنا اپنی ہمت کو واسطے نجات اس کے اور بدلہ نہ لینا اس کی برائی کا اس سے کینہ رکھنے سے بچنا اور اس کے مال سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرنا اور ہر طرح سے اس سے طمع نہ کرنا اور روکنا اپنی زبان کو اس کی برائی کرنے سے اور چشم پوشی کرنا اس کی برائی دیکھنے سے اور مدعی نہ ہونا اس کا نہ دنیا اور نہ آخرت میں۔

یحیٰی بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اولیاء اللہ کی صفت میں کہا ہے کہ وہ بندے ہیں کہ انس الٰہی کی ساتھ خوش ہیں بعد مشقت کے اور خوش ہیں ساتھ بغل گیری ارواح کے بعد مجاہدہ کے بسبب پہنچنے ان کے مقام ولایت کو۔ سنا ہوں میں عبدالرحمٰن سلمی سے کہ وہ باسناد خود حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں کہ وہ کہتے تھے اولیاء اللہ عرائس حق تعالیٰ کے ہیں اور نہیں دیکھتے ہیں ان کو مگر جو کہ عرائس کے محرم ہیں پس اولیاء اللہ پردہ نشین ہیں خدا کے پاس حجاب انس میں نہیں دیکھتا ہے ان کو یعنی ان کی حقیقت انس کو کوئی شخص نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

سنا ہوں میں ابو بکر صیدلانی سے کہ وہ ایک مرد کاریگر تھے کہا کہ میں نے ایک تختہ بنایا واسطے قبر ابو بکر طلسانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ان کا نام اس پر کندہ کر کے کھڑے کیا پس وہ چوری گیا ایسا ہی کئی بار واقعہ ہوا اور انکی قبر کے سوا

دوسری قبروں سے تختے چوری نہیں جاتے پس میں نے اس امر کو استاد ابو علی دقاق کے روبرو ذکر کیا انہوں نے کہا کہ شیخ نے دنیا میں پوشیدگی اختیار کی تم چاہتے ہو کہ ان کی قبر کو ظاہر کرو اس تختے کے ساتھ جو تم بناتے ہو اور تحقیق کہ خدا تعالیٰ ان کا اظہار نہیں چاہتا ہے جیسا کہ انہوں نے اپنا اظہار نہیں چاہا۔ اور کہا ابو عثمان مغربی نے کہ ولی کبھی مشہور ہوتے ہیں اور مفتون نہیں ہوتے اور معنی مفتون نہ ہونیکا یہ ہے کہ ان کا اظہار ان کے لئے اور لوگوں کے لئے برکت ہوتا ہے کہ بباعث ان کی شہرت کے یاد حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے اور لوگ بباعث حضوری خدمت ان کی سعادت دارین حاصل کرتے ہیں بخلاف اس کے کہ جنکو شہرت یاد حق تعالیٰ سے غافل کرتی ہے پس وہ بباعث شہرت کے مفتون ہیں۔

میں نے عبد الرحمن سلمی سے سنا ہے کہ اولیا سے سوال نہیں ہوتا یعنی حوائج دارین کو خدا سے چاہتے نہیں ہیں بلکہ خوشی اور سکوت ہے شیخ الاسلام نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اکثر احوال میں سوال نہیں ہے زبان سے بلکہ سوال انکا باطن میں ہے یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ دل خدا کے ریحان ہیں خوشبوئی حاصل کرتے ہیں انسے صدیقین پس مشتاق ہوتے ہیں صدیقین بسبب اس خوشبوئی کے اپنے مولا کی طرف اور زیادہ مصروف عبادت ہوتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ ولی اپنی ولایت میں کیسی غذا کھاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ابتدای حال میں ان کو عبادت الٰہی کی غذا دیجاتی ہے پھر خدا ان کو پوشیدہ کرتا ہے اپنی لطافت کے ساتھ پھر کشش کرتا ہے خدا ان کو ان صفات لغوت کی طرف جو پہلے سے ان کے لئے مقدر کئے گئے تھے پھر وہ

خدا تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اپنے اوقات میں کہا گیا کہ علامت ولی کی تین ہیں مشغولی ان کی خدا کیساتھ اور قرار ان کا طرف خدا تعالیٰ کے اور قصد ان کا طرف خدا کے جمیع امور میں اس کو بہت دخل ہے۔ خیر زاد نے کہا کہ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی محبت و قرب کسی بندہ کو عنایت فرمائے تو کشادہ کرتا ہے اس پر دروازہ اپنے ذکر کا پھر وہ بندہ جبکہ خدا کے ذکر سے لذت حاصل کیا تو پھر اپنی قرب کا دروازہ اس پر کشادہ کرتا ہے پھر بلند کرتا ہے اس کو مجالس قرب سے طرف مجالس انس کے پھر بٹھاتا ہے اسکو توحید کی کرسی پر پھر دور کرتا ہے اس سے پردے پس داخل کرتا ہے اسکو دار فردانیت میں اور ظاہر کرتا ہے بیچ صفت جلال اور عظمت کی پس باقی رہتا ہے بغیر اپنی خودی کے پس دیکھتا ہے بندہ اپنے تئیں لیکن بے دست و پا پس واقع ہوتا ہے بندہ خدا کے حفظ میں اور بری ہوتا ہے اپنے نفس کے دعوؤں سے بعضوں نے کہا ہے کہ ولی وہ ہے کہ جس کے لئے خوف نہو اس لئے امید مکروہ کی جو زمانہ مستقبل میں آئے یا انکہ فوت مکروہ کا زمانہ آئندہ میں ہو وہ خوف ہے اور ولی ابو الوقت ہے اس کے لئے مستقبل نہیں ہے کہ کسی شئے سے خوف کرے جیسا کہ ولی کو خوف نہیں ہے ویسا رجا نہیں ہے اس لئے کہ رجاء انتظار شئی محبوب کا یا دور ہونا مکروہ کا ہے اور یہ بھی دیر ہی وقت آئندہ ہے اور ولی ابو الوقت ہے۔ ایسا ہی ولی کو حزن نہیں ہے اس لئے کہ سختی وقت کے معنی حزن ہیں جو تاریکی وقت ہے جو کہ روشنی رضا میں ہوں اور سردی نہیں موافقت ارادہ الٰہی کے ہو اس کو حزن کہاں ہے فرمایا خدا نے تحقیق کہ

اولیاء اللہ نہ ان کو خوف ہے اور نہ حزن ہے انتہی مولف کہتا ہے شاید کہ یہ وہ اولیاء اللہ کا خیال ہے کہ جب وہ اپنی بشریت سے اٹھ جاتے ہیں اور اپنے وجود کا شعور ان کو باقی نہیں رہتا پس اسوقت میں وہ مکلف باحکام شرعیہ نہیں رہتے اور خوف اور رجا احکام شرعیہ قلبیہ سے ہے یہ بھی ان سے اٹھ جاتے ہیں اور جسوقت کہ وہ اپنی بشریت کی طرف عود کرتے ہیں اور ان کے وجود کا احساس ان کو ہوتا ہے تو ان کو خوف اور رجا حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ ایمان درمیان خوف و رجا کے ہے اور صفات اولیاء میں یہ حدیث وارد ہے کہ جب وہ نظر آجائیں تو خدا یاد آئے۔

جامع اصول اولیاء میں لکھتے ہیں۔ کہ کہا سہل تستری رضی اللہ عنہ نے کہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کے لئے اور کرامت اولیاء کے لئے اور معونت مریدین کے لئے اور مقام تمکین اہل خصوص کے لئے ہے یعنی جو خرق عادت انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہو وہ معجزہ ہے اور جو اولیاء سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے اور جو مریدین سے ظاہر ہو وہ معونت ہے عقوبت انبیاء علیہم السلام کی وحی کا رک جانا ہے اور عقوبت اولیاء کی اظہار کرامت ہے یعنی بوقت عدم ضرورت یا عدم امر الٰہی کے اظہار کرامت کریں اور عقوبت مریدین کی قصور ان کا طاعات میں ہے۔ پھر ظہور کرامت کا کبھی بقصد ولی ہوتا ہے کبھی بلا قصد ولی کے ہوتا ہے۔ الفتح الربانی میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے و اللہ ثم و اللہ ان احوال الاولیاء کاحوال الانبیاء لکن نقبھم علی القابھم الانبیاء والرسل لا ینزل الیھم

منکیر و نکیر لانہم شفاع الخلق ھکذا ھولاء لایحاسبون لانہم خواص الخلق۔ ترجمہ قسم ہے خدا کی پھر قسم ہے خدا کی کہ احوال اولیا کے مثل احوال انبیاء کے ہیں لیکن لقب انبیاء کا غیر لقب انبیاء اور مرسلین سے ہے نہیں اترتے ہیں ان کی طرف منکر و نکیر اس سبب سے کہ وہ شفاعت کرنیوالے خلق کے ہیں ایسا ہی ان سے حساب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ خاص مخلوقات الٰہی سے ہیں

ایضاً فتح الربانی میں ہے

من الاولیاء من تسجد لہ الملائکۃ ترجمہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ ان کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ انتہی۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ خلافت آدم علیہ السلام کی ہے جو پہلے خلیفہ حق تعالیٰ کے ہیں خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم کیا کہ وہ ان کو سجدہ کریں یہ کنایہ اپنے نفس شریف سے ہے جو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ کا اولیاء اللہ میں بڑا رتبہ ہے بہجۃ الاسرار کی روایات سے ثابت ہے کہ آپکی مجلس وعظ کو فرشتے گھیر لیتے اور اژدحام کرتے اور ایک روایت سے ثابت ہے کہ فرشتے آسمان سے اترے اور آپ سے مصافحہ کئے۔

اخذ بیعت مشائخین متعددین سے

فتاوی حدیثیہ میں ہے شیخ ابن حجر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ جو بیعت کہ مقرر ہے فیمابین حضرات صوفیہ کے وہ بیعت مشائخین متعددین کے ہاتھ پر کرنا جائز ہے یا نہیں خواہ پہلے مرشد کا انتقال ہویا پہلے مرشد سے نفع حاصل کرکے دوسرے مرشد سے منتفع ہو اور آیا یہ بیعت مخصوص توبہ سے

یا یہ توبہ باستحکام ہے یا وہ دونوں ایک ہی شئے ہے پس شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ بیعت مشائخین متعددین کا حال مختلف ہے بعض بیعت بہ نیت برکت حاصل کرنیکے ہوتی ہے اور بعض بیعت بہ نیت تربیت راہ حق تعالے اور سلوک طریقت کے ہوتی ہے پس جو بیعت کہ بہ نیت اخذ برکت کے ہوتی ہے وہ بیعت جس سے چاہے کرے کہ اسمیں اس کو کچھ ممانعت نہیں ہے اور جو بیعت کہ بارادہ تربیت پانے اور سلوک راہ حق تعالےٰ کے ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ یہ بیعت ایسے مرشدوں کے ہاتھ پر کرے کہ جن میں قدرت ہو کہ انکی اصلاح کرسکیں اور وہ ممنوعات شرعیہ سے اور عقائد فاسدہ سے بچے ہوں خدا ہمارا حشر ان کے زمرے میں کرے آمین اگر وہ مرشدین ایسے صفات سے بھی موصوف ہوں تو بیعت تربیت میں ایک اور شرط ہے کہ ان مرشدین سے ایسے مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ جس مرشد کا حال مرید کو اپنی طرف کھینچ لے جبراً و قہراً اس طور پر کہ مرشد کے حال کی روشنی اس کے نفس کو مضمحل کردے اور اس کے وجود میں محو اور فنا کے آثار نمودار ہوں کہ مرید کا نفس خواہشات نفسانیہ وارادات سے نفس کے جدا ہو جاوے پس اسوقت میں مرید پر یہ امر مقرر ہے کہ اس مرشد کی خصلت کی پیروی کرے اور اس کے جمیع اوامر اور نواہی کا اتباع اپنے پر لازم کرے اور اُن کے رسوم کا بھی یہانتک کہ مثل میت کے ہوجاوے غاسل کے روبرو یعنی وہ جسطرح پلٹا دے پلٹ جاوے پس اگر ایسے مرشد میسر نہ ہوں کہ جس کا حال اسکو کشش کرے پس اختیار کرے ایسا مرشد کو جو فیمابین مشائخین کے ورع وتقویٰ زیادہ رکھتا ہو اور قوانین شریعت اور علم حقیقت سے زیادہ

واقف ہو۔ پس داخل ہونا اسکے اشارات اور رسوم کے تحت میں ایسا ہے
جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ پس جو شخص کہ پائے مرشد کو ساتھ وصف اول یا
ثانی کے پس حرام ہے اس پر نزدیک مشائخین کے کہ اس کو چھوڑے اور منتقل
ہو واسطے مرشد کی طرف اگرچہ نفس میں وسوسہ آئے کہ اس سے زیادہ
کامل ہے کیونکہ کبھی تنگ ہو جاتا ہے نفس ادائی میں حقوق مرشد کے تو مائل
ہوتا ہے طرف اس کے غیر کے اور پہلے سے اس کو چاہیے
تھا کہ سب سے زیادہ صالح عارف پرہیزگار کو اختیار کرتا لیکن بعد داخل
ہونے اس کے تحت میں احاطہ عارف کے جو اہل بیعت کا ہے پس اجازت
نہیں کہ اس مرشد کے تحت سے خارج ہو بلکہ مشائخین کے نزدیک واسطے مرشد کو
جائز نہیں ہے کہ اس کو تربیت سلوک طریقت کی کرے جبکہ جان لے کہ
جو مرید کہ بیعت کرنیکا قصد کرتا ہے اس کے لئے مرشد کامل ہے بلکہ اسکو
حکم کرے کہ اسی مرشد کے پاس جائے اور اس مرید کو معلوم کرائے کہ وہ
مرشد اگر حق پر نہ ہوتا تو تیرا نفس اس سے نفرت نہ کرتا اور اس سے جدائی
نہ چاہتا اور اس کے غیر کی طرف متوجہ نہ ہوتا پس یہ بڑی دلیل ہے اس کے
کامل ہونیکی ہے طریق حقیقت کے بہت سے نفوس جنکو خدا کی توفیق
نہیں ہے جب وہ تربیت میں شدت دیکھتے ہیں تو مرشد سے نفرت کرتے
ہیں اور اس کو قبائح کے ساتھ متہم کرتے ہیں حالانکہ وہ اس سے بری ہے پس
پرہیز کر تو اس بات سے اے مومن کہ نفس نہیں ارادہ کرتا ہے مگر اپنے
صاحب کی ہلاکی کا۔ پس اطاعت نہ کرے تو اپنے نفس کی، پلٹ جانے میں

اپنے مرشد سے اگرچہ دیکھے تو اپنے مرشد کو کہ وہ کمترین احوال پر ہے جس وقت کہ ممکن
ہو کہ اس کے احوال کی تاویل ہو سکے اور مقصد مقبول شرعی پر اس کے افعال
بن سکتے ہوں کہ جو شخص کہ کشادہ کرے باب تاویل کا مشائخین کے لیئے اور
چشم پوشی کرے ان پر ان کے احوال سے جو خلاف نظر آئیں اور سپرد کریں
ان کے امور کو خدا کی طرف اور متوجہ ہو اپنے نفس کی طرف اور مجاہدہ کرے
بقدر طاقت پس وہ امیدوار ہے کہ جلد اپنے مقصود سے کامیاب ہوا اور جو شخص
کہ دروازہ اعتراض کا مشائخین پر کشادہ کرے اور تجسس کرے ان کے افعال
اور احوال میں اور اسمیں بحث کرے پس یہ علامت اسکی محرومی اور سوئے خاتمت
کی ہے اس کو کوئی نتیجہ نہ ملے گا اسیواسطے کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اپنے مرشد کے
ارشاد میں چون و چرا کرے اس کو کبھی فلاح نہ ہوگی پس تحقیق کہ آتش حق مرشد کی
پاک کرتی ہے خباثت کو اور باقی رکھتی ہے پاکیزہ چیز کو اور ظاہر کرتی ہے صفائے جوہر کو
اور نفاست کو اس کی جنس کے اور مراد ساتھ ارادت اور استواری توبہ کے اور تبدیل
اس کے یہ ہے کہ جو شخص کہ ارادہ کرے سلوک طریقت کا ہاتھ پر بعض
واصلین کے اور میسر کرے خدا اسکو وہ مرشد جو واصلین سے ہے تو اسکو لازم ہے
کہ اپنے نفس پر اس کی طاعت کو لازم کرے اور داخل ہو اسکے امر و نواہی
کے تحت میں پھر ارتباط مرید کے ساتھ جو ہے اس کی کیفیت مشائخین کے پاس
مختلف ہے بعض ان سے ذکر کا حکم کرتے ہیں بعض ان سے خرقہ پہناتے
ہیں بعض انکی اس کے سوا کرتے ہیں اپنے طریقے کے موافق اور مشائخین کے
طریق تربیت کے بہت ہیں یقیناً یہانتک کہ کہا گیا کہ طریقے راہ خدا کے موافق

نشمار نفوس خلائق کے ہیں اور مبین ہے اوپر اس شخص کے جسکو خدا نے توفیق دیا کہ نہ داخل ہو کسی کی تربیت میں مگر بعد ظاہر ہونے اسکے احاطے کے ساتھ ہر دو علم شریعت اور حقیقت کے اس لئے کہ کاذبین اور دھوکا دینے والے بہت سے ہیں جو دعوی کرتے ہیں طریق مشائخین کا اور حالانکہ وہ اس سے دور ہیں اور دوزخ کی طرف جانیوالے ہیں بسبب بداعمالی ان کے اور برائی ان کے افعال اور اقوال کے اور خواہش ان کی طرف دنیائے فانیہ کے اور روگردانی ان کی آخرت باقیہ سے کیونکہ نہیں ہے قصد ان کا ساتھ دعوی کرنے اس طریقت عالیہ کے مگر جمع کرنا اسباب دنیوی کا اور پانا خواہش نفس کا اور حاصل کرنا اکل حرام کا اور بسر کرنا عمر کا جہالت میں اور معصیتوں میں پس بچو ایسے لوگوں سے اور ان کے اقوال اور افعال پر دھوکا کھانے سے جو شخص کہ ان کا اتباع کیا اس کا قدم لغزش کھایا اور معصیت میں پڑا اور حرام ہوا اس کا پہنچنا کمال کو اور آئے گا اس کے پاس خدا کی طرف سے عذاب اور بلا کی اگر تو چاہتا ہے کہ امر حق تجھ پر ظاہر ہو تو اپنے پر لازم کر مطالعہ کتاب احیاء امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اور رسالہ امام قشیری کا اور قوت القلوب ابو طالب مکی کی پس یہ کتابیں نافع ہیں بیان کرتے ہیں احوال صادقین کو بچاتے ہیں اہل باطل کے دھوکے سے رغبت دلانے والے ہیں عمدہ اخلاق کیطرف اور اختیار کرنیکو فقر و املاق کے اور مداومت کرنیکو طاعات پر اور لازم کرنا عبادات اور جماعات کا اور روگردانی لغویات سے ان اقوام کی جن پر شیطان مسلط ہے جو بتلایا ہے شیطان نے انکو قبیح کو نیک اور نیک کو قبیح

اور حرام کو حلال اور بُرے کو اچھا پس غرق ہوئے وہ نفس کی خواہشوں
دریا میں اور بُرے اعتقادات اور بدارادوں کے اندر ہاں ہم وہ جانتے
ہیں کہ وہ اچھا کام کرتے ہیں حق تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہمارے نفسوں کے
عیبوں کو ہم جانیں اور ہمیشہ اپنی رضامندی میں رکھے اور سلامت رکھے ہم کو
دنیا اور آخرت کے فتنوں سے اور محنت سے اس دنیا میں یہانتک کہ ہم
اس سے ملیں تحقیق کہ وہ جواد کریم رؤف الرحیم ہے انتہیٰ ۔

علامات مرشد کامل کی

خزینۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنی وصایا میں لکھتے ہیں

ضرور ہے تیرے لئے مرشد جو خدا کی طرف راہ بتائے شرطیں مرشد کی
جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہونیکی صلاحیت رکھے یہ
کہ وہ تابع ہو ۔ ایسے مرشد کے جو صاحب دل ہو ۔ اور سلسلہ اس کے
مرشدین کا سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو اور عالم ہو ۔ کیونکہ
جاہل مرشد ہونیکی صلاحیت نہیں رکھتا اور روگرداں ہو دنیا کے اور جاہ کی
محبت سے اور ریاضت نفس کی اچھی طرح کرے قلت طعام قلت خواب
قلت کلام اور کثرت صلاۃ وصوم وصدقہ سے اور متصف ہو ساتھ
صفت محاسن اخلاق کے مثل صبر اور شکر اور توکل اور یقین اور سخاوت
اور قناعت اور حلم اور تواضع اور صدق اور حیا اور وفا اور وقار اور

اور اس کے مثل سے اور مثل ایسے مرشدین کے نور ہیں انوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو پیروی کی صلاحیت رکھتے ہیں اور لائق ہے کہ انکی پیروی کیجائے لیکن پایا جانا ایسے مرشدین نادر ہے اور کمتر ہے اکسیر سے اگر سعادت یاوری کرے اور تو ایسے مرشد کو پائے تو اس کا خادم ہو جا کہ خدمت کر اس کی ہاتھ سے مال سے جاہ سے یعنی تیری جاہ اس کی خدمت کے کام آسکے تو اپنی جاہ سے بھی اس کی خدمت کر اور اس کے قلب کی حفاظت کر یعنی بہر طور اس کے دل کو خوش رکھ کہ تیری طرف دعا سے متوجہ رہے اور خلاف مرضی کام سے بچا رہ کہ باعث مضرت کا ہوگا یا اس سے نفع نہ پہنچیگا اور اس کی سیرت اختیار کر کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو تم صادقین کے ساتھ ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خدا کے ساتھ ہو اگر خدا کے ساتھ ہونا نہ ہو سکے تو ان لوگوں کے ساتھ ہو جو کہ خدا کیساتھ ہیں اگر تو ان کے ساتھ ہوگا وہ تجھکو خدا کی طرف پہنچائیں گے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مرشد اپنے قوم میں مثل نبی کے ہے اپنی امت میں ایسا ہی ہے عوارف المعارف میں اور تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ مرید کو اہتمام عظیم ادائی فرائض میں ہونا چاہیئے بطور کمال کے پھر اہتمام عظیم ادائی واجبات اور سنن موکدات کی طرف ہونا چاہیئے پھر توجہ اسکی ادائی نوافل کی طرف ہو بہت سے لوگ ہیں کہ ادائی فرائض میں سستی کرتے ہیں اور ادائی نوافل میں کوشش کرتے ہیں یہ غلط ہے اور کتاب حکم عطائیہ میں لکھا ہے کہ علامت اتباع ہوا سے نفس سے یہ امر ہے کہ نوافل نیکیوں کی طرف جلدی کرنا اور حقوق

واجبات اور فرائض کی ادائی میں سستی کرتا اور یہ لوگ اکثر ہیں انکو جس شخص کو کہ خدا بچاسئے۔ اور تم بہت بیوقوفوں کو دیکھتے ہو کہ ادائی نوافل کبیرہ کیساتھ قائم ہوتے ہیں اور ایک فرض کو بھی بوجہ لائق قائم نہیں کرتے۔

شفا میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام اعظم ہیں یعنی سب اماموں کے سردار ہیں جب تک آپ اس عالم میں تشریف فرما تھے پھر جبتک آپکی سنت اس عالم میں ثابت اور باقی ہے آپ گویا اس عالم میں تشریف فرما ہیں بسبب باقی رہنے آپکے حکم کے اور جب آپکی سنت اس عالم میں معدوم ہو اور چھوڑ دی جائے تو بلا کے منتظر رہو اعوذ باللہ من ہذا البلاء۔ روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو دنیا میں مانند مسافر تاجر کے جو آیا ہے عالم روحانیت سے دنیا کی طرف تاکہ تجارت خدا کی عرفان کی اور اس کے ساتھ انس کی کرے اور اسباب قرب کے خدا کی طرف پیدا کرے اور نہ التفات کرے نقوش دنیا کی طرف اور زینت پر اس کے تا آنکہ نہ غروب ہو آفتاب معارف الٰہی کا اور نہ منقطع ہو جائے وہ شخص ہدایت کے راستہ سے اور قرب الٰہی سے پس جبکہ مومن عارف اس حدیث کے سر کو جانا تو وہ دنیا میں اپنی زندگی مثل مسافر کے بسر کرے گا اور اپنے مقصود کو جلد پہنچ جائیگا اور وہ ایسا کیوں نہ ہوگا کہ وہ مسافر ہے عالم لاہوت کا۔ ایسا ہی نقل کیا اسکو شیخ اکبر قدس سرہٗ نے۔ انتہٰی۔

فتاوی حدیثیہ میں ابن حجر مکی ہیتمی نے رسالہ قشیریہ سے نقل کی ہے

جانو تم اے مسلمانو کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل وقت نہیں نام رکھے جاتے تھے سوائے صحابہ کے اس لئے کہ مرتبۂ صحابیت سے زیادہ کوئی مرتبہ نہیں ہے بعد اس کے جو صحابہ کو پائے وہ تابعین کے نامزد ہوئے پھر جو تابعین کو پائے وہ تبع تابعین کے نامزد ہوئے پھر مراتب مختلف ہوئے۔ پس جن کی سخت توجہ دین کی طرف ہوئی وہ لوگ نامزد زہّاد اور عُبّاد کے ساتھ ہوئے۔ پھر ظاہر ہوئی بدعتیں اور دعوے ہر فریق میں۔ پس ہر شخص ہر فریق کا مدّعی زہد ہوا۔ اوس وقت اہل سنّت جو خدا کی یاد میں مشغول رہتے اور غفلت سے اپنے قلوب کی محافظت کرتے اون کا نام صوفی رکھا گیا اور وہ لوگ اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے اور یہ امر قبل دو سو سال ہجری کے واقع ہوا۔

طبقات اولیاء واصلین و اصناف السالکین و غیرہم

نفحات میں نقل ترجمہ عوارف المعارف سے منقول ہے جان تو کہ انسان با وجود اختلاف درجات تین قسم پر ہے۔

قسم اوّل۔ واصلین کاملین اور وہ اعلیٰ طبقہ میں ہیں۔

قسم دوم۔ سالکین طریق کمال وہ طبقۂ اوسط میں ہیں۔

قسم سوم۔ مقیم درجۂ نقصان میں وہ طبقۂ اسفل میں ہیں۔ پس واصلین

وہ سابقین مقربین ہیں اور سالکین وہ ابرار اصحاب یمین ہیں اور مقیم درجۂ نقصان میں اشرار اور اصحابِ شمال ہیں۔ پھر واصلین بعد انبیا علیہ السلام کے دو فریق ہیں۔

فریق اوّل بعد وصول کمال کے مامور بدعوت خلق ہوے وہ کاملین مکملین ہیں طائفۂ ثانیہ بعد وصول کمال کے مامور بدعوت خلق نہیں ہوا۔ پھر طائفۂ ثانیہ سالکین کی دو قسم ہیں۔ ایک طالب مولے جن کو خدا اسنے یریدون وجھہ فرمایا۔ دوسرے طالب جنّت و آخرت جن کو خدا نے منکم من یرید الاٰخرۃ فرمایا۔ پھر طالب مولے دو قسم پر ہے۔ متصوّفہ و ملامتیہ۔ متصوّفہ وہ ہیں کہ بعض صفات نفسانیہ سے خلاص پاے اور بعض صفات صوفیہ اور اون کے احوال کے ساتھ متصف ہوے اور بھی اون کی نہایت احوال پر مطلع ہوے۔ لیکن تقاضاے صفاتِ نفوس اون میں ابھی باقی ہے۔ اسی وجہ سے وہ وصول غایاتِ اہل قرب و صوفیہ اور نہایات پر اون کے مختلف ہیں۔ طائفۂ ثانیہ ملامتیہ ہے یہ وہ سالکین ہیں کہ جنہوں نے بہت کوشش کی غایت درجۂ اخلاص اور محافظت فائدہ صدق میں اور واجب کئے اپنے نفسوں پر پوشیدہ رکھنا طاعات کا اور اخفا نیکیوں کا چشم خلق سے باوجود یکہ اونہوں نے کوئی دقیقہ اعمال فرائض اور نوافل سے درگذر نہیں کئے مشرب اون کا ہر عبادات میں ثابت کرنا معنی اخلاص کا ہے اون کو اسی امر میں لذّت ہے کہ اون کے عبادات اور احوال پر سواے خدا کے کوئی مطلع نہو جیسا کہ عاصی اپنے معصیت کو مخفی رکھتا ہے

ویسا ہی وہ لوگ اپنے عبادات اور اعمال صالحہ کو مخفی رکھتے ہیں بسبب
خوف ریا کے جس کے اظہار سے اون کی اخلاص میں خلل نہ آئے اور یہ
لوگ اگرچہ عزیز الوجود شریف الحال ہیں لیکن ابھی اون کا حجاب وجود مرتفع
نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے جمال توحید سے وہ لوگ محجوب ہیں اس لئے کہ ستر حال
اور اخفاء اعمال نظر خلق سے اس بات کی آگاہی کرتا ہے کہ وہ خلق کو بھی
دیکھتے ہیں اور اپنے وجودِ نفس کو بھی اور یہ امر مانع ہے مُشاہدۂ توحید سے
اس لئے کہ نفس اون کا از جملۂ اغیار ہے جب کہ اون کی نظر اون کے حال
کی طرف ہوئی تو اونہوں نے اغیار کو بالکلیہ نہیں دور کیا مطالبہ سے اپنے
احوال اور اعمال کے بعضوں نے کہا ہے کہ ملامتیہ طائفۂ علیا مقربین
کا ہے جیسا کہ متفق ہیں اس امر پر شیخ اکبر رضی اللہ عنہ۔ مؤلف عرض کرتا
ہے شاید کہ یہ معنے ماخوذ ہیں قول سے خدائے عزّ وجل کے لا یخافون
لومة لائم فرمایا امام شعرانی رحمہ نے طبقات کبرے میں ترجمہ حمدون ابن
احمد قصّار رضی اللہ عنہ میں کہ وہ شیخ ملامتیہ ہیں اونہی سے مذہب ملامتیہ
منتشر ہوا صحبت میں رہے۔ ابو تراب نخشبی اور سفر آبادی رضی اللہ عنہما کے اور
تھے فقیہ عالم تتبع مسائل شرعیہ میں مذہب ثوری کے رضی اللہ عنہم انتہی۔
ما قال اور فرق فیما بین ملامتیہ اور صوفیہ کے یہ ہے کہ وجودِ صوفیہ کو جذبۂ
حق تعالے نے بالکلیہ اوٹھا دیا اور حجاب خلق اون کی چشم بصیرت سے
بالکلیہ مرتفع ہوگیا اور وہ امن میں ہوئے اس بات سے کہ نظر خلق اون پر
پڑے اور نہیں مقیّد ہوئے اپنے اخفاء اعمال اور ستر احوال سے اس طور پر

کہ اگر مصلحت اون کی اخفاء اعمال میں ہو تو اخفا کرتے ہیں اگر مصلحت اظہار اعمال میں ہو تو اعمال کو ظاہر کرتے ہیں۔ پس ملامتیہ مخلصین بکسر اللام ہیں اور صوفیہ مخلصین بفتح اللام لیکن طالب آخرت۔ پس چار طوائف ہیں زہاد اور فقرا اور خدام اور عبادلیکن زہاد وہ لوگ ہیں کہ نور ایمان و ایقان سے اپنے آخرت کا جمال مشاہدہ کئے اور دنیا کو بری صورت پر دیکھے پس دنیا کو چھوڑے اور آخرت اختیار کئے وجہ کم ہونے اس فرقہ کا صوفیہ سے کہ زہاد فقط دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کئے اور صوفیہ دنیا و آخرت کو چھوڑ کر خدا کو اختیار کئے یعنے جو اعمال اون سے ہوتے ہیں دنیا کے لئے نہیں ہوتے جو وہ ریا ہے اوس میں وہ زہاد کے مساوی ہیں اور زہاد اعمال حسنہ جنت کے لئے کرتے ہیں صوفیہ جنت کے لئے نہیں کرتے بلکہ خدا کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن فقرا۔ پس وہ لوگ ہیں کہ دنیا کے اسباب کو چھوڑ دئے واسطے تخفیف حساب کے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فقرا قبل اغنیا پانسو برس جنت میں داخل ہونگے اور یہ لوگ کم درجہ ہیں صوفیہ اور ملامتیہ سے کہ فقرا طالب جنت ہیں جو یہ بھی حظ نفسانی ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ طائفہ زہاد بھی طالب جنت ہے اور دنیا کو چھوڑ دئے ہیں۔ پھر زہاد او فقرا میں کیا فرق ہے شاید یہ فرق ہو کہ فقرا کو ترک اسباب ظاہری دنیا لازم ہے اور زہاد کو نہیں کہ دل سے رغبت اسباب دنیا کی طرف نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر اسباب دنیا ہو جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش نقرہ و فرزند و زن

پھر فوق اس مرتبہ کے مقام فقر کا ہے جو فوق ہے متصوفہ اور ملامتیہ کے
یہ وصف خاص صوفی کا ہے اگرچہ مرتبۂ صوفی فوق مرتبۂ فقیر ہے ولیکن بایں عبارت
خاص مقام فقر مندرج ہے مقام صوفی میں اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفی کو
عبور مقام فقر اربیں ضرور ہے اس لئے کہ صوفی ایک مقام سے دوسرے
مقام کی طرف ترقی کرتے ہیں تو جدا ہو جاتے ہیں سعادت اور شقاوت مقام
اوّل سے اور عطا کرتا ہے مقام ثانی صوفی کو جمیع مقام سے اپنے جو ساتھ
فقرا کے ہے یعنے صوفی جب ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرتا ہے
تو مقام اوّل کو مثل لاشئی جانتا ہے اور مقام اوّل سے نفور اور علحدہ ہوتا
ہے کہ اوسکو وہ ناچیز جانتا ہے اور صوفی کے لئے سوائے اوس کے اور
وصف زائد ہے وہ سلب جمیع اعمال و احوال کا اور نہ شک کرنا اون کے
ساتھ یہاں تک کہ نہیں اعتقاد کرتا ہے حال یا مقام کا اپنے نفس میں اور نہیں
خاص کرتا ہے اوسکو اپنے نفس کے ساتھ۔ پس اوس کے تصوّر میں نہ اوسکا
وجود ہے نہ اوس کی ذات ہے نہ اوس کی صفت ہے پس وہ محو در محو اور
فنا در فنا ہے۔ پس یہ وہی فقر ہے جسکے فضائل اور مناقب مشائخین نے
بیان فرمائے ہیں۔ فقر جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے وہ فقر رسمی ہے وجہ فوقیت
مقام صوفی کی مقام فقر پر یہ ہے کہ فقیر بارادۂ خود فقر اختیار کرتا ہے محجوب ہے
حق تعالے سے اور صوفی نہیں ارادہ کرتا اس کے لئے بلکہ ارادہ اوس کا محو
ہے ارادۂ حق میں وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین
وجہ فرق فیما بین فقر اور زہد کے عموم خصوص من وجہٍ کی بنا پر ہے کہ زہد یعنی

ترک رغبت قلبی کے ساتھ مالدار ہو اور فقر کے ساتھ رغبت مال کی طرف نہو اور ہر دو جمع ہوں جس وقت کہ خدا ارادہ کرتا ہے کہ بعض اپنے اولیاء کو محجوب عن عین الاغیار کرے اور اپنے قبہ ہائے عزت کے اندر بیٹھا دے تو اون کو لباس اغنیا کا پہنا تا ہے تاکہ اہل ظاہر اون کو اپنے مثل سمجھیں۔ پس فقر حقیقی اور زہد حقیقی وصف خاص صوفی کا ہے اور لازم حال اوسکا ہے لیکن فقر ظاہری رسمی جو بعض مشائخ صوفیہ نے اختیار کیا وہ باقتداء انبیاء علیہم السلام اختیار کئے نہ واسطے طلب حظ آخرت کے۔ لیکن خدام۔ پس وہ اختیار کئے خدمت فقراء اور طالبان حق کی۔ فرمایا خدا نے داؤد علیہ السلام کو اے داؤد جس وقت تم طالب حق کو دیکھو تو اوس کے خادم ہو جاؤ۔ پس خادمین طالب حق بعد فرائض کے اپنے اوقات کو صرف کرتے ہیں رفاہ قلوب طالبان حق میں اور فارغ کرتے ہیں انکے امور معاش اور مہیا کرتے ہیں انکے مایحتاج کے تاکہ وہ طالب راہ حق میں مستعد رہیں کبھی وہ خادمین کسب سے اجرت پیدا کرتے ہیں کبھی لوگوں سے سوال کرتے ہیں کبھی جو انکے پاس فتوح آوے وہ طالبین پر صرف کرتے ہیں اسکو ادائے نوافل پر مقدم جانتے ہیں اور اس خدمت کو باعث قبول حق سبحانہ تعالیٰ سمجھتے ہیں اور صاحبان اس مقام کے شیخ کو خادمین مریدین سے بظاہر تمیز نہیں کر سکتے۔ مگر مریدین و خادمین مقام ابرار میں ہیں اور شیخ مقام مقربین میں ہیں اس لئے کہ خادمین اور مریدین خدمت طالبین حق واسطے ثواب اخروی کے کرتے ہیں اور شیخ قائم ہیں بمراد حق نہ بمراد اپنے نفس کے لیکن عباد وہ لوگ ہیں جو عبادات الٰہی میں مشغول ہوئے واسطے طلب ثواب اخروی کے اور یہ وصف اگرچہ صوفی میں موجود ہے مگر عبادات اون کی صرف

حق تعالیٰ کیلئے ہے نہ واسطے طلب ثواب اُخروی کے پس فرق فیما بین عُبّاد اور زہّاد یہ ہے کہ زہد باوجود رغبت دُنیا کے ممکن نہیں ہے بخلاف عُبّاد کے کہ وہ باوجود رغبت دُنیا کے ممکن ہے اور فرق فیما بین عُبّاد اور فقراء کے یہ ہے کہ ممکن ہے کہ مرد عابد ہو اور غنی بھی ہو پس جانا گیا اس تقریر سے کہ واصلین ان سب گروہ میں مشائخ صوفیہ سے صرف دو گروہ ہیں جو دعوت کرتے والے ہیں خدا کی راہ کی طرف اور مستہلک ہیں بحر فنا میں اور سالکوں کے چھ گروہ ہیں اور طالبان حق اون میں سے دو گروہ ہیں متصوفہ اور ملامتیہ اور طالبان آخرت اور جنّت اون میں چار ہیں زہّاد و فقرا و عُبّاد و خدام اور واسطے ہر ایک کے ان آٹھ گروہ کے دو قسم کے متشبہ ہیں۔ ایک متشبہ محق اور دوسرا متشبہ مبطل لیکن متشبہ محق صوفیہ سے وہ گروہ متصوفہ ہے جن کا ہم نے ذکر کیا۔ لیکن متشبہ مبطل صوفیہ کے ساتھ۔ پس وہ لوگ ہیں کہ فقط اپنے ظاہر کو مشابہ صوفیہ کے ساتھ کئے اور باطن اون کا خالی ہے اعمال صوفیہ سے اور ارادہ کئے احوال سے اور نکالی اونہوں نے رسن اطاعت اپنے گردنوں سے اور کہے کہ مقیّد ہونا اعمال شرعیہ کے ساتھ وظیفہ عوام کا ہے اور خاص نظر اون کی باطن کی طرف ہے اور نام رکھا جاتا ہے یہ گروہ باطنیہ اور مباحیہ کے ساتھ اور متشبہ محق۔ مجذوبین وہ لوگ ہیں جو واصل اور مستہلک ہیں بحر فنا میں جن کو خدا نے قطع منازل صفات نفوس میں سیر کرایا ہے اور حرارت سے طلب کے اون کے وجود میں قلق و اضطراب ہے کبھی ظاہر ہوتا ہے نور کشف ذات اور فنا رکا اور کبھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس عود کرتے ہیں اون میں ظہور صفات نفوس کے اور حرارت طلب کی اون میں پس مشتاق ہوتے ہیں کہ

خلاصی پاویں صفات نفوس سے پس راحت پاویں تعب سے اپنے وجود کے لیکن اون کو ابھی یہ مقام حاصل نہیں ہوا لھذا اون کا متشبہین محق بہ مجذوبین نام رکھا گیا لیکن متشبہین مبطل مجذوبین کے ساتھ یہ وہ لوگ ہیں کہ دعوے کرتے ہیں استغراق کا بحر فنا ہیں اور استہلاک اپنا بحر توحید ہیں اور نہیں نسبت کرتے ہیں اپنے حرکات اور سکنات کو اپنی ذاتوں کی طرف اور کہتے ہیں کہ حرکات ہمارے مثل حرکات کونجی کے ہیں کہ نہیں حرکت کرتی ہے مگر ہاتھ کی حرکت کے ساتھ اور یہ معنے اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے لیکن یہ اون کا قول موافق اون کے حال کے نہیں ہے اور مقصود اون کا رفع ملامت ہے اپنے نفسوں سے بسبب ارتکاب مناہی کے اور یہ طائفہ زنادقہ ہے سوال کئے گئے عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ ایک مرد کہتا ہے کہ نسبت افعال کی ہماری جانب مثل نسبت حرکت ابواب کے ہے محرک کی طرف۔ پس عبد اللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ قائل اس قول کا اگر پابند احکام شرع کا اور محافظ عبودیت ہے تو وہ صدیقوں سے ہے یعنے معنے اوس کے قول کے یہ ہوتے ہیں کہ ہم سے افعال حسنہ بتوفیق خدا ہوتے ہیں اگر قائل اس قول کا منہمک مناہی شرع میں ہے تو وہ دفع کرتا ہے ملامت کو اپنے نفس سے پس وہ زندیق ہے لیکن متشبہ محق ملامتیہ پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اونکو پروا نہیں ہے کہ نظر خلق میں اچھے رہیں یا خراب اکثر سعی اون کی تخریب رسوم اور عادات میں رہتی ہے اور یہ کوشش اون کی اس لئے ہے کہ اون کی خاطر فراغ اور آسودہ اور خوشدل رہے اور نہیں ظاہر ہوتا ہے

اُن سے التزام ہمراسم زہاد اور عباد کا اکثار طاعات اور نوافل میں سوائے مواظبت اون کے ادائے فرائض ہیں اور نہیں متوجہ ہوتے ہیں وہ لوگ طرف جمع کرنے اسباب دنیوی کے اور نہ یہ لوگ زیادتی اپنے احوال میں چاہتے ہیں اور وہ ملقب بہ قلندریہ ہیں اور بباعث عدم ریا کے مشابہ بملامتیہ ہیں اور فرق فیما بین ملامتیہ اور متشبہ بملامتیہ کے یہ ہے کہ ملامتیہ تمسک کرتے ہیں ساتھ جمیع فرائض اور نوافل کے لیکن لوگوں کی نظر سے اخفا کرتے ہیں لیکن قلندریہ پس حد فرائض سے تجاوز نہیں کرتے اور وہ اس امر کے مقید نہیں ہیں کہ اپنے اعمال کو لوگوں کی نظر میں ظاہر کریں یا اون سے اخفا کریں اور اس زمانہ میں ایک فرقہ جو اپنا نام قلندریہ رکھا ہے لیکن وہ رسن اسلام کو اپنی گردن سے نکالا اور خالی ہیں وہ قلندریہ کے اوصاف سے پس نام قلندریہ اون کا عاریتہً ہے اور فرقہ مشوبیہ جو ایک طائفہ زنادقہ ہے اون سے اقرب ہیں لیکن متشبہین مبطل بملامتیہ وہ طائفہ زنادقہ کا ہے کہ وہ اخلاص کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے فسق کو بطریق مبالغہ و اہتمام ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اشتغال ہمارا للّٰہی ہے پس بسبب ستر حال ہمارے ہے نظر خلائق سے اور خدا غنی ہے ہماری عبادت سے اور معصیت کو منحصر کرتے ہیں ایذاء خلق اور عبادت کو خلق کے ساتھ نیکی کرنے میں لیکن متشبہ محق زاہدین کے ساتھ یہ وہ لوگ ہیں جن کی رغبت دنیا کی طرف سے بالکلیہ نہیں اوٹھی لیکن وہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا کی رغبت اون کے دل سے بالکلیہ اوٹھ جائے لیکن متشبہ مبطل زاہدین سے وہ لوگ ہیں کہ دنیا اور اوس کے اسباب کو ترک کئے تاکہ لوگ اون کی تعظیم کریں اور وہ اپنے کو تارک دنیا خیال کرتے ہیں اور

حقیقت میں اس کا عکس ہے یعنے وہ دنیا دار ہیں لیکن متشبہ محق فقرا سے
وہ لوگ ہیں کہ ترک اسباب دنیا ظاہر میں کئے اور اپنے دل سے چاہتے ہیں کہ
حقیقت فقر اون کو حاصل ہو لیکن اوس کی خواہش اون کے دلوں میں باقی ہے
اور تکلیف فقر پر صبر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ فقر نعمت خاص خدا کی ہے
اور خدا کا شکر فقر پر ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن متشبہ مبطل فقرا وہ لوگ ہیں کہ وہ
بظاہر رسم فقرا اختیار کئے لیکن وہ لوگ حقیقت فقر سے ناواقف ہیں اور غرض
اون کی دعوے فقر سے شہرت ہے آدمیوں کے نزدیک۔ لیکن متشبہ محق خادم
سے وہ لوگ ہیں کہ خالصاً یہ لوگ خلائق کی خدمت کرتے ہیں لیکن یہ خلوص
اون کے قلوب میں متمکن اور مستقیم نہیں ہوتا کبھی یہ خلوص اون کو حاصل ہوتا ہے کبھی حاصل نہیں ہوتا لیکن متشبہ
مبطل خادم وہ لوگ ہیں کہ اون کی خدمت خلائق ثواب کے لئے نہیں ہے
بلکہ استجلاب اسباب دنیوی کے لئے ہے۔ لیکن متشبہ محق عابدین سے وہ
لوگ ہیں کہ اپنے اوقات کو عبادت الٰہی میں صرف کرتے لیکن بباعث عدم تزکیہ
کلّیۂ نفوس اون کی عبادت الٰہی میں تعویقات اور فتور واقع ہوتے ہیں۔ لیکن
متشبہ مبطل عابدین سے وہ لوگ ہیں کہ ان کی عبادت میں ثواب آخرت کی نیت
نہو خدا ہم کو ریا اور سمعہ سے بچاوے اور ہم بحولہ وقوتہ گناہوں سے محفوظ رہیں
فرمایا شیخ طریقت **شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ** نے ایک گروہ اولیائ
کا ہے جن کا نام مشائخ طریقت نے اویسیہ رکھا ہے کہ وہ محتاج مرشد کے نہیں
ہیں اور باطن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت میں وہ ترتیب پاتے
ہیں پس حال اون کا تربیت باطن میں مثل حال **حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ**

کے ہے اور یہ بہت بڑا مقام ہے جو فائز ہوے اس مقام پر اولیاء اللہ۔ اور یہ خدا کا فضل ہے جن کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ ہمارے مرشد ہمارے سردار **سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ** اس مقام سے بالکتاب ذاتی فائز ہوے **بہجۃ الاسرار** میں باسناد صحیحہ قطب الوقت ابو عمرو عثمان قرشی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آپ کے مناقب میں کہے کہ طریق راہِ خدا میں آپ پر کسی کا احسان نہیں ہے سوائے خدا اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس لئے کہ مراتب مقامات باطنی آپ کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ہوے بلکہ آپ کو تربیت باطنی نبویہ میں بھی فضیلت حاصل ہے جیسا آپ کو مقام غوثیت میں فضیلت حاصل ہے اور آپ غوث اعظم ہیں اسلئے کہ اولیاء اللہ جن کو تربیت باطنی نبویہ ہوی۔ آپ کے قدم کے لئے وضع رقاب کیے اس کا بیان مفصلاً ہمنے خصائص غوثیہ میں لکھا ہے۔ حیدرآباد دکن میں طبع ہوی جو چاہیں مطالعہ فرمالیں۔ اسی وجہ سے فیما بین اغواث آپ **غوث اعظم** ہوے انتہیٰ پھر صاحب نفحات فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیاء امت بھی تربیت روحانیت فرماتے ہیں طالبان حق کے لئے کہ اون کے لئے کوئی مرشد ظاہری نہیں ہیں۔ ظاہر میں اون کو بھی اویسی کہتے ہیں۔ مثل شیخ کبیر ابو القاسم گرگانی۔ مشائخ سلسلۂ ابو الجناب یعنی شیخ نجم الدین کبری اور طبقہ سے شیخ ابوسعید ابو الخیر اور شیخ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہم کہ وہ ابتداء احوال میں اپنے اویسی تھے۔

اہل خدمات و مناصب اولیاء اللہ سے

نفحات میں کشف محجوب سے منقول ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے دلائل نبوت کو باقی رکھا اور اولیاء اللہ کو سبب اظہار نبوت کا کیا تاکہ ظاہر ہوں اون سے علی الدوام دلائل حق اور صدق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کیا اون کو والی اپنے ملک کا اور واسطہ نزول رحمت کا اپنے خلائق پر کہ باراں ہوتا ہے خلائق پر بباعث برکات اقدام اون کے اوگاتی ہے زمین بسبب صفاء احوال اون کے اور وہ چار ہزار ہیں کہ ایک اون میں سے دوسرے کے حال سے واقف نہیں ہے اور وہ اپنے ہر احوال میں چشمان خلق سے اور بھی اپنے نفسوں سے پوشیدہ ہیں یعنے اون کی ولایت کے اطلاع سوائے حق تعالےٰ کے اون کو بھی نہیں ہے۔ دلالت کئے اس امر پر اخبار اولیاء اللہ کے اور جو کچھ احوال اولیاء اللہ کا مجھکو معلوم ہوا تھا میں اوسکو دیکھ لیا۔ بحمد اللہ تعالےٰ پس اون چار ہزار اولیاء اللہ سے اہل عقد و حل یعنے ارباب مناصب اس قدر ہیں جو بیان کئے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو حاضرین بارگاہ الٰہی اور اوامر الٰہیہ کو جو متعلق مشیت الٰہی ہیں خلق پر جاری کرتے ہیں وہ کل دنیا میں تین سو ہیں اون کا نام اخیار ہے۔ اور چالیس ہیں اون کا نام ابدال ہے اور سات ہیں اون کا نام ابرار ہے اور تین ہیں اون کا نام اتقیا ہے اور ایک ہیں اون کا قطب غوث ہے مؤلف عرض کرتا ہے کہ نزدیک ان قائل کے قطب فقط غوث ہی ہیں۔ اور سات اقلیم کے لئے جو سات حصے

اون کی تعبیر ابرار کے ساتھ کیئے انتہی۔ پھر مصنف کشف المحجوب نے کہے کہ یہ گروہ
اولیاء اللہ سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں یعنے مثل اون چار ہزار اولیاء اللہ کے نہیں ہیں
جو ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہیں انتہی۔ بروایۃ ادر محتاج ہے۔ ایک اون کا
دوسرے کی طرف اون کے بحسب مراتب پس اس کے ثبوت پر احادیث ناطق ہیں
اور اہل حقیقت کا اس پر اجماع ہے۔ صاحب فتوحات ایک سو اٹھیا نوے
باب کی انتیسویں فصل میں فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے زمین کو سات اقلیم کیا ہے اور
ہر ایک اقلیم کے لئے ایک اپنے بندۂ خاص کو حفاظت کے لئے مقرر کیا اونکا
نام ابدال ہے مؤلف کہتا ہے کہ صاحب فتوحات کی پاس حافظان اقالیم
سبعہ کا نام ابدال ہے بعضوں کے پاس اقطاب ہے اور یہ ہر ایک کی اصطلاح
ہے اور اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں ہے انتہی۔ پھر صاحب فتوحات فرماتے
ہیں کہ میں مکۂ معظمہ میں چاہ زمزم کے پاس ایک شخص سے ملا ہوا۔ پس حسن خلق اور مشغولی حق تعالیٰ
میں اون سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ اون کی مثل دیکھا مگر ایک شخص کو قونیہ
کے مقام میں اور کتاب نور الابصار میں سراج الحرم ابو بکر سکتانی قدس سرہ سے
روایت ہے کہ نقبا تین سو ہیں اور نجبا ستر ہیں اور ابدال چالیس ہیں اور اخیار
سات ہیں اور عمود چار ہیں مؤلف کہتا ہے کہ اس روایت میں ابدال کا عدد موافق
صاحب کشف محجوب کے ہے مگر حافظان اقالیم سبعہ کا نام اخیار ہے اور کشف المحجوب
میں ابرار ہے اور اون چار اہل مناصب کا نام بعضوں کے پاس اوتاد ہے اور
اس روایت میں عمود ہے انتہی۔ پھر نور الابصار میں لکھا ہے۔ پس مسکن نقبا
کا ملک مغرب ہے اور مسکن نجبا کا مصر ہے اور مسکن ابدال کا شام ہے اور اخیار

سیاح ہیں زمین میں اور مسکن غوث کا مکۂ معظمہ ہے انتہی۔ اور کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے شیخ ابو المواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسکن نائب غوث کا مکۂ معظمہ ہے انتہی۔ پھر صاحب نور الابصار لکھتے ہیں پس اگر کوئی حاجت خلائق کی در پیش ہو یعنے جلبِ نفع یا دفعِ ضرر کی تو تضرع کرتے ہیں نقبا پھر نجبا پھر اخیار پھر عمود پس اگر اون کی دعا مستجاب ہو فبہا نہیں تو اوس باب میں غوث تضرع کرتے ہیں خدا کی طرف۔ پس دعا اون کی ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ خدا اون کی دعا کو مستجاب کرتا ہے مؤلف کہتا ہے کہ روایت فتوحات سے معلوم ہوا کہ بعض اولیاء اہل خدمات سے ملاقات اون کو قریب چاہ زمزم کے ہوئی مکۂ معظمہ میں اور نور الابصار کی روایت سے معلوم ہوا کہ مسکن غوث کا مکۂ معظمہ ہے۔ اور کواکب ظاہرہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مسکن نائب غوث کا مکۂ معظمہ ہے۔ مؤید ہے اس روایت کو وہ روایت جو مجدد زمانی علامہ شیخ یوسف نبہانی نے اپنی کتاب جواہر البحار کتاب ابریز سے قطب الوقت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ محکمۂ اولیاء اہل خدمات کا ہر اخیر شب میں بیرون مکۂ معظمہ غار حرا میں ہوتا ہے جو بہ وقت ولادت شریف نبویہ کا ہے اور اوس کو بہت تفصیل سے لکھے ہیں میں اس جانب پر فقط اس قدر اوس کتاب کی عبارت جو اس محل سے متعلق ہے نقل کرتا ہوں وفی تلک الساعۃ یجتمع اھل الدیوان من اولیاء اللہ تعالیٰ من سائر اقطار الارض فیھم الغوث والاقطاب السبعۃ واھل اللہ ائمۃ والعدد رضی اللہ عنھم اجمعین ویکون اجتماعھم بغار حراء خارج مکۃ

وهم الحاملون نور الاسلام ومنهم يستمد جميع الامة فمن وافق دعاءه لادعاءهم ووقوفه ووقوفهم فی تلك الساعة اجاب الله دعاءه وقضى وطره ترجمہ

اور اس ساعت میں یعنی ساعت اخیر شب میں جس کا ذکر عبارت ماتقدم میں ہوا جمع ہوتے ہیں اہل خدمات اولیاء اللہ سے جو تمام دنیا میں ہیں اون میں غوث اور سا تون قطب اور اہل مناصب جو عدد معین کے سات ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور ہوتا ہے اجتماع اون کا غار حرا میں جو قبل بعثت کے عبادت گاہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا خارج مکہ معظمہ کے اور وہ حامل ہیں نور اسلام کے اور اون سے مدد طلب کرتے ہیں جمیع اُمّت۔ پس جن کی دعا اون کی دعا کے وقت کے موافق ہو اور جس کی توجّہ بدعا اون کی دعا کی طرف متوجّہ ہونے کے موافق ہو تو خدا اوس کی دُعا کو قبول کرتا ہے اور حاجت کو اوس کی روا کرتا ہے اور مثل اس روایت کے اعداد میں اولیاء کے اور القاب میں اون کے جو اہل مناصب ہیں۔ کواکب ظاہر میں روایت ہے۔ بعد نقل اس روایت کے صاحب کواکب فرماتے ہیں کہ ایسا ہی روایت کئے ابن ملقن نے طبقات اولیاء میں تاج جاہیبر ہوکر اور بھی فاضل بونی نے شرح اسماء حسنیٰ میں اونکے سوا بہت سے علماء مثل تاج الدّین سبکی اور جمال الدّین اسنوی کے اور ہمیشہ علماء شریعت اور علماء حقیقت متقدّمین اور متاخرین احوال مقام قطبیت اور بدلیّت کا لکھتے چلے آئے اور بھی احوال اہل مناصب اولیاء اللہ کا اپنی کتابوں میں لکھے۔ پس نہیں التفات ہے اس شخص کے قول کی طرف جو کہا ہے

کہ اولیار اہل مناصب کا کوئی اصل نہیں ہے انتہی۔ شیخ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ
علیہ سے کسی نے پوچھا کہ رجال الغیب کس قدر ہیں اور اون کے وجود پر کیا
دلیل ہے تو اونہوں نے فرمایا کہ رجال الغیب اون کو اس لئے کہتے ہیں
کہ اون کو اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اور سردار اون کے قطب غوث ہیں
گردش کرتے ہیں آفاق میں مثل گردش کرنے آسمان کے افق سما میں اونکے
ساتھ عالم کی صلاح ہے اون میں چار اوتاد ہیں ایک ملک یمن میں ایک
شام میں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ابدال سات ہیں مذہب شیخ اکبر کا
ایسا ہی کہے ہیں امام یافعی نے اور قریب ہے کہ حدیث آویگی کہ وہ چالیس
ہیں اور ایک حدیث ہے کہ وہ تیس ہیں۔ پس اشکال وارد ہوتا ہے باعتبار
ان ہر دو روایات کے قول پر امام یافعی کے کہ وہ سات ہیں۔ اور نقبار چالیس
ہیں اور نجبا تین سو ہیں جبکہ مرتے ہیں قطب تو چار اہل مناصب سے جو اوّل
ہیں اون کے قائم مقام ہوتے ہیں اور جس وقت سات اہل مناصب سے کوئی
مرے تو چالیس اہل مناصب کے جو اوّل ہیں اون کے قائم مقام ہوتے
ہیں۔ اگر چالیس میں سے کوئی مریں تو تین سو اہل مناصب کے جو اوّل
ہیں اون کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اگر تین سو سے کوئی مریں تو صالحین
سے جو اوّل ہیں اون کے قائم مقام ہوتے ہیں اون کے سبب سے
دنیا کی بلا دفع ہوتی ہے اور آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے۔
جس وقت خدا قیامت قائم کریگا تو اون کو دنیا سے اوٹھا لیگا۔

ذکر احادیث کا جو اولیاء اہل مناصب کے وجود میں وارد ہیں

فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے کہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعضوں نے خضر علیہ السلام سے روایت کئے کہ ستر نجبا ہیں اور چالیس اوتاد ہیں اور دس نقبا ہیں اور سات عرفا ہیں اور تین مختار ہیں اور ایک غوث ہیں اور کواکب ظاہرہ میں روض الریاحین اور شرح اسما حسنی علامہ بونی نے روایت کئے بعض صالحین سے کہ وہ خضر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے تو زمین خدا کے پاس فریادی کہ اب میری پشت پر قیامت تک نبی نہ چلیں گے تو خدا نے زمین کو فرمایا کہ قریب ہے کہ میں اس امت میں اون لوگوں کو پیدا کرونگا کہ اون کے قلوب مثل انبیاء علیہم السلام کے ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کتنے ہیں۔ پس اونہوں نے اس قدر بیان کیا کہ جو گذرا اوس سے زیادہ اس روایت میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر نقبا و اوتاد کے قلب پر مطلع ہونگے تو اون کا خون حلال سمجھینگے ایسا ہی حال اون اہل مناصب کا جو مرتبہ ماتحت میں ہیں ما فوق کے سات کیا تم نے قصہ میرا اور موسی علیہ السلام سے جو واقع ہوا قرآن میں نہیں سنا۔ پھر میں نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ جو آپ نے تعداد اولیاء اہل مناصب کے بیان فرمائے اون کے ناموں سے اطلاع دیجئے اونہوں نے اپنے آستین سے فہرست نکالی اوس میں اون کے سب اسماء تھے۔ ایضاً کواکب ظاہرہ میں شیخ امام عارف باللہ شہاب الدین احمد شاذلی

رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اولیاء کا حصر نہیں اور اولیاء اہل مناصب کا عدد
کم نہیں ہوتا ایک مرتے ہیں تو اون کی جاے پر دوسرے ہوتے ہیں اون کے سبب سے
خدا بارش نازل کرتا ہے زمین سے سبزہ اوگاتا ہے۔ محققین اون کے شمار میں
مختلف ہیں بعضوں نے دس شمار کئے وہ اقطاب کے خواص ہیں بعض لوگ چالیس
شمار کئے وہ خواص ہیں اسرار میں بعضوں نے تین سو ساٹھ شمار کئے وہ مظاہر
انوار ہیں اور سب لوگ جو شمار کئے بصیرت پر ہیں اور مفہوم کلام شیخ ابو الحسن شاذلی
رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ تحقیق کہ انوار انبیاء باقی ہیں اس لئے کہ ہر ایک نبی کیلئے اولیاء
اس اُمّت کے وارث ہیں کیونکہ امم سابقہ عاجز ہوئے متحمل ہونیسے اپنے انبیاء علیہم السلام کے
انوار سے پس خدا نے اون اسرار کو اُمّت محمّدی کے لئے اُٹھا رکھا۔ اسلئے آپکی ذات معدن
فیض حقیقی ہے پس وانبیاء علیہم السلام کو آپکی ذات سے ہے بسبب قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اوس وقت میں کہ آدم علیہ السلام درمیان آب و گل کے تھے اور میں نبی تھا نبی وہ ہیں
کہ اوامر و نواہی کو بندوں کی طرف پہنچا دیں جیسا کہ خدا اسنے روز ازل میں میثاق
لیا کہ اگر آپ کسی نبی کے عہد نبوّت میں تشریف لائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور
آپ کی مدد کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام
اپنی زندگی میں میرے زمانۂ نبوّت کو پاتے تو اون کو سوائے میرے اتّباع کے گزیر نہ
تھا اور عیسیٰ علیہ السلام بخواہش آپ کی اُمّت میں داخل ہوئینگے اور آپ کی شریعت
کی اتّباع کریںگے۔ پس عدد اولیاء کا موافق عدد انبیاء حسب قول شیخ ابو الحسن
شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوا کہ ہر ولی مقام پر ایک نبی
کے ہیں اور اولیاء اہل مناصب کو رجال عدد بھی کہتے ہیں کہ اون کا ایک

عدد معیّن ہے فتاوی حدیثیہ میں شیخ ابن حجر ہیتمی سے منقول ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ ابدال شام میں اور نجبار مصر میں اور عصائب عراق میں اور
نقبار خراسان میں ہیں اور خضر سیّد قوم ہیں مؤلف کہتا ہے کہ وجود ابدال
میں احادیث متعدد وارد ہیں وہ فصل ابدال میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے
مشکوٰۃ میں سیدنا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ واسطے ہر نبی کے سات نجبار ہیں اور رقبا ہیں اور میں
چودہ دیا گیا ہوں ہم نے کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہیں فرمایے
میرے دو فرزند غالباً وہ حسنین ہوں رضی اللہ عنہما اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر
اور مصعب بن عمیر بلال سلمان جابر وعبد اللہ ابن مسعود ابو ذر مقداد روایت
کیئے اسکو ترمذی نے مؤلف کہتا ہے کہ غالباً حضرت علی بھی ہوں رضی اللہ عنہ
کہ آپ سے عدد چودہ کا پورا ہوتا ہے مگر تواضعاً آپ نے اپنا نام ذکر نہیں فرمایے
کتاب مشرب الروحی میں بھی روایت وجود اولیاء اہل خدمات کی موافق روایات
سابقہ کے ہے اور بھی اوس میں لکھا ہے کہ اس باب میں امام عبد اللہ یافعی حدیث
روایت کیئے مگر حفاظ حدیث میں سے کسی کا نام نہیں لکھے کہ اونہوں نے اس
حدیث کو روایت کیئے مگر اسباب میں بہت احادیث وارد ہوے کہ ایک دوسرے
کی بہت امور میں موافق ہیں اور بعض میں مخالف ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ تخالف
فیما بین روایات درباب اعداد اور القاب اولیاء اہل مناصب کے رجوع کرتا
ہے طرف اصطلاح قوم کے اور نہیں ہے مضائقہ اصطلاح میں
کہ تعبیر کیئے اوس روایت میں ساتھ ابدال اور نجبار اور نقبار اور اوتاد اور سوا

اس کے اور سب احادیث متفق ہیں اوپر وجود اون مراتب کے اور اعداد اون کے انتہی پس مؤلف کہتا ہے کہ جب میں نے اقوال میں علمار کے اور احادیث میں تفحص کیا جو اولیار اہل مناصب کے باب میں وارد ہیں اور اون کے اعداد میں اور تفحص کیا میں نے اوس میں بہ غور و تامل تو میں نے تین وجہ پایا جو باعث اختلاف فیما بین مراتب اولیار اہل مناصب اور اون کے القاب اور اعداد کے واقع ہوا۔ وجہ اوّل یہ ہے کہ کبھی اون کے اعداد کا اختلاف ساتھ کثرت کے ایک زمانہ میں اور قلت کی دوسرے زمانہ میں بمقتضائے حکمت حکیم خبیر سے ہے کہ اوس کی حکمت منقضی ہوتی ہے کہ ایک زمانہ میں بعض اولیار اہل مناصب کم ہو دوسرے زمانے میں زیادہ ہو لیکن واسطے قلت اعداد اور اوسکی کثرت کے ایک حد معیّن ہے کہ نہ اوس سے کم ہوتے نہ اوس سے زیادہ ہوتے اس وجہ سے اولیار اہل مناصب لقب اولیار معدودین سے خارج نہیں ہوسکتے۔ دوسری وجہ اختلاف یہ کہ کبھی حکمت الٰہیہ مقتضی ہوتی ہے کہ وجود بعض اولیار اہل مناصب کا ایک زمانے میں ہو دوسرے زمانے میں نہو مثل امامین کے جو وزیرین قطب ہیں کہ بعض روایات میں اونکا ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں نہیں آیا۔ پس اس اختلاف سے لازم نہیں آتا کہ کل اولیار اہل مناصب کا وجود نہو للاکثر حکم الکل۔ تیسری وجہ اختلاف یہ ہے کہ مصطلحات علمار مختلف ہیں جیسا کہ اطلاق قطب کا اکثر کے پاس غوث پر ہوتا ہے جیسا کہ روایت کواکب ظاہرہ اور طبقات شعرانی اور کتاب مشرب الروی سے یہ امر مستفاد ہے کہ اونہوں نے کہا ہے کہ کبھی اطلاق قطب کا غیر غوث پر ہوتا ہے جو اقطاب اقالیم سبعہ ہیں جن کو

بعض علمائ نے اوتاد کے ساتھ اور بعض علماء نے عمد کے ساتھ تعبیر کئے ہیں اور بعض علما اون کو ابدال کہے ہیں اسی وجہ سے اکثر لوگ حضرت غوث اعظم محیّ الدّین سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے القاب میں لفظ قطب پر اکتفار کئے بنظر اصطلاح اکثر کے کہ اون کی اصطلاح میں قطب فقط غوث کو کہتے ہیں اور بعض لوگ آپ کو قطب الاقطاب غوث الصّمدانی کہتے ہیں۔ بنظر اصطلاح اون لوگوں کے جو اون کے پاس ابدال یا اوتاد یا عمد یا اخیار جو حافظان اقالیم سبعہ ہیں وہ اقطاب ہیں۔ پس حقیقت میں اہل مناصب کے اعداد اور القاب میں اختلاف نہیں ہے اس میں سب متّفق ہیں کہ غوث ہر زمانہ میں ایک ہوتے ہیں لیکن سیّدنا سیّد محیّ الدّین غوث اعظم محیّ الدّین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ افضل اولیاء ہیں مطلقاً خواہ اہل مناصب ہوں یا اون کے سوا ہوں لیکن اولیاء اہل مناصب۔ پس فضل اون کے غوث ہیں اور آپ فیما بین اغواث غوث اعظم ہیں رضی اللہ عنہ پھر اس خطاب کے ساتھ آپ خدا کی طرف سے مخاطب ہوے جیسا کہ صاحب رشحات نے ایک الہام آپکا بیان کیا جو خدا کی جناب سے آپ کو ہوا کہ آپ کو خدا نے ساتھ لقب غوث اعظم کے مخاطب فرمایا۔ لیکن اولیاء غیر اہل مناصب۔ پس سیّد اون کے افراد ہیں جو خارج ہیں دائرہ قطب اور غوث سے اور آپ کو افراد پر بھی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ بیان اوس کا مفصلاً ہم اپنی کتاب خصائص غوثیہ میں کر چکے ہیں اور فصل افراد میں بھی آویگا انشاء اللہ تعالے۔ پس آپ کو کل اولیاء اللہ میں مطلقاً فضیلت حاصل ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلك اور قدم آپ کا رقاب پر جمیع اولیاء اللہ کے ہے۔ رضی اللہ عنہم

وعن جمیع اولیائہ اجمعین ذٰلك فضل الله یؤتیہ
من یّشآء والله ذوالفضل العظیم پھر ابن حجر سے ایک واقعہ
فتاوے حدیثیہ میں منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھکو ایک واقعہ میرے بعض
استادوں سے واقع ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے پرورش پایا بعض اون مشائخ
کی گود میں جو سالم تھے مخدور اور لوم سے ۔ پس میرے دل میں اون کا کلام جم
گیا اس لئے کہ وہ زمانہ میری طفولیت کا تھا جو خالی تھا وساوس سے اہل عقائد
فاسدہ کے ۔ پس اون کا کلام میرے دل میں جما ہوا تھا اور میں چودہ سال کے
سن میں علم ظاہر میں مختصر ابی شجاع کا نزدیک امام وقت شیخ ابو محمّد جوینی کے
قرأت کرتا تھا جامع ازہر مصر میں اون کے علم اور زہد اور عبادت پر علماء وقت
کا اجماع تھا اون کے مزاج میں تیزی تھی پس ایک روز اون کی مجلس میں ذکر
اقطاب اور نجباء وغیرہ کا آیا ۔ پس شیخ محمّد جوینی نے اون کا انکار بشدّت کیے کہ
ان کی کوئی اصل ہے نہ اسباب میں کوئی حدیث وارد ہے اور میں سب حاضرین
مجلس میں کم سن تھا شیخ محمّد جوینی کو کہا معاذ اللہ بلکہ یہ صدق اور حق ہے کہ
اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ اس لئے کہ اولیاء اون کی خبر دئے ہیں اور حاشا کہ
خلاف صدق اون سے صادر ہو اور جو لوگ کہ اقطاب ابدال وغیرہ کی خبر دئے
اون میں امام عبد اللہ یافعی ہیں جو جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور علم باطن کے
پس شیخ کو یہ سماعت اس جواب کے انکار زیادہ ہوا اور زیادہ شدّت سے اونھوں
نے کلام کئے مجکو سوائے سکوت کے کوئی چارہ نہیں ہوا اور دل میں میں نے
خیال کیا کہ اس امر میں میری مدد نکریں گے مگر شیخ الاسلام والمسلمین امام الفقہاء

والعارفین ابویحیی زکریا انصاری اور میری عادت یہ تھی کہ بباعث ضرر البصر ہونیکے شیخ محمد جوہینی کا ہاتھ پکڑکے شیخ ابویحیی زکریا کے پاس لیجایا کرتا۔ پس میں شیخ جوہینی کا ہاتھ پکڑاکے شیخ ابویحیی کے پاس لیگیا۔ پس اونہوں نے شیخ محمد جوہینی کی بہت تعظیم کیے اور اون سے دعا چاہے اور شیخ الاسلام کی عادت مجھکو دعا دینے کی یہی تھی اللھم فقھہ فی الدین حسب عادت مجھکو دعا دیئے اور جبکہ مجلس ختم ہوی اور شیخ محمد جوہینی ارادہ برخواست کا کیے میں نے شیخ الاسلام سے کہا کہ یاسیدی اقطاب اوتاد نجبا وغیرہ کا ذکر جو حضرات صوفیہ نے کیے ہیں آیا وہ حقیقۃً موجود ہیں شیخ الاسلام نے کہا کہ ہاں پھر میں نے شیخ الاسلام سے کہا کہ یہ شیخ یعنی محمد جوہینی اسکا انکار شدت سے کرتے ہیں اور جو شخص اس کا قائل ہو اوس کا رد شدت سے کرتے ہیں۔ پس شیخ الاسلام شیخ محمد جوہینی کو کہے کہ یہ انکار تمہارا کیسا ہے اور کئی بار اس کی تکرار کیے یہانتک کہ شیخ محمد جوہینی نے کہا کہ یا مولانا یا شیخ الاسلام میں وجود اقطاب و ابدال وغیرہ پر ایمان لایا اور اوس کی تصدیق کیا اور اوس کے انکار سے توبہ کیا۔ پس شیخ الاسلام نے کہا کہ اے شیخ محمد میں تم سے یہی خیال رکھتا ہوں۔ پھر شیخ محمد جوہینی نے مجھ پر عتاب نہیں کیے اوس پر جو مجھ سے یہ امر صادر ہوا انتہی علامہ سیوطی نے اسباب میں ایک کتاب مستقل تصنیف کیے اوس کا نام

الخبر الدال علی وجود القطب والنجباء والابدال

رکھا۔ پس اس کتاب میں اونہوں نے ابن جوزی پر رد کیا جو وہ اس امر کے منکر ہیں اور اونہوں نے اس باب میں شواہد کثیرہ لائے اور کہے کہ اگر اس حدیث شریف کو حدیث متواتر المعنے کہیں تو ممکن ہے ایسا ہی امام سخاوی نے اس باب میں

کتاب تصنیف کئے اوس کا نام نظم اللآل فی الکلام علی حدیث الابدال رکھا۔ کذا فی الکواکب الظاہرہ۔

ذکر ان اولیاء کا جو سوائے اولیاء معدودین اہل مناصب کے ہیں جنکا ذکر ہوا اور بعض اہل خدمات میں جو سوائے دائرہ قطب ہیں

جامع اصول الاولیاء میں لکھا ہے کہ اولیاء بہت سے ہیں اون میں سے اقطاب ابدال اوتاد وغیرہ ہیں جو دائرہ قطب میں ہیں اولیاء سے پانچ ایسے ہیں جو جبرئیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں کہ فیوض اور علوم کو قطب میں پہنچوتے ہیں بعدد قوائے جبرئیل علیہ السلام کے اون میں تین ہیں میکائیل علیہ السلام کے قلب پر جو جامع قبض وبسط ہیں اور ان پر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور تین اون میں اخلاء ہیں جو کہتے ہیں ولایت کو واسطے محبان اولیا کے کہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اون میں رجال الغیب ہیں وہ اوپر صوت خفی کے ہیں۔ اون میں اٹھارہ ہیں وہ قائم بہ حقوق اللہ ہیں حکم کرتے ہیں اوس چیز کو جس کا خدا نے ارادہ کیا اون میں سے آٹھ رجال قوت ہیں مشرب اون کا اشداء علی الکفار ہے۔ اون میں سے پانچ ہیں جو مثل آٹھ کے ہیں اور پانچ ہیں اون کا نام رجال حنان ہے اون کو شدت شفقت مخلوق پر ہے مومن ہو یا کافر ہو اور چار ہیں اون کا نام رجال غلبہ اور جلال ہے کہ اوتاد کو مدد دیتے ہیں۔ قالب اون کا روحانی اور قلب اون کا سماوی ہے

معروف ہیں آسمانوں میں اور مجہول ہیں زمین میں اور چوبیس ہیں نام اون کا رجال
فتح ہے کہ خدا اون کے ہاتوں پر اولیاء اللہ کے قلوب کو واسطے اسرار او
معارف الٰہیہ کے کشادہ کیا اور سات رجال معارج تجلّے ہیں وہ اوپر معراج ہر
نفس کے ہیں حاصل کرتے ہیں علم خاص سوائے ابدال کے اون میں تین رجال
تحت اسفل ہیں اون میں نساء بھی ہوتے ہیں اون میں فیض اور نفس رحمانی ہے
اون میں اصحاب اللہ اداور رحمۃ لیس اور مقامات اور استمدادات ہیں ہر شکل پر
متشکل ہوتے ہیں بباعث غلبۂ روحانیت کے اور نہیں ہیں للّٰہیت و روحانیت والے
اون میں ایک ہیں نام اون کا مرد قدرت کاملۂ خدا ہے اون کو خدا نے قدرت
کاملہ ہر شئے پر عطا فرمایا۔ پس وہ پاک قلب کے بہادر بڑے پیش قدمی کرنے
والے بہت دعوے بحث کرنے والے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے ہیں اس
مقام پر سید عبد القادر جیلانی ہیں رضی اللہ عنہ۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہہ
عبارت ماخوذ ہے فتوحات مکیہ سے لیکن صاحب فتوحات نے یہ بھی لکھے
ہیں کہ میں اس مقام پر جیسا کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا
اور کسی کو نہیں دیکھا ایسا ہی کواکب ظاہرہ میں شیخ ابو المواہب شاذلی رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک اون میں نسبت ہے اون کو عیسیٰ علیہ السلام کے
سات کہ پیدا ہوے روح اور انس سے جیسا کہ پیدا ہوے بلقیس جن و انس
سے خدا اون سے حفاظت برزخ کی کرتا ہے۔ ایک ہیں کہ اون کے لئے رقائق رحمتیہ
اور اتصال معنوی ہے جمیع عالم کے سات اون کے حال سے کوئی واقف
نہیں ہے لوگ گمان کرتے ہیں وہ قطب ہیں۔ اون میں ایک مرد ہیں اون کا

لفٹ سقیط الرف رف ساقط العرش ہے کبیر الشان واسحال ہیں۔ اگر کوئی اون کی
طرف دیکھے یا وہ کسی طرف دیکھیں تو متاثر ہوتا ہے اگر وہ حیوان کی طرف دیکھیں تو بولنے
لگتا ہے وہ شدید الحیار وانکسار ہیں۔ اور دو مرد اون میں ہیں کہ اونکو رجال غنا کہتے
ہیں جس شخص کو غنا کی تمنّا ہوتی ہی پس غنا اوسکا خدا اونکے ہاتھ میں کھا ہی۔ اور غنا اونکا
کامل ہے اور ایک اون میں وہ ہیں کہ اون کے قلب میں خدا کی یاد سے فتور
نہیں ہوتا اور ہر دم اون میں نیا علم حاصل ہوتا ہے اور دو مقام میں بلا فرق
حاضر ہوتے ہیں آور دس اون میں اون کو رجال تحکیم لکھتے ہیں اور مقام
اون کا دعا ہے ساتھ بسط اور رجا کے اور نہایت عاجزی اور تضرع ظاہر کرتے
ہیں اون میں بدلا رہیں یہ غیر ابدال ہیں جن کا ذکر گزرا۔ اون میں رجال اشتیاق
ہیں وہ پانچ ہیں اون کی جگہ شوق اتقار الٰہی میں جلتے ہیں اون کو رجال صلاۃ
بھی کہتے ہیں کہ ہر ایک اون کا ایک نماز کے ساتھ متعلق ہے اون میں رجال
ایام سبعت ہیں جو وہ ہفتہ ہے اور یہ ایام مقام صفات سبعہ اون کے ہیں
اون میں رجال چار ہیں اون کا مقرر ہے وہ وقت آیا اور انہار اور اتقار
میں عبادت کرتے ہیں وہ سالم ہیں ثقل کدورت سے مؤلف کہتا ہے کہ
خضر علیہ السلام اون میں سے ہیں جیسا کہ قران میں ملاقات اون کی موسیٰ
علیہ السلام سے مجمع البحرین میں مذکور ہے آون میں افراد ہیں کہ وہ تابع اقطا
نہیں ہیں اون کے لئے کشف خاص ہے اور علوم غیر متناہیہ آلٰہیہ ہیں کلام
کرتے ہیں ساتھ احکام الٰہیہ کے اور مخفی رکھتے ہیں اسرار کو اور نہیں ظاہر
کرتے کمال کو اصلا اون کے لئے معراج روحانی ہے اور ہر خواہش اون کیلئے

معراج ہے اون میں رجال محدّثون ہیں بفتح دال مخفف یعنی خدا جن پر الہام کرتا ہے اور فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اون میں سے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ امم سابقہ میں رجال محدّثون ہوئے اگر اس امت میں ہو تو سیدنا عمر ہیں رضی اللہ عنہ اون کی ۲ دو قسم ہیں۔ قسم اوّل وہ محدّثون من ورار حجاب یعنی خدا جن سے پردہ سے کلام کرتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے۔ خدا اونے ورار شجرہ سے متکلم ہوا۔ قرآن میں وارد ہے کہ نہیں ممکن ہے کہ خدا کسی بشر سے کلام کرے مگر وحی سے یا ورار حجاب سے الخ۔ پس میں جو تجھکو بتا دیا ہوں اوس کو لے اور شاکرین سے ہوجا انتہٰی۔

ذکر خواتم اولیار

جامع اصول ولیار میں لکھا ہے کہ اولیار اللہ میں خواتم تین ہیں۔

۱ اوّل عیسیٰ علیہ السلام کہ آپ کے ساتھ ختم ہوی۔ خلافت خاصہ اور ولایت شاملہ جو آدم علیہ السلام سے قیامت تک چلی آئی۔ آخر ابد تک۔ پس آپ کے لئے ۲ دو حشر ہونگے۔ ایک ۱ حشر انبیار علیہم السلام کے ساتھ اور دوسرا ۲ امت محمدیہ کے ساتھ۔ دوسرے ۲ خاتم الاولیار امام مہدی کہ آپ کی ذات سے خلافت خاصّہ محمدی ختم ہوی تیسرے ۳ شیخ اکبر کہ آپ کی ذات سے ولایت خصوصیت محمدیہ ختم ہوی۔ مؤلف کہتا ہے کہ شیخ اکبر بقولے بلا واسطہ بقولے اکثر بیک واسطہ حضرت غوث اعظم

محیّ الدّین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیضیاب ہیں۔

ذکر اقطابِ خاصّہ

کہے شیخ عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ کتاب انسان کامل میں جان تو کہ خدا تجھ را حافظ رہے تحقیق کہ انسان کامل وہ قطب ہیں کہ دور کرتے ہیں اون پر افلاک وجود کے اوّل سے آخر تک اور وہ ایک ہیں جیسے کہ وجود ظاہر ہوا ابد آبدین تک اور اون کے لئے تنوعات ہیں ملابس میں۔ پس ایک لباس میں اون کا نام قطب ہوتا ہے کہ دوسرے لباس میں اون کا نام کچھ اور ہوتا ہے۔ پس اسم اصلی اون کا محمّد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور کنیّت اون کی ابوالقاسم ہے اور وصف اون کا عبداللہ ہے اور لقب اون کا شمس الدّین ہے۔ پھر شیخ اوس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سنّت جاری ہوی کہ آپ بصورت اکمل اولیار ظاہر ہوتے ہیں یعنی فیضان خاص آپ کا اکمل اولیار میں بطور کمال ہوتا ہے جو وہ اقطاب یا افراد ہیں وغیرہم بحسب مرتبہ اون کے کمال کے تا کہ اون کی شان عالی ہو آپ کے فیضان خاص سے۔ پس اکمل اولیار آپ کے خلفار ہیں ظاہر میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کی حقیقت ہیں باطن میں یعنے سب چیزیں آپ کی نور سے پیدا ہیں تو آپ سب کے حقیقت ہیں عموماً اور کاملین کے حقیقت ہیں خصوصاً کہ وہ آپ کے نور کو اپنی ذات میں اور

سب مخلوقات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

فتح ربّانی میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ قطب سب اعمالِ اہل دنیا اور اون کے مقدّرات پر مطلع ہوتے ہیں کہ اون پر کوئی شئے خیر و شر اور انجام کار مخلوقات کا پوشیدہ نہیں رہتا وہ خزائن اسرار آلٰہی ہیں اور اوس کے انبیاء اور مرسلین کے نائب ہیں اور وہ امن سلطنت ہیں جس میں یہ صفات ہوں وہ قطب ہیں اپنے زمانے کے۔ انتہیٰ۔

• کتاب انوار قدسیہ میں لکھا ہے کہ قطب میں پانچ۵ فضیلت ہوتے ہیں مدد۱۔ رحمت۲۔ عصمت۳۔ خلافت۴۔ نیابت۵ وہ مدد کرتے ہیں حاملین عرش کو اور مکشوف ہوتی ہے اون کے لئے حقیقت ذات اور صفات کی احاطہ اور بزرگی دیئے جاتے ہیں ساتھ بزرگی حکم کے اور فصل فیما بین وجودین یعنی وجود امکان اور وجود واجب کے اور انفصال اوّل کا اوّل سے اور جو چیز کہ اوس کے ساتھ متصل ہے منتہا تک اوس کے اور جو چیز کہ اوس کے ساتھ ثابت ہے اور حکم مابعد کا اور ماقبل کا اور حکم اوس کا جس کے لئے نہ قبل ہے نہ بعد ہے اور علم بدء وجود کا وہ علم محیط ہے ساتھ ہر علم کے اور ساتھ ہر معلوم کے جس کی ابتدا سرِّ اوّل سے اوس کے منتہا تک ہے پھر پلٹ آوے گا اوسی کی طرف ہر وقت کے لئے حصّہ ہے عبودیت سے اور پھر مصنّف نے کہا کہ محبّت قطب ہے اور سب نیکیاں اطراف اوس کے دائر ہیں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد فتح ربّانی میں ہے کہ ولی ساتھ امر آلٰہی کے کہاتے ہیں اور بدل جو وزیر قطب ہیں فعل آلٰہی کے ساتھ کہاتے ہیں اور قطب کا کہانا اور اون کا تصرّف مثل کہانے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے اور مثل آپ کے تصرف کے ہے۔ کیوں نہو ایساکہ وہ آپ کے غلام اور نائب ہیں اور خلیفہ ہیں آپ کی اُمت میں اور خلیفۂ خدا ہیں باطن میں اور امام مسلمین جن کے متابعت مسلمین پر واجب ہے وہ خلیفۂ خدا ہیں ظاہر میں بعضوں نے کہا ہے کہ امام مسلمین جب عادل ہوں وہ قطب وقت ہیں۔ علامہ شعرانی نے کتاب انوار القدسیہ فی آثار العبودیت میں لکھا ہے کہ عارفین محققین اس بات پر ہیں کہ اذن خاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں ہوتا ہے مگر واسطے قطب کے جو حاوی ہیں وراثت محمدیہ کے اور غیر قطب۔ پس اذن اون کا رجوع کرتا ہے ارباب نوبت کی طرف یعنی اولیا اہل مناصب میں جو اقطاب ابدال اوتاد ایک ماتحت دوسروں کے ہیں ماتحت اپنے ما فوق سے اذن چاہتے ہیں اور بھی اوسی کتاب میں لکھا ہے کہ قطب محمدی کو اون کے غیر سے تمیز نہیں ہوتی مگر باعتبار اون کے مقامات کے کہ نسبت مقام قطب کی دوسرے اہل مناصب سے مثل نسبت اسمار الٰہی کے ہے طرف صفات کے پس نہیں معین ہوتے ہیں وہ ایک مقام میں جو مستمر اور مقید ایک حال کے نہیں ہیں کیونکہ احکام الٰہیہ مختلف ہوتے ہیں ہر زمانے میں۔ پس مختلف ہوتے ہیں احوال قطب کے بسبب اختلاف احکام الٰہیہ کے حق تعالےٰ کے لئے ہر یوم ایک شان ہے ایسا ہی قلب محمدی کا حال ہے۔ **ایضاً** علامہ شعرانی شمس الدین حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس کو مرتبہ قطبیت کا عنایت ہوتا ہے وہ تمام دنیا کے غموم کو برداشت کرتا ہے مثل سلطان اعظم کے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ **ایضاً** علامہ شعرانی شیخ ابوالعباس مرسی شاذلی سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حق سبحانہ تعالے خلاف سنت پر راضی ہوتا تو توجہ نماز میں قطب غوث کی طرف اولیٰ ہوتی توجہ کعبہ سے **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ قول اقرب ہے قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حجر اسود کے لئے کہ قلب مومن کا تجھ سے افضل ہے۔ **ایضًا** علامہ شعرانی اوستاد سید علی سے روایت کرتے ہیں کہ بسا وقت ایک مرد قطب اور صدیق دو جہتوں دو اعتباروں سے ہوتے ہیں اور نہیں ہے شک اس میں کہ صدیقیت ضمن میں **قطبیت** کے ہے اس لئے کہ قطبیت کے دائرہ سے صدیقیت ہے۔ پس سمجھ لے اور قطب مظہر نور خدا ہیں علی الکمال باعتبار اون کے زمانے اور دائرے کے اور صدیق مظہر نور قطب ہیں علی الکمال جو ممکن ہو اون کی مثل کے لئے اور نور وہ چیز ہے کہ جسکے ساتھ تحقیق معانی اعیان ہیں مکشوف ہو۔ **ایضًا** علامہ شعرانی شیخ علی دقیری سے روایت کرتے ہیں کہ خلوت ساتھ خدائے تعالے کے نہیں ہوتی مگر قطب غوث کے لئے ہر زمانے میں جب کہ وہ منتقل ہوتے ہیں دار آخرت کی طرف تو خدائے تعالے اون کی جائے فقط ایک دوسرے شخص کو عنایت فرماتا ہے۔ دو شخصوں کو عنایت نہیں فرماتا ایک وقت میں اور یہ خلوت وارد ہے کتاب و سنت میں شیخ فرماتے ہیں کہ یہی عبارت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام میں واقع ہوی۔ **ایضًا** علامہ شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوستاد شیخ علی ومیری سے کسی نے پوچھا کہ قطب غوث ہمیشہ مکہ معظمہ میں مقیم رہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو شیخ نے فرمایا کہ قلب قطب کا ہمیشہ حق تعالے کا طواف کرتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کو وسعت رکھتا ہے جیسا کہ لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور وہ مشاہدہ کرتا ہے حق تعالے کو

ہر جہت میں جیسا کہ کعبہ کے وقت حضوری کی طرف ہر جہت سے سجدہ ہوتا ہے اوسکو ہر جہت سے دیکھتے ہیں اس لئے کہ مرتبہ قطب کا لقاء حق سے ہے جمیع اوس چیز سے کہ وہ مقتضاء لقاء حق کو ہے وہ اپنے جسد سے جہاں چاہیں رہیں۔ پھر شیخ فرماتے کہ جان تو کہ اکمل بلاد بلد الحرام اور اکمل بیوت بیت الحرام ہے بدلیل قول حق تعالے کہ و یجبی الیہ ثمرات کل شئی اور اکمل خلق ہر عصر میں قطب ہیں۔ پس بلد حرام نظیر ہے اون کے جسد کی اور بیت حرام نظیر ہے اون کے قلب کی۔ انتہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ مفاد کلام شیخ یہ ہے کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ مسکن غوث کا مکہ ہے۔ تشبیہاً ہے یہ ضرور نہیں کہ مسکن غوث کا مکہ ہو اور یہ حق ہے کہ مسکن حضرت غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بغداد شریف ہے اور یہی امر کواکب ظاہرہ میں لکھے ہیں کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ قطب تھے اور بغداد میں تشریف فرما تھے اور مثال آپ کی مکہ معظمہ تھی اور یہی ہے شان قطب کی ہر زمانے میں اس لئے کہ ابدال کے لئے تشکل باشکال مختلفہ ہے۔ پس اقطاب کے لئے اولی۔ انتہیٰ۔

بہجۃ الاسرار میں روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ رمضان میں حسب دعوت پچاس جا ئے افطار فرماتے اور حسب عادت شریف رباط میں بھی افطار فرماتے۔ **ایضاً** علامہ شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ شیخ علی دمیری رضی اللہ عنہ سے بعض نے پوچھے کہ طائفہ سالکین مثل سید احمد الزاہد اور اون کے مثل کیا وہ اقطاب تھے تو آپ نے جواب دئے کہ نہیں بلکہ وہ مثل

حجاب بادشاہ کے تھے کہ بباعث صفائی نفوس اور اخلاص اور کثرت مراقبات اور مجاہدات اون کے اون کو یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ لیکن مرتبۂ قطبیت ۔ پس یہ مرتبۂ جلیلہ ہے نہیں پاتا ہے مگر وہ شخص کہ جو متصف ہو ساتھ صفات قطبیت کے اور اوسکو شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان کئے کہ مقام قطبیت کے لئے سولہ عالم ہیں کہ دنیا اور آخرت اون سے ایک عالم ہے۔

پھر اون سے پوچھے کہ جو تصرف اون سالکین سے جاری ہوتا ہے تو آیا اصالتاً مثل قطب کے جاری ہوتا ہے۔ اونہوں نے فرمایا کہ اون کے لئے اصالتاً تصرف نہیں ہے۔ بلکہ اون کا تصرف بحکم افاضہ ہے اون لوگوں سے جو دائرۂ قطب میں ہیں قطب تک **توضیح** اوس کی یہ ہے کہ جس وقت خدا ارادہ کرتا ہے کہ مخلوق پر بلائے شدید نازل کرے۔ مثلاً تو پہلے وہ حکم قطب کو ملتا ہے۔ پس قطب اوس حکم کو قبول کرتے ہیں خوف کے ساتھ۔ پھر لوح محفوظ میں دیکھتے ہیں کہ آیا اوس حکم میں محو اثبات ہے یا وہ حکم جاری ہے پھر اگر تبدیل ہو تو رحمت کے ساتھ جاری کرتے ہیں بواسطۂ سالکین کے جو وہ حجاب ہیں اس کام کے اور حجاب اس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ یہ کام اون کے مفوض ہے اگر قطب پر یہ بات مکشوف ہو کہ وہ امر الٰہی بلا تبدیل جاری ہے تو دیتے ہیں قطب اوس حکم کو اون لوگوں کو جو قطب کے تحت قریب بلا واسطہ ہیں مثل امامان کے۔ پس امامان اوس امر الٰہی کے متحمل ہوتے ہیں اور اوسکو امامان اپنے ماتحت قریب کو حکم دیتے ہیں۔ ایسا ہی

ایک کے بعد ایک یہاں تک اہل دائرۂ قطب تمام ہوتے ہیں اور ہر ایک دفع
بلا کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پھر اگر اون کی دعا سے بھی بلا دفع نہو تو عارفین
اور افراد جو خارج دائرہ قطب ہیں وہ دفع بلا کے لئے دعا کرتے ہیں یہانتک
کہ خدا اوس بلا کو دفع کرتا ہے۔ **مؤلّف** کہتا ہے کہ اس روایت سے یہ
استفادہ ہوا کہ اگر ان سب کی دعا سے بلا دفع نہو تو سب کے سب تضرّع
کرتے ہیں قطب غوث کی طرف۔ پس اون کی دعا ختم نہیں ہوتی کہ خدا اوس
بلا کو دفع کرتا ہے جیسا کہ یہ تصریح اور بیان دوسری روایتوں میں وارد
ہے۔ پھر شیخ دمیری فرماتے ہیں اگر وہ لوگ پہلے اس بلا کے متحمّل نہوتے
تو عالم میں بلا طرفۃ العین میں ایک دم پھیل جاتی۔ فرمایا خدا اے تعالے
نے اگر خدا دفع نکرتا بعض آدمیوں کو بعض کے ساتھ تو البتہ زمین فاسد
ہو جاتی اور فرمایا خدا نے کہ پیدا کیا اوس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے جو
تم اوس ستون کو دیکھو پس اس آیت میں اشارہ ہی طرف قطب کے جو وہ
ستون معنوی ہے۔ اور بھی اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ قطب پوشیدہ
ہوتے ہیں **ایضًا** علامہ شعرانی سید شمس الدین حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
کرتے ہیں کہ جس وقت وفات پاتے ہیں ولی منقطع ہوتا ہے تصرف اون کا
کون میں امداد سے اگر حاصل ہوا اون سے امداد واسطے زائر کے بعد موت کے تو
وہ خدا کی جانب سے ہاتھ پر قطب صاحب وقت کے امداد دی جاتی ہے موافق
اون کے مرتبہ کے جن کی زیارت کرتا ہے انتہی۔

اس روایت کے سوا وہ روایت ہے جو قلائد الجواہر میں ہے کہ یہ تحقیق

منعقد ہوا ہے اجماع جماہیر اشیاخ فقہا اور فقراء کا اور متضمن ہیں اوسکو کتب مدونہ
کہ اصحاب تصنیف تمام سادات پیشوا اولیاء سے اون کی حیات میں اور بعد
وفات اون کے مانند تصرف اون کے عالم حیات میں روز قیامت تک کہ
یہ تخصیص اون کے لئے خدا کی جانب سے دی گئی ہے وہ یہ اولیاء رہیں۔
سیدنا و مولانا و قدوتنا الی اللہ الامام الاکمل الشیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ اور شیخ کبیر تریاق مجرب شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ۔ اور
شیخ واصل الوصلہ عقیل منجی۔ اور شیخ کامل حیات ابن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم
اور مثل اسکے بہجۃ الاسرار میں ہے اگر سب اولیاء اللہ کے تصرف کا حال عالم
حیات اور بھی بعد وفات کے برابر ہوتا تو ان چار اولیاء اللہ کے تخصیص کی کوئی
وجہ نہ تھی۔ جاننا چاہیئے کہ ایک صف میں چار اولیاء برابر ہونے سے لازم نہیں
آتا کہ مرتبہ میں چاروں اولیاء مساوی ہوں اس لئے کہ شیخ حیاۃ ابن قیس حرانی
رضی اللہ عنہ اون اولیاء سے ہیں کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کے قدم کے لئے وضع رقاب کئے۔ کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے شیخ بونی رح نے شرح
اسماء حسنیٰ میں لکھے ہیں۔ جان تو کہ مرکز قطب کا مکہ معظمہ ہے اور وہ مستغرق ہے انوار
تجلی میں کہ نہیں ہوش آتا ہے اون کو مگر وقت ادائے فرائض اور سنن کے۔

بیان اقطاب کی نسب کا اور مدت قطبیت کا

کواکب ظاہرہ میں لکھے ہیں کہ صفی الدین ابن ابی منصور نے ایک کتاب رد میں اس اعتقاد کے کہ قطب غوث اپنے مرتبۂ قطبیت میں دس روز سے زیادہ نہیں رہتے تصنیف کی ہے جس میں صراحت ہے کہ یہ قول کسی اولیاء اللہ سے سنا نہیں گیا کہ کوئی اولیاء اللہ میں سے مدت قطبیت میں اسقدر تنگی کی ہو و نہ کسی اولیاء اللہ نے مدت قطبیت ایک زمانہ معین تک حصر کیا ہو و نہ حصر نسب جیسا کہ بعض اکابر اسطرف گئے ہیں کہ قطبیت نہیں ہوتی مگر سادات میں اور کہے کہ اس امر پر اتفاق ہے اور نفس الامر میں جو اولیا کہ پائے گئے ہیں خلاف اس کے ہے انتہیٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ مؤید اس قول کے علامہ سیوطی ہیں کہ اپنی کتاب تائید الحقیقۃ وتشئید الطریقہ الشاذلیہ میں لکھے ہیں کہ خلفاء اربعہ اپنے عہد خلافت میں اقطاب ہیں اور بھی اوسی کتاب میں شیخ ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ اون کا یہ مذہب تھا کہ ضرور نہیں کہ قطب سادات سے ہوں بلکہ کبھی غیر سادات بھی ہوتے ہیں۔

وجہ تسمیہ غوث کا

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ جان تو بہ تحقیق کہ قطب باعتبار فریادرسی مصیبت زدگوں کے اون کا نام غوث رکھا جاتا ہے انتہیٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس عبارت سے اشارہ طرف وجہ تسمیہ غوث کے ہے اور یہ عبارت سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ قطب کا اطلاق اصالتاً غوث پر ہے اور حافظان اقالیم سبعہ پر بطریق مستعار ہے اور یہی مذہب ہے اکثر کا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

ذکر اوّل اقطاب کا

کواکب ظاہرہ میں امام عارف باللہ شہاب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اوّل اقطاب اس اُمت مرحومہ کی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ایک کے بعد ایک یہاں تک کہ پہونچا مرتبہ قطبیت کا قطب غوث فرد جامع سیدی محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ تک۔ پس تصرف کیے خدا کے اذن سے انتہیٰ۔

علامہ سیوطی اپنی کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں کتاب لطائف المنن تاج الدین ابن عطاء اللہ سے روایت کیے کہ اوّل اقطاب اس اُمت مرحومہ کے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ خلفاے راشدین آپ کے پہلے ہوے وہ کیوں اقطاب نہیں ہوے۔ جواب اوس کا یہ ہے کہ مقام قطبیت خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور خلفاے اربعہ میں خلافت ظاہری و باطنی جمع تھی جبکہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ابتغاءً لوجہ اللہ

خلافت ظاہری کو ترک کئے تو اون کے لئے خلافت باطنی جو معرا خلافت ظاہری سے ہے باقی رہی۔ پس اوّل اقطاب جو معرا خلافت ظاہری سے ہو امام حسن مجتبے رضی اللہ عنہ ہیں بالکمل وجہ اور نہیں جمع ہوی خلافت ظاہری ساتھ خلافت باطنی کے بعد خلفاء اربعہ کے مگر یہ کہ ہوں عمرو بن عبدالعزیز رحمۃ کتاب نورالابصار میں لکھا ہے کہ منادی اپنے شیخ شیخ ابوالمواہب تونسی سے روایت کئے کہ پہلے جو مرتبہ قطبیت کا سید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل فرماے تو حضرۃ خاتون جنّت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر خلفاے اربعہ یکے بعد دیگرے۔ پھر امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ انتہےٰ۔

وجہ توفیق بین الروایتین کی یہ ہوسکتی ہے کہ اوّل مرتبہ قطبیت کا معرا خلافت ظاہری سے نساء میں حضرۃ خاتون جنّت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اور مردوں میں امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ کو ملا۔

خصوصیت اولیاء اہلِ مناصب کے اس اُمّت مرحومہ کے ساتھ

علاّمہ شعرانی کتاب انوار قدسیہ میں لکھے ہیں کہ خصائص سے اس اُمّت مرحومہ کے یہ ہے کہ اس اُمّت مرحومہ میں اقطاب ابدال و اوتاد وغیرہم ہیں

رضی اللہ عنہم۔

تفاضل فیما بین الاقطاب

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ بعض ارباب ارشادوت نے لکھا ہے کہ اقطاب باعتبار مقامات کے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اور یہ فضیلت فیما بین بوجہ اس کے ہے کہ ہر ولی اوپر قدم ہر نبی کے ہے اور فیما بین انبیاء علیہم السلام کے ایک دوسرے پر فضیلت ہے قولہ تعالیٰ ولقد فضلنا بعضھم علی بعض۔ انتہیٰ۔

پس رد ہوا بعض قول اہل زمان کا کہ اقطاب بجمیع وجوہ مساوی المرتبت ہیں

انواع اقطاب کی

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ اقطاب تین قسم کے ہوتے ہیں قطب ارشاد و قطب بلاد قطب متصرفین۔ علامہ شعرانی طبقات کبریٰ میں شیخ ابوالعباس مرسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ قطب فی العلم تھے اور سہل تستری رضی اللہ عنہ

قطب فی المقام تھے اور ابویزید بسطامی رضی اللہ عنہ قطب فی الحال تھے
افضل اقطاب وہ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہیں انتہے
وہ سیدنا و مادانا و ملجا رنا سید محی الدین عبد القادر جیلانی
ہیں رضی اللہ عنہ۔

سواری غوث کی

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ انطاکی آپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے
۳۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں دیکھا۔ ایک قطب غوث کو کہ نام اون کا احمد ابن
عبداللہ بلخی تھا وہ سونے کی گوسالہ پر سوار تھے۔ ہوا میں کہ اوسکو فرشتے
سونے کی زنجیروں سے کھینچتے تھے میں نے اون کو کہا کہ آپ کہاں جاتے
ہو اونہوں نے کہے کہ ایک برادر کی ملاقات کو جاتا ہوں کہ میں اون کا
مشتاق تھا میں نے اونکو کہا کہ اگر آپ خدا سے دعا کرتے کہ وہ آپ کے پاس
آتے اونہوں نے کہے کہ ملاقات کو جانے کا ثواب کہاں حاصل ہوتا۔

اسماء اون لوگوں کے جو اپنے زمانے میں اقطاب ابدال اوتاد وغیرہ تھے

فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ ابن حجر ہیتمی نے فرمائے کہ یزید ابن ہارون

نے کہے کہ ابدال اہل علم نافع ہیں جو جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور باطن کے نہ اہل علم ظاہر فقط کہے امام احمد نے رضی اللہ عنہ کہ ابدال اہل حدیث نہوں تو کون ہیں اور مراد اہل حدیث سے امام احمد رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو اہل حدیث کے جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور باطن کے اور محیط ہیں ساتھ احکام اور حکمتوں کے اور معارف اور اسرار کے مثل آئمہ ثلاثہ جو امام شافعی اور امام ابوحنیفہ ہیں رضی اللہ عنہم اور اون کے امثال۔ پس یہ لوگ بہترین ابدال اور اوتاد اور نجبا ہیں۔ پس پرہیز کر تو سوءظن سے اون کے حق میں کہ شیطان اوس کو تجھے اچھا دکھاتا ہے۔ جس پر شیطان غالب ہیں اور وہ نور علم سے ہدایت نہیں پاے کہتے ہیں کہ ائمہ فقہا و مجتہدین اس مرتبہ کو نہیں پہونچے اور علما متفق ہیں اس بات پر کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ اوتاد سے ہیں اور ایک روایت میں قبل وفات کے قطب ہوے اور ایسا ہی بعض آپکے تابعین فقہا سے مثل امام نووی کے رضی اللہ عنہ اور مثل اون کے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسماء اقطاب و ابدال و اوتاد جو بہجۃ الاسرار میں ہیں

اقطاب

حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ آپ قطب وقت ہیں تاج العارفین

ابو الوفا آپ قطب وقت ہیں رضی اللہ عنہ شیخ ابو محمد القاسم ابن عبد البصری رضی اللہ عنہ آپ قطب وقت تھے۔ شیخ ابو الحسن ابن الصباغ آپ قطب وقت تھے

ابدال و اوتاد

شیخ مطر باذرانی صدور ابدال و اوتاد سے تھے شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق اوتاد مصر سے تھے۔ شیخ عبد الرحمن طفسونجی اس طریق کے اوتاد ہیں شیخ ماجد کردی اوتاد اس طائفہ کے ہیں۔ شیخ ابو البرکات ابن صخر ابدال مصر سے اور آپ مقدم رجال بحر اوتاد ہیں۔ شیخ ابو یعزی مغربی اوتاد مغرب سے ہیں رضی اللہ عنہم انتہیٰ۔

مؤلف کہتا ہے یہ سب اولیا حضرت غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدح خواں ہیں اون میں سے جو لوگ کہ زمانہ مجلس قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ کو پائے وضع رقاب کئے

ذکر ابدال کا خاصۃ

فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کا ارشاد منقول ہے کہ ابدال کا نام ابدال اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ وہ نہیں ارادہ کرتے ہیں سوائے خدا کے ارادہ کے اور نہیں اختیار کرتے ہیں سوائے خدا کے اختیار کے حکم کرتے ہیں ظاہر شریعت پر اور عمل کرتے ہیں وہ اعمال کو جو شریعت میں وارد ہے۔ پھر تنہا ہوتے ہیں طرف اون اعمال کے جو اون کے لئے خاص ہیں جس وقت اون کے درجات اور منازل ترقی پاتے ہیں تو اون کا عمل اوامر اور نواہی میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اوس مقام میں پہونچتے ہیں کہ اوس مقام میں نہ امر ہے نہ نہی ہے بلکہ اوامر اور نواہی اون میں متاثر اور منسوب ہوتے ہیں اور وہ حق تعالیٰ کے ساتھ غیبت میں ہیں مگر وہ حاضر ہوتے ہیں وقت آنے امر اور نہی کے تاکہ نہ باہر ہوں حدود شرعیہ سے اس لئے کہ ترک عبادات مفروضہ زندقہ ہے اور ارتکاب ممنوعات معصیت ہے۔ اوامر و نواہی ساقط نہیں ہوتے ہیں کسی شخص سے کسی حال میں۔ **ایضاً** نہیں ہوتے ہیں بدل بدل یہاں تک کہ بار ہاے خلق اون کی پشت پر اور حق سبحانہ تعالیٰ اون کا متکفل ہو اور باطن اون کا اوپر وست ہاے رحمت الٰہی کے ہوا۔

ایضاً کہے ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں کلام کیا میں نے مگر بعد چالیس شخص ابدال کے شہادت کے اون میں سری سقطی ہیں رحمۃ اللہ علیہ

ایضاً ابتدائے امر میں تکلیف ہے سات ترک خواہشات نفس کے اور دنیا کے اور آخر میں لینا ہے اوس کا اول متقین کے لئے اور ثانی ابدال کے لئے۔

ایضاً اولیاء ابدال انبیاء ہیں یعنے اون کے نائب اور وارث ہیں پس وہ جو تم کو حکم کریں اوس کو قبول کرو۔

تفاضل فیما بین ابدال

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ اولیاء دو قسم پر ہیں۔ بعض اون میں ابدال انبیاء ہیں۔ اور بعض اون میں ابدال مرسلین ہیں پس ابدال انبیا صالحین ہیں اور ابدال مرسلین صدیقین ہیں۔ پس فرق فیما بین صالحین اور صدیقین کی مثل فرق فیما بین آسمان اور زمین کے ہے۔

بیان اقتدار ابدال اور اون کی حال کا

بہجۃ الاسرار میں شیخ عبد اللہ محمد القرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص طریقۂ اولیاء اللہ کی تصدیق کرے وہ ولی ہے اور جو شخص اون کے حال یا مقام کو پاوے وہ بدل ہے۔ کہے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہر بدل قبضہ میں عارف کے ہے۔ اس لئے کہ سلطنت بدل کی آسمان سے زمین تک ہے اور سلطنت عارف کی عرش سے فرش تک ہے

ایسا ہی شعرانی طبقات میں بعض اولیاء اللہ سے روایت کئے۔

طعام ابدال کا

بہجۃ الاسرار میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طعام متقی کا وہ ہے کہ جس میں کسی کا حق اور شرع کا مواخذہ نہو اور طعام ولی کا وہ ہے کہ جس میں خواہش نفسانی نہو بلکہ وہ مجرد امر آلہی سے ہو اور طعام بدل کا وہ ہے کہ جس میں ارادہ نہو بلکہ خدا کے فضل سے ہو پس جس کے لئے وصف اوّل متحقق نہو وصف ثانی متحقق نہو گا۔

وجہ تسمیہ ابدال کا

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ بعضوں نے وجہ تسمیۂ ابدال میں کہا ہے کہ کبھی وہ مسافری کرتے ہیں اور اپنے جاے پر مثل اپنا بدل چھوڑتے ہیں ایسا ہی کہے امام یافعی کفایۃ المعتقد میں اور علاؤ الدین قونوی نے شرح حاوی میں اور قاشانی کتاب اصطلاحات میں بعضوں نے کہا کہ اگر بعض اون سے حاضر نہوں اگر ایک ہی باقی رہے تو وہ ایک

سب کا کام کر لیتے ہیں۔ پس ہر ایک اون کا حکم ہیں جمع۔ اسے ہے یہ وجہ تسمیہ ابدال ہے۔

ابدال و اخیار ہر ایک فریق کیلئے امام ہونا

جامع اصول اولیار میں لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ ابدال چالیس ہیں۔ اخیار ساٹھ ہیں اور ہر ایک فریق کے لئے امام ہیں جو اون کے قطب ہیں۔

نماز ابدال کی

علامہ شعرانی طبقات میں لکھتے ہیں ترجمہ میں ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ کے کہ نماز اون کی مختصر تھی وہ کہتے تھے کہ یہ نماز ابدال کی ہے۔

احادیث جو بیان میں ابدال و اوتاد کی وارد ہیں

عن عبادة ابن الصامت رضی الله عنه قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الابدال فی
امتی ثلاثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون
رواہ الحکیم باختلاف یسیرٍ وعن محمد بن عجلان عنہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کل قرن من امتی
سابقون وھم البدلاء والصدیقون الخ وعن
ابی الدرداء قال ان الانبیاء اوتاد الارض فلما
انقضت النبوۃ ابدل اللہ تعالیٰ مکانھم قومًا من اُمّۃ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقال لھم الابدال لم
یفضلوا الناس بکثرۃ صوم ولا صلوۃ ولا تسبیح ولکن
بحسن الخلق وصدق الورع وحسن النیۃ وسلامۃ قلوبھم
لجمیع المسلمین والنصیحۃ للہ تعالیٰ ۔ ابتغاءً لمرضات اللہ
تعالیٰ الی اٰخرہٖ رواہ الحکیم الترمذی فی النوادر وعن
ابن مسعود عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لایزال
اربعون رجلا من امتی یقال لھم الابدال الی اٰخرہٖ رواہ
فی المواھب عن ابن نعیم روی عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یکون فی امتی او ھذہ الامۃ قلوب
علی قلب ابراھیم وھم صنفٌ من البدلاء رواہ الحکیم
فی النوادر وعن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ
عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الابدال فی ھذہ الامۃ

ثلثون رجلا الی اٰخرہ رواہ احمد وعن عوف ابن مالک
عنہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الابدال فی اھل الشام
الی اٰخرہ رواہ الطبرانی وعن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم مثلہ رواہ احمد ایضاً عن علی رضی اللہ عنہ
عنہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لا تسبوا اھل الشام
فان فیھم الابدال رواہ الطبرانی فی الاوسط وعن
انس ابن مالک رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
مثلہ رواہ فی روض الریاحین عن جماعۃ عن الائمۃ ورواہ الحکیم
فی النوادر موقوفا ورواہ ابن عدی فی الکامل وعن
حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ علیہ قال الابدال وھم
اربعون ثلثون رجلا منھم علی قلب ابراھیم علیھم السلام
والعصب رجال یشبھون بالابدال وعن انس رضی اللہ
عنہ مثلہ فی الابدال فقط رواہ الحکیم فی النوادر وعن
بکیر بن خنیس عنہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم علامۃ
ابدال امتی انھم لا یلعنون شیئاً رواہ ابو الدنیا فی تاریخ
الاولیاء وعن الکنانی فی تعداد اولیاء اھل المناصب
مثل ما رویناہ سابقاً کذا فی المواھب عن تاریخ خطیب
البغدادی وعن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم مثلہ رواہ احمد وعن انس رضی اللہ عنہ

عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ رواہ الخلال فی
کرامات الاولیاء والدیلمی فی مسند فردوس وعن ابن
عمر رضی اللہ عنہما عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خیار امتی فی کل قرن خمس مأة والابدال اربعون
الی اخرہ رواہ الیافعی فی روض الریاحین وعن
ام سلمة رضی اللہ عنہا فی حدیث ظہور المہدی
مرفوعًا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المہدی
یبایعونہ ابدال الشام وعصائب اہل العراق رواہ
ابوداؤد وعن الحسن رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ان بدلاء امتی لم یدخلوا الجنة
بکثرة صوم ولا صلوٰة ولکن دخلوها برحمة اللہ و
سلامة الصدر وسخاء الانفس ورحمة لجمیع المسلمین
رواہ الحکیم فی النوادر وعن عطاء مرسلا عنہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الابدال من الموالی ولا یبغض الموالی
الا منافق رواہ الحکیم فی الکنی وعن ابن مسعود رضی اللہ
عنہ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزال اربعون
من امتی علی قلب ابراہیم یدفع اللہ بہم یقال لہم الابدال
الی اخرہ رواہ فی الحلیة کذا فی المواہب وعن امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ قال الاوتاد انباء الکوفة قال فی الزرقانی شرح المواہب

یعنی البلاء ۱۲

ای اصلحهم لامقرهم رواہ ابن عساکر و عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی کل قرن من امتی سابقون وهم البدلاء الصدیقون رواہ الحکیم الترمذی یہ سب احادیث رسالہ احسن الاقوال فی فضائل الابدال سے نقل کیا ہوں جو فاضل کامل اکرم علی کی تصنیف ہے اونہوں نے چالیس احادیث فضائل ابدال و اوتاد میں جمع فرمائے خدا اون کو جزا ء خیر عطا فرمائے اون احادیث سے جس میں ابدال و اوتاد کا ذکر صراحتہً ہے اوس کا ذکر کیا گیا اور جن احادیث میں ابدال و اوتاد کا ذکر کنایتہً ہے اون کو حذف کیا اب میں اون دعا کو ذکر کرتا ہوں جو متعلق بہ ابدال و اوتاد ہیں اون کا ذکر رسالہ احسن الاقوال میں ہے دعا جو بسبب مداومت اوس کے آدمی ابدال میں لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے وعن معروف الکرخی رضی اللہ عنہ قال من قال اللهم ارحم امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کل یوم کتب اللہ من الابدال ترجمہ روایت ہے معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص ہر روز یہ دعا کہے اللّٰھُمَّ ارحم امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی اے خدا تو امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر رحم کر تو خدا اوسکو ابدال سے لکھتا ہے۔ یہ روایت مواہب لدنیہ میں ہے۔ اور بھی حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جو شخص یہ دعا ہر روز دس بار کہے اللھم اصلح امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللّٰھُمَّ فرج عن امة محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اللھم

ارحم امّت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ شخص ابدال سے لکھا جاتا ہے۔ ابونعیم نے حلیہ میں روایت کئے اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ مومنین اور مؤمنات کے لئے ہر روز ستائیس بار مغفرت چاہے تو وہ شخص اون لوگوں سے لکھا جاتا ہے کہ جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور اونکے باعث سے اہل زمین رزق دئے جاتے ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کئے۔

مؤلف کہتا ہے یہ صفت اوتاد و ابدال کی ہے کہ اون کی دعا مستجاب اور اون کے باعث سے اہل زمین رزق دئے جاتے ہیں۔

ذکر افراد کا خاصۃ

وفی الفتح الربانی عن الغوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ احاد افراد یخاطبون فی الدنیا مخاطبتھم یوم القیامۃ۔

ایضًا فیہ احاد افراد انکسارھم لاجل الحق

قال الفاضل سید حبیب اللہ فی شرحہ علی القصیدۃ الغوثیۃ نقلا من کتاب اسرار المناقب واما المفردون منھم من ھو علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنھم خاتم الاولیاء الخاص قال فی الکواکب الظاہرۃ

نقلاً عن کتاب اخبار الاذکیاء باخبار الاولیاء للعارف ابی المواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ ومن الاولیاء افراد وھم الخارجون عن دائرۃ القطب ترجمہ فتح ربانی میں ارشاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا منقول ہے کہ احاد افراد خطاب کئے جاتے ہیں خدا کی جانب دنیا میں مثل خطاب کئے جانے اونکی قیامت میں ایضاً احاد افراد انکسار اون کا واسطے خدا ے تعالےٰ کے ہے کہے مولوی سید حبیب اللہ نے شرح قصیدہ غوثیہ میں نقل کتاب اسرار مناقب سے لیکن افراد۔ پس بعض اون سے اوپر قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں انتہیٰ۔

میں نے افراد کی صفات جامع اصول ولیا سے ذکر کر چکا ہوں کہ کواکب ظاہرہ ہیں جو کتاب اخبار اذکیا سے منقول ہے کہ بعض اولیاء افراد ہیں اور وہ خارج ہیں دائرہ قطب سے۔

مؤلف کہتا ہے کہ اسی وجہ سے افراد نظر سے خضر علیہ السلام کے باہر ہیں اس لئے کہ خضر علیہ السلام نقیب ہیں اہل خدمات اولیا کے مثل اقطاب اور جو اون کے دائرہ میں ہیں۔ بہجۃ الاسرار میں قطب وقت شیخ عبد اللہ البصری رضی اللہ عنہ نے خضر علیہ السلام سے روایت کئے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے عمر میں ایک واقعہ عجیبہ دیکھا وہ یہ کہ ایک میاں اوران کی بیوی سے مجھ سے ملاقات ہوی جو چادر اوڑھی ہوی سو رہی تھی تو میں نے اپنے پیر کے اشارہ سے اون کو بیدار کیا تو مجھکو ارشاد الٰہی ہوا کہ جن کو ہم دوست

رکھتے ہیں اون سے ادب اختیار کرو اور بعد اوس کے وہ میری نظر سے غائب ہوگئے اور میں نقیب اولیاء ہوں میری نظر سے کوئی ولی غائب نہیں ہوسکتے ہیں خدا سے پوچھا اے پروردگار میں نقیب اولیا ہوں میری نظر سے وہ کیسے غائب ہوئے خدانے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ خضر اُنکے تم اون کے نقیب ہو جو ہم سے محبت رکھتے ہیں اور یہ اون لوگوں سے ہیں جو ہم اون سے محبت رکھتے ہیں یعنے ہمارے محبوبوں سے ہیں انتہی اور مقام فردیت مقام محبوبیت ایک ہے واللہ اعلم ہمارے مرشد حضرت سید شاہ غلام محمد قادری قدس سرہ آپ کو مقام فردیت کا حاصل ہے۔ آپ کو خطاب شاہ محبوب اللہ کا ہے فرداً من افراد اللہ کا بھی ہے۔ بقیہ روایت پھر خضر علیہ السلام نے خدا سے پوچھے کہ اے بار تعالیٰ کہ جس کو تو دوست رکھتا ہے اون کا مرجع کون ہے۔ خدانے ارشاد فرمایا کہ عبد القادر ہیں۔ پس ہمارے پیرومرشد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سید الافراد اور سید المحبوبین ہیں امام شعرانی طبقات میں شیخ ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماے یا اولادی الدنیا کحلقۃ بین یمینی اولیاء اہل التمکین قوم یمشون الی الاقطاب وقوم یأتون الیھم الاقطاب انتھی ترجمہ اے میرے اولاد دنیا مثل حلقہ کے دست ہاے راست اولیاء اہل تمکین میں ہے ایک قوم ہے اقطاب کے طرف آتی ہے ہیں ایک قوم ہے کہ آتے ہیں اقطاب اون کی طرف انتہی۔ پس اگر مراد اقطاب سے ماسواے اغواث ہیں جو حافظان اقالیم سمجھے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان

اقطاب کے مرجع اغواث ہیں جو یہ مذہب اکثر کا ہے تو مراد اون اولیا سے جن کے طرف غوث آتے ہیں افراد کے سوائے معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم اس لئے کہ محققین فرماتے ہیں کہ افراد مثل ندمار ملک ہیں کہ اون کو قطب سے کچھ تعلق نہیں اور اغواث اولیاء اہل خدمات سے ہیں۔ پس اہل خدمات گو کیسے ہی مرتبہ کے خدمت پر ہوں اون کو ندمار ملک اور مقربان بارگاہ شاہی سے ضرور کام پڑتا ہے اس لئے خضر علیہ السلام باوجود نقیب جملہ اولیاء اہل خدمات اغواث ہیں مگر آپ کی حضوری حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مجالس وعظ و غیر مجلس وعظ میں اکثر ہا کرتی اور خضر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص کہ سعادت حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اوس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پر حضوری مجلس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لازم کرے اور بھی خضر علیہ السلام امتثال امر حضرت غوثیہ کے لئے مستعد رہتے۔ تفصیل اس کی ہم نے اپنی کتاب فوز المطالب اور خصائص غوثیہ میں بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر سے جو باسناد صحیحہ لکھے ہیں بیان کئے۔ پس حضوری خضر علیہ السلام کی بکثرت مجالس غوثیہ میں اور بھی مستعد رہنا آپ کا بامتثال امر غوثیہ اس لئے تھا کہ آپ جیسے غوث اعظم ہیں اغواث میں ویسا ہی سید افراد ہیں افراد میں رضی اللہ عنہ بہجۃ الاسرار میں اسناد صحیحہ سے قطب وقت شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں
ھو القطب العالی الفرد السامی سیّد بزاۃ الشھب یعنی آپ
قطب وغوث بلند مرتبہ کے ہیں جیسا مذہب اکثر کا ہے کہ مراد قطب
سے غوث ہوتی ہے اس لئے لقب آپ کا غوث اعظم ہوا اور خدا کی
جانب سے آپ مخاطب بہ غوث اعظم ہوئے۔ رشحات میں مذکور ہے
اور آپ فرد سامی ہیں یعنی بڑے مرتبہ کے فرد ہیں اور جو عارفین
بباعث بلند پروازی کے باز اشہب سے ملقب ہوئے۔ آپ سب کے
سردار ہیں۔

ذکر فضیلت علمائے باطن کا علمائے ظاہر پر

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے العامۃ ھم الذی
اقتصروا علی الشریعۃ وتسمی علماء ھم علماء الرسوم
ترجمہ عام مومنین وہ ہیں کہ اکتفا کئے شریعت پر اور انکے
علماء کا نام علمائے رسوم ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتاب انوار قدسیہ نے
آداب العبودیہ میں لکھا ہے کہ امام عبد اللہ یافعیؒ کہ میں قریب بیس
سال اس بات کے تردد میں رہا کہ میرا دل فقہا کی طرف خواہش

کرتا کبھی طریقہ فقرا کے طرف میل کرتا۔ پس ایک وقت میں ایک اولیائ یمن کے ساتھ ہم صحبت ہوا۔ پس اونھوں نے براہ کشف میرے ارادہ کو جان لئے اور فرماے کہ اے میرے فرزند ابتدا ر فقیری کے نہایت فقیہ کی ہے اس لئے کہ ابتدار فقیری کی خالی ہونا قلب کا ہر شئے سے اور اخلاص خدا کے لئے جمیع عبادات میں اوس کے اور طلب نہ کرنا اپنے عبادات کا عوض خدا سے اور یہ نہایت ہے فقیہہ کی پھر ترقی کرتا ہے فقیر طرف درجات قرب اور مواہب آلہی کے پھر فرماے وہ ولی نے میں چاہتا ہوں کہ میں تم کو نتیجہ اوس علم کا دکھاؤں کہ تم جس علم کو طلب کرتے ہو اور مزہ فقیری کا بھی۔ پس اونھوں نے ایک اکابر علمار کو بلا بھیجے اور حاضرین مجلس کو فرماے کہ نہ ان کی تعظیم کریں نہ اون کو مجلس میں جاے دیں پس وہ عالم آے اور کوئی جاے مجلس میں سواے صف نعال کے نہیں پاے اور کسی نے اون کی طرف التفات نہیں کیا پس وہ عالم اپنے دل میں مکدر ہوے [illegible] اپنی کہ قریب تھا کہ وہ عالم اونکو منسوب بکفر کریں۔ پس فرماے وہ ولی [illegible] ر فلاں عالم کو کہ اے فقیہہ میں اپنے دل میں تمہاری طرف سے کچھ بات [illegible] اہوں۔ پس عالم نے کہے دو انگشت اپنے ملا کر کہ میں تمہارے طرف سے دو بات پاتا ہوں اور پلٹ گئے گالیاں دیتے ہوے اون کو اور اون کی جماعت کو پس کہے وہ ولی نے مجھکو کہ دیکھو نتیجہ اوس علم کا جس کو تم طلب کرتے ہو یعنی اون کا علم اون کے دل میں کبر پیدا کیا کہ اون کی تعظیم نہ کرنے سے وہ غصہ ہوے

اور طالب تعظیم ہوے۔ ایسے علم سے حدیث میں پناہ چاہی گئی ہے کہ یہ علم
اون کا اون کو نافع نہیں ہوا۔ حدیث میں آیا ہے اعوذ باللہ من
علم لاینفع اب جس کا علم نافع ہوا اون کا بھی ذکر ہوتا ہے وہ یہ ہی
پھر انہوں نے ایک درویش کو بُلا بھیجے وہ آے اور جاے نہونے سے صف
نعال کے پاس بیٹھ گئے اور نعال کو لوگوں کے درست کئے اون کے سلام کا
کوئی جواب نہیں دیئے مگر ایک شخص یعنی واسطے اداے فرض کفایہ کے پھر
اون ولی نے اون درویش سے کہے کہ میں تمہارے طرف سے اپنے دلمیں
کوئی بات پاتا ہوں۔ پس وہ درویش نے کہے کہ میں خدا سے بخشائش اپنے
گناہوں کی چاہتا ہوں اور برہنہ سر واسطے عاجزی کے ہوگئے۔ پس وہ ولی
نے کہے کہ تم فقراء کے طریقہ کو دیکھو۔ امام یافعی نے فرماے کہ میں طریقہ فقراکو
اختیار کیا۔ پھر امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اے برادر تو اس حکایت کو تامل کر
اور مشغول ہو تو اوس چیز کے طرف جو یہ مزہ تجھ میں پیدا کرے اور پرہیز کر تو جمع
کرنے سے علم کے بغیر عمل کے بسبب اعتماد کے اون احادیث پر جو فضیلت علم
میں وارد ہیں مثل العلماء ورثة الانبیاء علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے پس یہ تحقیق کہ فرماے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جسکو علم زیادہ ہوا اور اوس کو ہدایت نیک اعمال کے نہ ہو تو وہ خدا سے
دور زیادہ ہے اور جان تو کہ انبیا علیہم السلام کی میراث حقیقی پر نہیں مرے
مگر علماء حدیث جو باسانید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کئے اس لئے کہ وہ ناقلین وحی ہیں وارث انبیاء ہیں ساتھ پہونچانے احکام وحی

کے خلق کے طرف جیسا کہ ہمارے شیخ نے ہم کو فرمائے ہیں۔ پس
واسطے علماء حدیث کے حصہ ہے رسالت میں اور فقہا کو یہ درجہ
کہاں حاصل ہے۔ پس نہیں محشور ہونگے وہ رسولوں
کے سات بلکہ وہ محشور ہونگے سات عام مومنین کے۔ پس نہیں جاری ہوتا ہے
نام علماء کا حقیقۃً مگر علماء حدیث پر ایسا ہی عُبّاد زہاد وغیرہم اہل آخرت سے
جبکہ نہوں وہ اہل حدیث حکم اونکا حکم فقہا کا ہے جو اہل حدیث نہیں ہیں۔ پس
محشور ہوں گے وہ عام مومنین کے ساتھ اور تمیز پاوینگی وہ عام مومنین سے بسبب
اعمال صالحہ اپنے نہ بوجہ درجات قرب الٰہی کے جیسا کہ فقہا تمیز پاتے ہیں
دُنیا میں علمی شہرت سے جب تو نے یہ بات جان لیا کہ تیرا علم بغیر عمل کے قلیل النفع
ہے اور نہیں آسان ہوگا تجکو عمل بغیر تزکیہ باطن تیرے تو جا تو اون کے پاس
جو کہ طریقۂ صواب تزکیۂ نفس کا تجھکو بتلا دیں۔ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ گھروں
میں اوس کے دروازوں سے آؤ اور بہ تحقیق کہ ایک وقت شیخ عباد مالکی رضی اللہ
عنہ ساتھ سیدی ابی مدین رضی اللہ عنہ کے جمع ہوئی۔ پس شیخ ابو مدین رضی اللہ
عنہ نہ اون کی تعظیم کئے اور نہ اون کی جانب ملتفت ہوئے۔ پس شیخ عباد نے
شیخ مدین کو کہے کہ یا سیدی کیا چیز مانع ہوئی آپ کو کہ آپ میرا حق جو تعظیم ہے
مجھکو دیں پس شیخ ابو مدین نے فرمائے کہ کیونکر تمہارا حق تعظیم کا ادا کروں کہ
تم مشرک ہو شیخ عباد نے کہے کہ وجہ میرے مشرک ہونے کی کیا ہے شیخ ابو مدین
فرمائے کہ تمہارا حال جس میں تم اب ہو کہ تم اپنے لئے تعظیم اور تکریم طلب کرتے ہو
اور طلب تعظیم کا کوئی سزاوار نہیں ہے سوائے خدا کے پس جو شخص اوس چیز کو

چاہیے جس کا مستحق سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے اور طلب کرے اس بات کو کہ مثل خدا کے طالب تعظیم میں ہو جاوے تو وہ کیونکہ تعظیم کا مستحق ہوگا بلکہ وہ اہانت کا مستحق ہوگا۔ پھر شیخ عباد ایک ساعت تامل کئے پھر کلمۂ توحید پڑھے۔ کہے اب میں نے توبہ کیا اور اب اسلام میں داخل ہوا یعنی کمال اسلام میں امام شعرانی فرماتے ہیں خدا رحم فرماوے اونہوں نے سچ کہے کہ اسلام نام اطاعت کا اور ترک منازعت اوصاف حق تعالیٰ میں اور اوس چیز میں جس کا مستحق خدا ہے اور ملازمت اعمال صالحہ کے کرنا اور اپنے نفس کو سب سے حقیر جاننا انتہیٰ حاصل اس سب تقریر کا یہ ہے کہ عمل آسان نہیں ہوتا مگر ساتھ تزکیۂ قلب کے۔ خدا تعالیٰ فرمایا قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا اور تزکیہ قلب کے دو شکل ہیں ایک یہ کہ خدمت علم حدیث کرے بخلوص و خضوع جیسا کہ محدثین سابقین فرماوے کہ انوار کلام نبوی سے جو وحی الٰہی ہیں تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ جیسا کہ کہے ہیں کہ کثرت درود کی قائم مقام شیخ کے ہوتی ہے۔ دوسرا تربیت مرشد کامل کی دیکھو کہ علماء محدثین بھی اتخاذ شیخ کئے امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی باوجود ہونے اون کے عالم متبحر علم حدیث میں مرشد کو اختیار کئے آپ کے مرشد مراکشی ہیں رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ علامہ شعرانی نے کتاب انوار قدسیہ میں اسکی نقل کی اور علامہ قسطلانی باوجود کامل ہونے اون کے علم حدیث میں خرقہ پہر رودیہ پہنے جیسا کہ علامہ شعرانی طبقات کبریٰ میں نقل کئے اور علامہ حافظ الحدیث شیخ جلال الدین سیوطی طریقۂ شاذلیہ اختیار کئے۔ علیٰ ہذا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم یہ متقدمین سے اور متاخرین سے بہت مثل شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث شاہ عبدالعزیز صاحب محدث اکثر اولیاء رجامع
فیمابین علم ظاہر و باطن ہوئے رضی اللہ عنہم وعنا بہم کو اکتب ظاہرہ میں لکھا ہے
کہ امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ باوجود جلالت شان اون کے بعض حضرات
صوفیہ کے پاس بہت آمد و رفت رکھتے ۔ پس بعض لوگوں نے اون سے کہا کہ باوجود
آپ کے جلالت مرتبہ کے اون بوڑھے کے پاس آپ آمد و رفت رکھتے ہو ۔ امام احمد
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اون کے پاس راس ہے سب امور کا جو خدا کی معرفت
ہے ۔ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ سے نقل
کرتے ہیں ۔ شارکنا الفقہاء فیما ھم فیہ ولم یشارکون فیما نحن
فیہ **ترجمہ** شریک ہوئے ہم گروہ عارفین علوم میں فقہا کے اور فقہا ہمارے
علوم میں شریک نہیں ہوئے **ایضاً** سیدی محمد مغربی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے
طبقات کبریٰ میں روایت ہے من واجب حسنات الابرار شعور الاغیار
لترتیب العبادۃ والاحکام فی ھذہ الدار وان کانت
سئیات المقربین الذین ھم استغرقھم الانوار واستھلکت
عندھم ماسوی الحق کما استھلک اللیل فی النھار **ترجمہ**
حسنات ابرار میں واجب یہ ہے کہ وہ اغیار کو دیکھیں تاکہ عبادۃ اور احکام
شریعت اون سے متحقق ہوں اگرچہ یہ امر سئیات مقربین کا ہے جو اون کو
انوار نے مستغرق کیا ہے اور سوائے حق تعالیٰ کے اون کے نزدیک ہلاک
ہوا جیسا کہ ہلاک ہوئی رات دن میں انتہیٰ ۔ پس حسنات الابرار سئیات المقربین
جو یہ فقرہ عارفین کے پاس معروف و مشہور ہے اوس کے معنے آپ نے بیان فرمائے

ہیں مقصود اس سے یہ ہے کہ ابرار بشہود اغیار خدا کی عبادت کرتے ہیں اور مقربین بارتفاع اغیار خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ یہ مقام انبیا علیہم السلام کا ہے **ایضاً** طبقات میں ابو محمد سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے الجہاد عشرۃ فجہاد العدو واحد منہا وجہاد النفس تسعۃ **ترجمہ** جہاد نفس دس ہیں اور جہاد دشمن کا ان میں سے ایک ہے اور جہاد نفس کے نو ہیں انتہی۔ پس اہل ظاہر کے واسطے ایک جہاد ہے اس لئے یہ جہاد اصغر ہوا اور اہل باطن اولیاء اللہ کے لئے نو جہاد۔ اس لئے یہ اکبر ہوا۔ طبقات کبریٰ میں سیدی علی الدمیری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انما کان مشایخ القوم یجیبون عن قبورہم دون مشایخ الفقہاء فی الفقہ لصدق الفقراء فی اعتقادہم فی اشیاخہم دون الفقہاء فلو صدق الفقیہ فی الاعتقاد اجابہ الشافعی رضی اللہ عنہ وخاطبہ مشافہۃً **ترجمہ** مرشدین اولیاء اللہ کے جواب دیتے ہیں اون کو اپنے قبور سے سوائے اساتذہ فقہا کے جو فقہ میں اون کے اوستاد ہیں واسطے صادق ہونے درویشوں کے اپنے اعتقاد میں اپنے مرشدین کے حق میں سوائے فقہا کے۔ پس اگر صادق ہو فقیہ اپنے اعتقاد میں تو البتہ اون کو امام شافعی رضی اللہ عنہ جواب دیں اور بالمشافہہ اون سے کلام کریں۔ علامہ سیوطی نے اپنے کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ وتشیید الطریقۃ الشاذلیہ میں چند احادیث اثبات میں علم حقیقت کے روایت کئے ہیں اون میں سے یہ حدیث ہے اخرج الفریابی فی تفسیرہ عن الحسن رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکل آیۃ ظہر وبطن ظہر الآیۃ ما ظہر من معانیہا لاہل العلم بالظاہر وبطنہا ما تضمنہ الاسرار التی اطلع اللہ علیہا من ارباب الحقائق واخرج ابونعیم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان القرآن انزل علی سبعۃ مامنہا حرف الا ولہ ظہر وبطن وان امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ عندہ من العلم الظاہر والباطن ترجمہ روایت کئے فریابی نے اپنے تفسیر قرآن میں امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر آیت کے لئے ظاہر ہے اور باطن ہے ظاہر آیت وہ ہے جو معانی آیت کے اہل علم ظاہر کے لئے ظاہر ہوے اور باطن آیت وہ ہے کہ متضمن ہے جن اسرار کو جو خدا اون اسرار پر ارباب حقائق کو مطلع کیا اور روایت کئے ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ قرآن ساتھ حرف یعنے سات قرأت پر نازل ہوا نہیں ہے کوئی حرف اوس سے مگر واسطے اوس کے ظاہر ہے اور باطن ہے اور تحقیق کہ سیدنا امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس علم ظاہر اور علم باطن ہے۔ پہلے علم حقیقت کے ساتھ کون کلام کئے علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں لکھے ہیں قال صاحب التعرف من نطق بعلوم القوم وعبر عن مواجیدہم بعد الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی ابن الحسین زین العابدین وابنہ الباقر وابنہ جعفر الصادق واویس القرنی والحسن البصری وابو حازم سلمۃ ابن دنیار وعبد الواحد ابن زید وعتبۃ العلام و ابراھیم ابن ادھم وفضیل ابن عیاض وابنہ داؤد الطائی

وسفیان الثوری وابوسلیمان الدّارانی وابنہ سلمان واحمد ابن
ابی الداری وذوالنون المصری فی اٰخرین وذکر غیرہٗ اوّل من نہج
بالطریق علی ابن ابی طالب ثم ابنہ الحسن رضی اللہ عنہما و
عنہم اجمعین قلت انما کلام علی رضی اللہ عنہ وھوالذی
اوردہ کثیر من الصوفیہ فی کتبھم الی اٰخرہ **ترجمہ**
صاحب تعرّف نے کہا جو لوگ کہ علوم اولیاء کے ساتھ کلام کئے اور اون کے
احوال کو بیان کئے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے امام زین العابدین اور
اون کے فرزند امام باقر اور اون کے فرزند امام جعفر صادق اور اویس قرنی
اور حسن بصری اور ابوحازم سلمہ ابن دینار اور عبدالواحد ابن زید اور
عتبہ ابن العلام اور ابراہیم ابن ادہم اور فضیل ابن عیاض اون کے فرزند
داؤد طائی اور سفیان ثوری اور ابو سلیمان الدّارانی اون کے فرزند سلمان
اور احمد ابن ابی داری اور ذوالنون المصری متاخرین سے ہیں اور ذکر
کئے غیر صاحب تعرّف نے کہ اوّل جو کلام طریقت میں کئے سیدنا امیرالمومنین
علی ابن ابی طالب اور آپ کے صاحبزادے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما
وعنہم اجمعین۔ مصنّف فرماتے ہیں کہ کلام سیدنا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ
کا اوس کو بہت سے صوفیہ نے اپنی کتابوں میں بیان کئے۔
اقسام علوم کی باعتبار نافع اور ضار ہونے کے علامہ سیوطی نے اوسی کتاب
میں کہا ہے قال یحیی بن عمار التیمی السجستانی العلوم خمسۃ علم
ھو حیاۃ الدّین وھو علم التوحید وعلم فھو قوت الدّین وھو علم

العظة والذکر وعلم هو دواء الدین هو علم الفقه وعلم داء الدین
وهو اخبار فتن السلف وعلم هو هلاک الدین هو علم الکلام
ترجمہ کہے ہیں یحیٰے ابن عمار کہ علوم پانچ قسم پر ہیں ایک علم ہے کہ
وہ دین کی حیات ہے وہ علم پند و نصائح کا ہے اور ایک علم ہے کہ وہ دین
کی دوا ہے وہ اخبار فتنہ ہائے سلف کا ہے اور ایک علم ہے کہ وہ باعث
ہلاک دین ہے وہ علم کلام ہے انتہی۔ علم کلام میں اگرچہ دفع شکوک مذاہب
ضالہ ہے مگر اوس علم میں بعضے جا سے شکوک فلاسفہ اور مذاہب ضالہ بیان
کرکے اوس کا جواب دیئے تاکہ کوئی شک وشبہ مذہب اہل سنت میں باقی نہ رہے
مگر طبائع مختلف ہیں طبع سلیم فہم رسا ہر کسی کے لئے کہاں نصیب ہے۔ پس اکثر
اوقات شکوک مذہب اہل سنت پر لوگوں کے دلوں میں جم جاتے ہیں اور جواب
اوس کا جو اہل سنت کی طرف سے دیا گیا باعث دقیق المسلک ہونے کے نہیں
جمتا وہ علم کلام اوس شخص کے حق میں باعث ضلالت ہو جاتا ہے کہ قبل
حاصل کرنے علم کلام کے اوس کا ذہن شکوک سے خالی تھا علم کلام سے اوس کے
قلب میں شکوک مذہب حق پر پیدا ہو گئے اسی لئے علماء اہل حقائق علم کلام
کے شغل سے منع کرتے ہیں بعضے علماء ظاہر فرمائے کہ اگر اس کا اشتغال بہ نیت
خیر کرے جائز ہے۔
انواع علماء باطن کے علامہ سیوطی اوسی کتاب میں لکھے ہیں کہ شیخ عزالدین
عبدالسلام سے معرفت الٰہی کا حال جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا والمرتبۃ
العلیا فی ذلک للانبیاء علیھم السلام ثم للاولیاء العارفین

ثم للعلماء الرّاسخین ثم للصّالحین ترجمہ مرتبہ علیا معرفتِ آلہی میں انبیاء علیہم السّلام کا ہے پھر اولیاء عارفین کا پھر علماء راسخین کا پھر صالحین کا۔ پس مقدّم کئے شیخ نے اولیاء اللہ کو علماء پر اور بہت سے دلائل درباب فضیلت اولیاء کے علماء پر بیان کرکے کہے و قال ابوطالب المکی فی کتاب قوت القلوب علماء الظّاھر زینۃ الارض و الملک و علماء الباطن زینۃ السّما و زینۃ الملکوت علماء الظاھر اھل الخبر و اللسان و علماء الباطن ارباب القلوب و البیان وقال بعض العارفین علم الظّاھر محکوم و علم الباطن حاکم و المحکوم موقوف حتی یجیٔ الحاکم فیہ وقال بعض العارفین لمن لم یکن نصیب لہ من ھذا العلم یخاف علیہ بسوء الخاتمۃ و ادنی النّصیب التصدیق ترجمہ اور کہے ابوطالب مکی نے اپنی کتاب قوت القلوب میں علماء ظاہر زمین کی اور ملک کی زینت ہیں اور علماء باطن زینت آسمان کی اور زینت ملکوت کی ہیں علماء ظاہر وہ اہل خبر و لسان ہیں اور علماء باطن ارباب قلوب اور بیان ہیں اور کہا بعض عارفین نے علم ظاہر محکوم ہے اور علم باطن حاکم ہے اور محکوم موقوف ہے یہاں تک کہ حاکم آوے اور کہا بعض عارفین نے کہ جس کو اس باطن سے حصّہ نہوا اوس کے لئے خوف سوء خاتمہ

کا ہے ادنے حصہ علم باطن کا یہ ہے کہ علم باطن کی تصدیق کرے اوس کا انکار نکرے جیساکہ بعض متعصبین اوس کا انکار کرتے ہیں ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی دو امام کا یہ قول ہے اذا لم تکن العلماء اولیاء فلیس للہ ولی کواکب ظاہرہ میں اوس کے یہ معنے لکھے ہیں کہ جو علماء کہ اپنے علم پر قولاً اور فعلاً عمل کرتے ہیں وہ اولیاء ہیں ورنہ اگر ہم کہیں ساتھ عموم معنے لفظ علماء کی جو صادق ہے اہل ظاہر اور اہل باطن پر تو البتہ لازم آئیگا کہ جمیع علماء ظاہر اولیاء ہیں مطلقاً خواہ وہ عامل اپنے علم پر ہوں یا نہ ہوں یہ قول باطل ہے بلاشک اس لئے کہ علم ظاہر حاصل ہوتا ہے ساتھ کسب کے باوجود معاصی کے بخلاف علم باطن کے کہ وہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر علماء باللہ ارباب ولایات کو امام عبداللہ یافعی نے نشر محاسن میں فرمائے ہیں جان تو کہ علوم اور معارف لدنیہ خاص ہیں اون کے ساتھ جو ولی اور صدیق ہیں اور علوم ظاہرہ پاتا ہے اونکو صالح اور زندیق۔

قسم اون علماء کی جو جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور علم باطن کے

کواکب ظاہرہ میں عوارف المعارف سے منقول ہے۔ جان تو

جو علماء کہ جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور علم باطن کے دو حالت پر ہیں بعض اون میں وہ ہیں جو علم حقیقت اون پر غالب ہے۔ مثل ابو القاسم جنید بغدادی اور سید ابو الحسن شاذلی اور مثل اون کے رحمۃ اللہ علیہما اور بعض اون سے غالب ہیں ان پر علم شریعت مثل امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل اور مثل اون کے رحمۃ اللہ علیہم کہ جامع ہیں وہ درمیان علم حقیقت اور شریعت کے۔

معرفت اولیاء اللہ کی کہ ولی کس نبی کے قدم پر ہیں اور بیان فضل علم شریعت اور علم حقیقت کا اور فرق فیما بین علم شریعت اور علم حقیقت کے

ایضًا کواکب ظاہرہ میں عوارف سے منقول ہے فان قلت قد قضیت بان الولایۃ المحمدیۃ جنس شامل لھذہ الانواع التی ذکرتھا من الولایۃ الموسویۃ والعیسویۃ وغیرھما من الانبیاء فمتی یحصل التمایز بین من احد الانواع من الاخر قلت یعلم ذالک من امر

احدهما ان الکرامة التی اکرمهم الله تعالی یرشدنا
الی معرفة مورثهم فان وقع فلق البحر لاحد من الاولیاء
کرامة کما وقع عن بعض الصالحین علم انه موسوی وان
اکرم بالدخول فی النار والخروج منها سالماً کما
وقع لبعضهم ایضاً علم انه ابراهیمی وان اکرم
باحیاء موتی علم انه عیسوی هکذا وان اکرم بجمیع
هذه الکرامات علم انه وارث الانبیاء الذین
کانت لهم هذه الکرامات معجزات - والامر الثانی
من جملة ما یعلم به مورث الولی ان یکثر من ذکر مورثه
عند الموت قال الشیخ الاکبر فی هذه المقام فیتخیل
العامی ومن لا معرفة له قد تهود او تنصر لکونه
یذکر هؤلاء الانبیاء عند موته وانما ذلك من
قوة المعرفة بمقامه قلت هو التحقیق لمح الاشارة
من قوله صلی الله علیه وآله وسلم العلماء
ورثة الانبیاء لان الاشارة ههنا الی العلماء
بالله ارباب المعارف وان کانت العبارت للعلماء باحکام الله ارباب
الظاهر لان الوراثة من النبوة علی قسمین اما ان یکون ظاهرة
واما یکون باطنة فاهل الشریعة ورثوا العلوم الکسبیة الظاهرة
واهل الحقیقة ورثوا العلوم الوهبیة الباطنة

فالشریعة منبع العبارات الظاهرة والحقیقة
منبع الاشارات الباطنة فکل عبارة شریعة تحتها
من حیث الاشارات حکم ومعارف وحقائق اطلع الله
علیها الاصفیاء والصدیقین فالاشارات انما اتت
من باطن العبارة لا من ظاهرها وما احسن قول السهروردی
فی العوارف فی قوله علیه الصلوة والسلام فضل العالم
علی العابد کفضلی علی امتی والاشارة الی هذه العلم
لیس الی علم البیع والشراء والطلاق والعتاق وانما
الاشارة الی العلم بالله وقوة الیقین فقد یکون العبد
عالماً والیقین کامل ولیس عنده علم من فروض الکفایات
وقد کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه واله
وسلم اعلم من علماء التابعین فهم من هو اقوی بعلم
الفتوی والاحکام من بعضهم روی ان عبد الله ابن
عمر رضی الله عنهما کان اذا سئل عن شئ یقول
اسالوا سعید بن المسیب وکان عبد الله ابن عباس
رضی الله عنهما یقول سلوا جابر ابن عبد الله لو نزل اهل
البصرة علی فتیاه لوسعهم وکان انس ابن مالک
رضی الله عنه یقول سلوا مولانا الحسن فانه قد
حفظ ونسیناه فکانوا یردون الیهم فی علم الفتوی

ويعلمون هم حقائق اليقين ودقائق المعرفة لانهم
كانوا اقدم بذلك من التابعين صاد فهم طراوة
الوحى المنزل وغمرهم عزيز العلم المجمل والمفصل
وعلماء الشريعة يستدلون هذ الحديث على
فضيلة العلم الشريعة وقال سيّد علماء الطريقة
وامام الحقيقة القطب الشريف الامام ابوالحسن
الشّاذلى رحمة الله عليه اعلم ان العلوم التى
وقع الثناء على اربابها وان جلت فهى ظلمة فى
علوم ذوى التحقيق وهم الذى غرقوا فى بحر
نيار الذات وغموض الصّفات فكانوا هنالك بلاهمّ
وهم الخاصة الذين شاركوا الانبياء والرسل
فى العلوم اللدّنية اذ مامن نبى ولا رسول الاوله
من هذه الامّة وارث قال صلى الله عليه واله
وسلم العلماء ورثة الانبياء ولايكون وارثا
الاوله نصيب من مورثه يقوم مقامه على السبيل
ارث العلم والحكمة لابسبيل التحقق بالمقام
والحال فان مقامات الانبياء قدجلت ان يلم حقائقها
غيرهم وكل وارث فى المنزلة بقدر مورثه
قال الله تعالى ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض

فکما فضل بعضہم علی بعض کذلک فضل بعض الاولیاء
علی بعض لان الاولیاء العین الحقوق کل عین مستمد
منها علی قدرها وکل ولی له مادۃ مخصوصۃ **ترجمہ**
پس اگر کہے تو کہ تم نے حکم کئے ہو کہ ولایت محمدیہ جنس ہے جو شامل ہو
ولایت موسویہ اور ولایت عیسویہ وغیرہا ولایات انبیاء کو پس کس
وقت حاصل ہوتی ہے تمیز ایک ان ولایت کی دوسرے سے کہونگا
میں اسبات کی شناخت دو امر میں ہوتی ہے ایک اون میں سے یہ ہے
کہ جو کرامات کہ خدا نے اولیاء اللہ کو عطا فرمایا ہے سو اوس سے یہ شناخت
حاصل ہوتی ہے کہ وہ ولی کن نبی کے وارث ہیں۔ پس اگر دریا کا پھٹ
جانے کی کرامت کسی ولی سے ظاہر ہو تو معلوم کیا جاتا ہے کہ اون کو
کرامت موسوی کا ارث ملا اگر وہ آگ میں داخل ہوکر سالم نکلیں
تو معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ وارث کرامت ابراہیمی ہیں اگر احیاء اموات
کی اون سے کرامت ظاہر ہو تو معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ وارث کرامت
عیسوی ہیں۔ علی ہذا اگر اون سے جمیع معجزات انبیا کی مثل کرامات ظاہر
ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ولی جمیع کرامات انبیاء علیہم السلام
کے وارث ہیں۔ امر ثانی شناخت وارث ہونے کرامت نبی کا یہ امر
ہے کہ وہ ولی وقت موت اپنے ذکر اون نبی کا بہت کرتے ہیں جن نبی
کی کرامت کے وارث ہیں۔ شیخ اکبر اس مقام میں فرماتے ہیں کہ عامی اور
جس کو معرفت طریق اولیاء اللہ کے نہیں ہے وہ جانتا ہے کہ وہ ولی

معاذ اللہ یہودی یا نصرانی ہو گئے اور نہیں ہے ذکر اون نبی کا اون
ولی سے مگر بباعث قوۃ معرفت اون ولی سے کے ساتھ مقام اون نبی کے
پھر صاحب کواکب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ وارث ہونا
ہر ولی کا ولایت ہر نبی کو متحقق ہوتا ہے اشارۂ حدیث سے
جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء وارث انبیا
ہیں اس لئے کہ اشارہ اس میں علماء باطن کی طرف ہے جو ارباب
معارف ہیں اگرچہ عبارت حدیث کی علماء احکام الٰہی ارباب ظاہر
کے لئے ہے اس لئے کہ وراثت نبوۃ کی دو قسم پر ہے ایک وراثت
ظاہری دوسری وراثت باطنی۔ پس علماء شریعت وارث ہوے
علوم کسبیہ ظاہر کو اور علماء حقیقت وارث ہوے علوم وہبیہ باطن
کو۔ پس علم شریعت منبع اشارات ظاہرہ ہے اور علم حقیقت منبع
اشارات باطنہ ہے۔ پس ہر عبارت نصوص شرعیہ کتاب وسنت
کے تحت میں بحیثیت اشارات کی معارف اور احکام
حق تعالے کے ہیں کہ خدا نے اون پر اصفیاء اور صدیقوں
کو مطلع فرمایا ہے اور نہیں آے اشارات مگر باطن عبارات سے
نہ ظاہر سے اوسکے اور کیا اچھا ہے قول سہروردی کا تفسیر میں اس حدیث
کے فضیلت عالم کی عابد پر مثل میری فضیلت کے ہے میری امت
پر۔) پس اشارہ اس حدیث میں نہیں ہے اوس عالم کی طرف
جو مسائل بیع وشرا اور مسائل طلاق وعتاق کو جانتا ہے بلکہ

اشارہ اوس عالم کی طرف ہے جس کو خدا کی معرفت ہے اور یقین اوس کا قوی ہے کوئی بندہ خدا کی معرفت اور یقین میں کامل ہوتا ہے اوس کے پاس فروض کفایہ کا بھی علم نہیں ہوتا کہ کیا فروض کفایہ ہیں اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم زیادہ تابعین سے تھے۔ پس بعضے صحابہ قوی زیادہ فتوے اور احکام میں دوسرے صحابہ سے تھے۔

مروی ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر کوئی شخص مسئلہ شرعی پوچھتا تو وہ کہتے کہ سعید بن مسیب سے پوچھو اگر کوئی شخص عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ شرعی پوچھا تو کہتے کہ جابر ابن عبداللہ سے پوچھو اگر سب اہل بصرہ اون سے مسائل پوچھنے کو آویں تو وہ سب کو کفایت کرینگے اگر کوئی شخص انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مسئلہ شرعی پوچھنے آتا تو کہتے کہ مولانا حسن سے پوچھو کہ اون کو یاد ہے اور ہم بھول گئے۔ پس یہ لوگ اون کے پاس مسائل شرعی کے فتووں کے پوچھنے کے لئے جاتے اور اون کو وہ حقائق یقین اور دقائق معرفت کی تعلیم کرتے کہ یہ لوگ اون سے معارف میں اقدم تھے تابعین سے کہ اون کو طراوت وحی آلہی کی حاصل ہے اور مستغرق کیا ہے اون کو علم عزیز مجمل اور مفصل کا علما و شریعت سا تھے عبارت اس حدیث کے استدلال فضیلت علم شرعی کا کرتے ہیں۔ کہے سید علما طریقت امام الحقیقت قطب بزرگ امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے جان تو کہ جن علوم کے علماء کی ثنا وارد ہوی ہے اگرچہ اون علوم کا مرتبہ جلیلہ ہے مگر وہ ظلمت ہی علوم اہل حقیقت میں یہ وہ لوگ ہیں کہ بحر عمیق

ذات میں غرق ہیں اور بحر صفات میں غوطہ زن ہیں۔ پس اوس مقام میں بغیر خودی کے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو خواص ہیں اور انبیا اور رسولوں کے علم میں شریک ہیں جو علم لدنیہ ہے۔ اس لئے کہ نہیں ہے کوئی نبی و رسول مگر واسطے اوس کے ایک وارث ہے اس اُمت سے فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علماء وارث انبیا علیہم السلام ہیں اور نہیں ہوتا ہے کوئی وارث مگر واسطے اوسکے حصہ ہوتا ہے اوس سے جس کا یہ وارث ہے جو اوس کے قائم مقام ہوتا ہے بطریق وارث ہونے کے علم اور حکمت میں نہ بسبب متحقق ہونے کے اون کے مقامات اور احوال میں اس لئے کہ مقامات انبیا کے برتر ہیں اس امر سے کہ اون کے حقائق میں غیر انبیا داخل ہوں۔ پس ہر وارث کا مرتبہ بقدر مرتبہ مورث اوس کے ہے۔ خدا نے فرمایا کہ ہم نے بعض نبیین کو بعض پر فضیلت دی۔ پس جیسا کہ خدا نے بعض نبی کو بعض پر فضیلت عطا فرمایا ویسا ہی بعض ولی کو بعض پر فضیلت سے اس لئے کہ انبیا تو چشمہ ہائے آگہی ہیں اور ہر چشمہ سے موافق مرتبہ اوس کے مدد لی جاتی ہے اور ہر ولی کے لئے مادہ مخصوص ہے۔

فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین ترجمہ ایک کشش کشش ہائے حق سے مقابل ہوتی ہے عبادت جن و انس کو یہ فضیلت خاص اولیاء اللہ کے لئے ہے۔ ایضاً فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اتصال

بالحق و انفصال من الخلق ھذہ صلوۃ القوم
اما صلوۃ العباد وھی ان یجعلوا الجنۃ عن یمین
القلب و النار عن شمالہ و الصراط بین یدیہ
والرب مطلعا علیہ و اما صلوۃ المحبین فھی
الانفصال عن الخلق و الاتصال بہ **ترجمہ**
جدائی خلق سے اور ملنا حق تعالےٰ سے یہ نماز اولیاء اللہ کی ہے
لیکن نماز عابدین کی وہ یہ ہے کہ کرتے ہیں وہ جنّت کو بطرف راست
قلب کے اور دوزخ کو بجانب چپ قلب کے اور پل صراط کو روبرو
اپنے اور خدا کو مطلع اپنے پر جانتے ہیں لیکن نماز محبین کی۔ پس وہ
انفصال خلق سے اور اتصال حق تعالےٰ سے فتاوی حدیثیہ
میں لکھے ہیں سئل ابن حجر ھیتمی رضی اللہ عنہ ایما
افضل علماء الباطن ام علماء الظاھر فاجاب
بقولہ ان اردت بعلماء الباطن ماھو المتبادر
منہ عند اھلہ وھم العارفون باللہ الذین
وفقھم اللہ تعالیٰ لافضل الاعمال وحفظھم عن
سائر المخالفات فی کل الاحوال ثم کشف
لھم الغطاء فعبدوہ فانھم یرونہ واشتغلوا
عما سواہ واطلعھم علی عجائب ملکہ وغرائب
حکمہ وقربھم من حضرۃ قدسہ واجلسھم

على بساط انسه وملا قلوبهم بصفات جماله
وجلاله وجعلها مطالع انواره ومعارف
اسراره وخزائن معارفه وكنوز لطائفه
واحيا بهم الدين ونفع بهم المريدين واغاث
بهم العباد واصلح بهم البلاد وبعلماء الظاهر
الذين عرفوا رسوم العلوم الكسبية وعويصات
الوقايع الفعلية والقولية وغرائب البراهين
العقلية والنقلية حتى حفظوا سياج
الشرع من ان يلم طارق او يخرقه مبتدع سارق
فالاولون افضل وان كان للآخرين فضل عظيم
بل ربما كانوا افضل من حيثية لا مطلقا و
مع ذالك فافضلية الاولين على حالها
اذ قد يكون فی المفضول مزية بل مزايا- ان
وجدت فی هولاء صفة العدالة والا فلا مفاضلة
بينهم وبين الاولين فی شئ من صفات
الكمال لان علم الرسوم الخالية عن الاعمال الصالحة
فی الحقيقة مقت الله واى مقت وغضب اعظم من مقته ومن ثم
جاء فی الاخبار الصحيحة من عقاب العلماء الذين
لم يعملوا بعلمهم ما يدهش اللب ويحير الفكر وهذا

هوالحق فی هذہ المسئلۃ **ترجمہ** سوال کئے گئے ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ کون سے علما افضل ہیں علماء ظاہر یا علماء باطن۔ پس انہوں نے یہ جواب دیئے کہ اگر تمہارا ارادہ علماء باطن سے وہ ہے جو ظاہر ہوتا ہے نزدیک اہل علماء باطن کے اوس کے معنے یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کی معرفت حاصل ہے۔ خدا نے اون کو توفیق افضل اعمال کے لئے دیا ہے اور نگاہ رکھا ہے اون کو تمام مخالفات سے تمام احوال میں پھر کھولدیا ہے پردہ پس اوس کی عبادت کرتے ہیں گویا اوسکو دیکھتے ہیں روگرداں ہوئے ماسوائے خدائے تعالے سے اور مطلع کرتا ہے اون کو خدا اوپر عجائب ملک اپنے اور غرائب حکمتوں اپنے اور نزدیک کرتا ہے اون کو خدا اپنے بارگاہ قدس سے اور بٹھاتا ہے اون کو اپنے بساط انس پر اور بھر دیتا ہے اون کے قلوب کو ساتھ صفات جلال و جمال اپنے اور کرتا ہے اون کو اپنے انوار کے طلوع کی جائے اور معادن اپنے اسرار کے اور خزانہ اپنے معرفت کے اور کنوز اپنے لطائف کے اور رزق کرتا ہے اون کے ساتھ دین کو اور نفع دیتا ہے اون سے مریدین کو اور فریادرسی کرتا ہے بسبب اون کے بندوں کی اور درست کرتا ہے ساتھ اون کے بلاد کو۔ اور بھی ساتھ علماء ظاہر کے جو جانتے ہیں علوم کو علوم کسبیہ کے اور دقائق قولیہ اور فعلیہ کو اور غرائب دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے یہاں تک کہ حفاظت کئے متاع شرع کو اس بات سے کہ اوس کے پاس چور آئے یا اوسکو مبتدع بے دین نقصان پہونچائیں۔ پس فرق اول

علماء باطن کا افضل ہے اگرچہ فریق ثانی علماء ظاہر کے لئے فضل عظیم ہے
بلکہ بعض اوقات علماء ظاہر باعتبار ایک وجہ علماء باطن سے افضل ہوتے
نہ من کل الوجوہ اور باوجود اوس کے بھی افضلیت علماء باطن کی بحال خود
ہے اس لئے کہ کبھی پائی جاتی ہے مفضول میں مزیت بلکہ چند مزیتیں ہوتے ہیں
یہ اوس وقت ہی کہ علماء ظاہر میں صفت عدالت کی پائی جاسے اگر نہیں تو کچھ
فضیلت علماء ظاہر کے لئے علماء باطن پر نہیں ہے کسی چیز میں بھی صفات
کمالیہ میں سے اس لئے کہ علوم رسمیہ جو خالی ہوں اعمال صالحہ سے غضب الٰہی ہے
حقیقۃً اور کون غضب اللہ تعالےٰ کے غضب سے بڑا ہے۔
اسی وجہ سے احادیث صحیحہ میں علماء ظاہر جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے
ہیں اوس کے لئے وہ عتاب وارد ہے جس سے عقول کو دہشت ہوتی
ہے اور فکر اوس سے متحیر ہوتی ہے یہ وہی حق ہے اس مسئلہ میں
وسئل عنہ رضی اللہ عنہ عن حقیقۃ الفرق بین الشریعۃ
والحقیقۃ فاجاب فرق بینہما بفروق کثیرۃ منہا
ان الحقیقۃ ھی مشاھدۃ الاسرار الربوبیۃ ولہا
طریقۃ فی عزائم الشریعۃ ونھایۃ الشئ غیر
مخالفۃ لہ علی ما یاتی فالشریعۃ ھی الاصل ومن
ثم شبھت بالبحر والمعدن واللبن والشجرۃ والحقیقۃ
ھی الفرع المستخرج من الشریعۃ ومن ثم شبھت
بالدر والتبر والزبد والثمرۃ ومعنی سلب المخالفۃ

بینهما المذکور انہ لیس بینهما اختلاف فی مجاری
احکام العبودیة وانما یختلفان فی مشاهدة
اسرار الربوبیة ولاشك ان اهلها متفاوتون
فی الاعتناء والاهتمام بعلم صفات القلب
والاخذ بعزایم الاحکام ولیس بینهما اختلاف
وقال الیافعی رحمة الله علیه ان الشریعة علم وعمل
والعلم ظاهر وباطن والظاهر شرعی وغیره والشرعی
فرض ومندوب والفرض عین وکفایة والعین
علم صفات القلب وعلم اصل وعلم فرع
والعمل عزایم ورخص الحقیقة مشتملة ایضا
علی قسمین علم وعمل والعلم وهبی وکسبی فالوهبی
علم المکاشفة والکسبی فرض کفایة وفرض
العین علم القلب وعلم اصل وفرع فالکسبی الذی
هو احد علم نوعی قسم الحقیقة هو علم الشریعة
والعمل الذی هو اخذ العزایم علی سلوك طریق الحقیقة
والطریقة مشتملة علی منازل السالکین وتسمی
مقامات الیقین والحقیقة موافقة للشریعة
فی جمیع علمها وعملها اصولها وفروعها وفرضها
ومندوبها لیس بینهما مخالفة اصلا نعم ههنا

شیئان احدھما علم صفات القلب فاھل الحقیقة لھم بہ اھتمام و اعتناء و سلوک طریقتھم موقوف علی معرفتہ و تبدیل صفاتہ الذمیمة و اکثر اھل الشریعة یمھلون بھا و یتعارفون فیہ مع کونہ فرض عین فی الشریعة والحقیقة بلا اختلاف و الثانی فاھل الحقیقة من حیث العلم و الاعتقاد لا یشکون فی حقیقتھا رحمة بعبادہ و اما من حیث عملھم فانما یسلکون شوامخ عزایم الشریعة الغراء الی اللہ بتوفیقہ و عنایتہ و جمیل لطفہ و صیانتہ فمنھم لا یقطعھا الا فی سبعین سنة و منھم من یقطعھا فی ساعة واحدة بحسب معونة اللہ تعالیٰ و تسھیلہ **ترجمہ** ترجمہ سوال کئے گئے امام ابن حجر ہیتمی حقیقت فرق سے درمیان علم حقیقت اور علم شریعت کے انہوں نے جواب دئے کہ فرق علم حقیقت و علم شریعت میں چند وجوہ سے ہے اول وجوہ سے ایک یہ ہے کہ علم حقیقت وہ مشاہدہ اسرار ربوبیت کا ہے اور حقیقت کے لئے طریق ہے غرایم شریعت میں اور نہایت شئے کی اوسکے ساتھ مخالف نہیں ہے اوس طور پر کہ بیان اوس کا آوے گا۔ پس شریعت اصل ہے اور اسی لئے مشابہت دی گئی شریعت ساتھ دریا اور معدن اور دودھ کی اور درخت کی اور حقیقت وہ فرع ہے جو نکلی ہے شریعت سے اسی لئے مشابہت دی گئی حقیقت ساتھ موتی کے جو دریا سے نکلتا ہے اور طلا اور کیمیا

جو معدن سے نکلتا ہے اور ساتھ مسکہ کے جو دودھ سے نکلتا ہے اور شیر کے
ساتھ جو درخت سے نکلتا ہے اور معنے عدم مخالفت کے درمیان حقیقت اور
شریعت کے یہ کہ نہیں ہے مخالفت دونوں میں درباب جاری کرنے احکام
ربوبیت کے اور نہیں ہے اختلاف مگر بیچ مشاہدہ اسرار ربوبیت کے مؤلف
کہتا ہے یہ جو وجوہ فرق فیما بین شریعت اور حقیقت بیان ہوے۔

ایک یہ فرق ہے کہ علم حقیقت مشاہدۂ اسرار ربوبیت ہے اور
علم شریعت سے طریق عزائم شریعت کا لیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ علم شریعت
اصل اور علم حقیقت اوس کا فرع ہے اور مجاری احکام عبودیت میں فرق
نہیں ہے حقیقت باطن شریعت ہے اور شریعت کسبی اور حقیقت موہبت
ہے ان سب امور کے امثلہ خاکسار کے ذہن میں جو آئے عرض کرتا ہے کہ
یہ سب امور اس میں سمجھے جا سکتے ہیں وہ یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ما کان
لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون
لھم الخیرۃ من امرھم یعنے جبکہ خدا نے اور رسول نے کسی چیز کا
حکم کیا تو مومن اور مومنہ کو اس میں اختیار باقی نہیں رہتا کہ خواہ کریں خواہ
نہ کریں اور یہی معنے عبادات مفروضہ کے ہیں اگر اختیار باقی ہو کہ خواہ
کرو یا نکرو تو وہ عبادات مفروضہ نہیں ہوسے بلکہ نوافل و سنن و مستحبات
ہوے تو اب سمجھنا چاہیئے کہ آدمی کے خودی بہ بقار اختیار اوس کی ہے
اور جب بامتثال امر الٰہی عبادات کے طرف متوجہ ہو تو خودی اوس کی
بقدر خشوع اور خضوع اوس کے عبادات الٰہی میں محو ہوتی جاتی ہے

اور محو خودی اور انحاق انانیت یہی حقیقت کی طرف وصول ہے۔ پس
ہر امتثال امر آلہی شریعت تعلیم حقیقت ہے۔ پس امتثال اوامر شرعیہ
ظاہر اور حقیقت اوسکی باطن ہے اور اوامر شرعیہ اصل اور حقیقت اوس کی
فرع ہوی اور مجاری احکام عبودیت میں فیما بین دونوں کے اختلاف نہیں
ہوا اور امتثال اوامر شرعیہ کسبی اور حصول فنا موقوف ہے موہبت الٰہیہ میں
پر جس میں کسب کو دخل نہیں ہے جس قدر خشوع اور خضوع عبادات میں ہوگا تو وہ عباد
استحقاق مقبولیت ببارگاہ آلہی پیدا ہوگا جب وہ عبادات مقبول بارگاہ
آلہی ہوں گے تو خدا اپنے فضل وکرم سے اوسکو حال فنا و تجلیات ذات
اور صفات میں عطا فرماے گا جو بیہ مشاہدہ اسرار آلہیہ ہے جیسا کہ بیان
ہوا انتہی۔ (بقیہ ترجمہ) اور نہیں شک ہے کہ ارباب شریعت متفاوت ہیں اہتمام
اور توجہ میں ساتھ علم صفات قلب کے اور عمل کرنے میں ساتھ عزایم احکام
شرع شریف کے اور نہیں ہے ہر دو علم حقیقت اور شریعت میں اختلاف
اور کہے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شریعت علم ہے اور عمل ہے اور علم
ظاہر اور باطن ہے اور علم ظاہر شرعی ہے اور غیر شرعی یعنے مثل صرف ونحو
وبلاغت اور شرعی فرض اور مستحب ہے اور فرض عین ہے اور کفایہ ہے
فرض عین علم صفات قلب ہے اور ایک علم اصل ہے اور دوسرا علم
فرع ہے اور عمل عزایم ہے اور رخصت ہے۔ اور حقیقت بھی دو قسم پر
ہے۔ علم ہے اور عمل ہے۔ اور علم وہبی ہے اور کسبی ہے۔ پس علم وہبی
وہ علم مکاشفہ ہے یعنے مکاشفہ تجلیات ذات اور صفات جیسا کہ

ہم نے بیان کیا ور کسبی فرض عین اور فرض کفایہ ہے اور فرض عین علم قلب ہے اور علم اصل ہے اور علم فرع ہے۔ پس علم کسبی جو وہ ایک فرد ہے دو قسم علم حقیقت سے وہ علم شریعت ہے اور عمل عزائم شریعت پر عمل کرنا ہے اور طریقت مشتمل ہے اوپر منازل سالکین کے اور اون منازل کا نام مقامات یقین ہے اور علم حقیقت موافق ہے واسطے علم شریعت کے بیچ جمیع اوس کے عمل کے اور علم کے اور اصول سے اور فروع کے اور فرض اوس کے اور نفل اوس کے۔ پس نہیں ہے مخالفت اصلا ہاں یہاں دو امر قابل بیان ہیں۔ ایک یہ امر ہے کہ علم صفات قلب کے طرف اہل حقیقت کا اہتمام اور توجہ ہے اور سلوک طریقت اون کا موقوف ہے علم معرفت صفات قلب پر اور تبدیل قلب کا صفات ذمیمہ سے۔ اور اکثر اہل شریعت کی توجہ اس طرف نہیں ہے اور اس میں تہاون کرتے ہیں باوجودیکہ علم معرفت اور تبدیل قلب صفات ذمیمہ سے فرض عین شریعت اور حقیقت ہے بلا خلاف اور امر ثانی یہ ہے کہ علم حقیقت کے اکثر علماء قائل بھی نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں جو کچھ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبلیغ رسالت الٰہی ہوئی ہے اوامر و نواہی شرعیہ کی ہی ہوئی ہے۔ علم حقیقت کوئی چیز نہیں ہے اور ارباب حقیقت کو علم حقیقت میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ وہ جانتے ہیں کہ علم حقیقت خدا کی رحمت ہے اوسکے بندوں پر اور وہ جبال بلند عزائم شریعت پر چلتے ہیں تو واسطے حصول علم حقیقت کے چلتے ہیں پس بعض اون میں سے اوسکو ستر سال میں بھی طے نہیں کر سکتے اور بعض اون سے

ایک ہی ساعت میں طے کر لیتے ہیں خدا کی تائید اور اوس کے آسان کرنے سے انتہٰی۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ نصوص شرعیہ کے اشارات سے دو طریق وصول علم حقیقت کے بتلائے گئے ایک یہ کہ امتثال احکام شرعیہ بخشوع و خضوع جس کا ذکر ہوا۔

دوسرا یہ کہ محبت کاملہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس کا اشارہ آیۃ النبی اولی بالمومنین من انفسھم سے ہے جسکی تفسیر وہ حدیث ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا جبتک تم مجھکو اپنے مال اور اولاد اور والدین سے زیادہ دوست نہ رکھوگے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ جب تک اپنے نفس سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھوگے۔ پس جبکہ مومن کو یہ مقام حضرت کی محبت کا حاصل ہو تو حضرت کے مقابل اپنی ذات کو کان لم یکن اور معدوم سمجھے گا پس اوس وقت اوس کو فنا اور محویت ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاصل ہوگی جب آپ کی ذات پاک میں مومن کو محویت حاصل ہو تو عوارض بشری جو مانع مشاہدۂ آلہی ہیں مرتفع ہو جاتے ہیں اوس وقت اوسکو مشاہدہ ہوتا ہے کہ آپ کی ذات نور آلہی ہے اور سب مخلوق کی پیدائش آپ کے نور سے ہے۔ پس بمشاہدۂ آپ کے نور کے سب حجاب نور آلہی کو مشاہدہ کرتا ہے۔ پس یہی معنے ہیں علم حقیقت کے مگر یہ امر ذوقی ہے بغیر یہ حال حاصل ہوئے کے سمجھ میں نہیں آتا عارف جامی رح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں فرماتے ہیں۔

شعر

لذّت بادۂ وصلش زمن مست مپرس
ذوق ایں مئے نشناسی بخدا تا نہ چشی

طریق اولیاء اللہ کا اتباع شریعت میں

جو بحث کہ ابھی گذری اوس سے ظاہر ہوا کہ شریعت اصل ہے اور حقیقت اوس کی فرع ہے شریعت ابتدا ہے اور حقیقت اوس کی انتہا ہے تو معلوم ہوگیا ہے کہ اولیاء اللہ جو ارباب حقیقت ہیں اون کے لئے اتباع شریعت کس قدر ضرور ہے۔ اس لئے ہمارے پیر و مرشد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کل حقیقۃ لاتشھد لھا الشریعۃ فھی زندقۃ والحاد یعنی علم حقیقت جس کی شریعت شاہد نہو وہ زندقہ اور الحاد ہے کذا فی فتح الربانی اور ابن حجر ہیتمی سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ مگر بجائے لاتشھد لھا الشریعۃ کے ردتھا الشریعۃ ہے ایضاً فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ قیل للجنید ان الحصری قائم علی رجلیہ ورجلہ وھو لایا

ولا یشرب فقال انظروا الی حالہ فی اوقات الصلوٰۃ
فقیل لہ انہ اذا اذن المؤذن یسکن قال لا ضیر
ترجمہ کہا گیا جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کہ حضری کھڑے ہیں آسیا پر
کہ پھیرا تے ہیں اوسکو اور نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں
پس حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو تم اون کے حال کو
اوقات صلوٰۃ میں پھر لوگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کہے کہ جس وقت
موذن اذان دیتا ہے تو آسیا ٹھہر جاتی ہے اوس وقت جنید فرماے کہ
اب کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیحہ روایت ہے
کہ کسی اولیاء وقت سے کوئی حکم خلاف شریعت صادر ہوتا تو آپ
اون کو منع فرماتے مگر جب انہوں نے نمانے تو آپ اون کی ولایت
سلب فرماے۔ کواکب ظاہرہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ
علیہ سے روایت کیے لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات
حتی ترتفع فی الھوی فلا تغتروا بہ حتی تنظروا
کیف تجدونہ عند الاوامر والنھی وحفظ الحدود
وآداب الشریعۃ انتھی ترجمہ اگر تم دیکھو کسی مرد کی طرف
کہ وہ اس قدر کرامات دیے گئے کہ وہ ہوا پر بلند ہوتا ہے تو اوس
سے فریب مت کھاؤ یہاں تک کہ اون کو دیکھو کہ اون کا حال حفظ
حدود شرع میں کیا ہے۔ کواکب ظاہرہ میں ہے کہ حکی عن ابی یزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ انہ وصف لہ رجل بالولایۃ فاتی

الیٰ زیارتہ فقعد فی المسجد ینتظرہ فاتاہ فتنخم فی حائط المسجد فرجع ابویزید ولم یجتمع بہ قال ھذا غیر مامون علیٰ اداب الشریعۃ کیف یؤمن باسرار اللہ تعالیٰ **ترجمہ** حکایت کی گئی ہے ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کسی نے اون سے بیان کیا کہ فلاں شخص ولی ہے۔ پس حضرت ابویزید بسطامی اون کی ملاقات کے لئے آئی۔ پس وہ ولی آئے اور دیوار مسجد کی طرف ناک چھنکی۔ پس حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بغیر ملاقات کے پلٹ گئے اور فرماے کہ آداب شریعت پر اون سے امن نہیں ہے۔ پس اسرار الٰہی پر اون سے کیسا امن ہوگا۔ علامہ سیوطی نے کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں لکھے ہیں قال القونوی الخیر کلہ فی اتباع الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ **ترجمہ** کہے قونوی نے کل بہتریاں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ فرمایا خدا نے کہ کہو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تم کو دوست رکھیگا قال بعضھم اعتبار الاتباع فی المحبۃ مما یبطل قول من زعم من الزنادقۃ ان العبد ینتھی الیٰ مقام یستغنی فیہ عن الواسطۃ بینہ وبین اللہ تعالیٰ لان اقصیٰ مقامات العارفین المحبۃ وھی مشروط بالاتباع

فماظنك بغيرها انتهى ترجمہ کہا بعض عارفین یعنے تفسیر میں اس آیت کریمہ کے کہ اعتبار کرنا خدا کا اپنی محبّت میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسا قسم سے ہے کہ باطل کرتا ہے قول کو بعض زنادقہ کے جو کہتے ہیں کہ بندہ کبھی ایسے مقام پر پہونچتا ہے کہ وہاں ضرورت واسطہ کے فیما بین حق تعالےٰ اور بندہ کے نہیں رہتی ہے اس لئے کہ بلند تر مقامات عارفین کا خدا کی محبّت رکھنا بندہ کو ہے اور یہ مقام محبوبیت ہے اور وہ مشروط ہے ساتھ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس کیا گمان ہے تمہارا ما سوائے مقام محبوبیت خدا کے۔ کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے واما القول بالاباحة فقال بحر الحقيقة ابو حامد الغزالى فى كتاب التفرقة بين الاسلام والزندقة ومن جنس ما يدعيه بعض من يدعى التصوف انه بلغ حالة بينه و بين الله تعالىٰ الى حيث سقطت عنه الصّلوٰة وحل له شرب المسكر والمعاصى واكل مال السّلطان فهذا ممن لاشك فى وجوب قتله وان كان فى الحكم بخلود النّار نظر وقتل مثل هذا افضل من قتل مائة كافر اذ ضرره فى الدين اعظم ويفتتح به باب الاباحة لاينسد الى اخره ترجمہ لیکن قائل ہونا اباحۃ کے ساتھ۔ آیا حجیہ ایک

فرقوں سے اہل اسلام سے کہ وہ کہتے ہیں کہ سب چیز مباح ہے کوئی حرام نہیں یہ لوگ باجماع اہل سنّت کافر ہیں انتہے۔ پس کہے بحر حقیقت ابوحامد غزالی اپنی کتاب تفرقہ بین الاسلام و الزندقہ میں اور مثل فرقۂ اباحیہ کے وہ لوگ ہیں جو دعوے تصوف کا کرتے اور دعوے اس بات کا کرتے ہیں کہ وہ ایسی حالت پر پہونچے ہیں خدا کے پاس کہ اون سے نماز ساقط ہوگئی اور مسکّرات کا استعمال جائز ہوا اور سلطان کا مال کھانا بھی حلال ہوا۔ پس یہ اون لوگوں سے ہیں جن کا قتل بلاشک واجب ہے اگرچہ اون کے حق میں حکم خلود نار کرنے میں تامّل ہے اور قتل مثل اون لوگوں کا افضل ہے۔ قتل سے سو کافروں کے اس لئے کہ اوس کا ضرر دین میں بڑا ہے اور کشادہ ہوتا ہے اس سے دروازہ مذہب اباحیہ کا کہ بند نہیں ہوتا انتہے۔

صاحب کواکب ظاہرہ نے بعض علماء سے بھی نقل کئے کہ یہ مذہب غلاۃ اہل ضلال کا ہے اور قاضی عیاض سے بھی نقل کئے کہ ان کے کفر پر اجتماع ہے اور جو یہ حدیث وارد ہے کہ اذا احبّ اللّٰہ عبداً لم یضرہ ذنب یعنی جس وقت خدا کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوس کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ علّامہ تفتازانی نے اسکے معنے یہ کہے ہیں کہ خدا اوس کو گناہ سے محفوظ رکھتا ہے یا توفیق توبہ کی نصیب کرتا ہے۔

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے صرح سادات القوم

من اهل التصوف بکفر۔ القائلین بالحلول والاتحاد فمن نص علی کفرهم من ائمة التصوف الحافظ ابو نعیم فی اوّل الحلیة وکذالك قاضی ناصر الدین بیضاوی الامام فی التفسیر والفقه والکلام والاصول والتصوف وانظر تفسیرہ المشهور تجدہ مشحونا بالتصوف علی کفر من قال بالحلول والاتحاد **ترجمہ** تصریح کئے سادات قوم اہل تصوف کے ساتھ کفر اوس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حلول اور اتحاد کے یعنے خدا اپنے بعض بندوں میں حلول کرتا ہے یا بعض بندوں سے متحد ہے اور جو لوگ کہ ایسے قائل کے کفر کی تصریح کئے ہیں اون میں سے حافظ حدیث ابو نعیم ہیں اوّل حلیہ میں اور قاضی ناصر الدین بیضاوی ہیں جو امام ہیں تفسیر اور فقہ اور علم کلام اور علم اصول اور علم تصوف میں اور دیکھو تم اون کی تفسیر کو جو مشہور ہے کہ بھری ہوی ہے ساتھ تصوف کے اور بہ تحقیق کہ وہ تصریح کئے ہیں تفسیر سورۂ مائدہ میں اوپر کفر اوس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حلول یا اتحاد کے انتہےٰ۔ ایسا ہی امام ابن حجر هیتمی سے فتاوۂ حدیثیہ میں منقول ہے انتہےٰ۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ قائل حلول اور اتحاد کا ہونا جیسا کہ علماے ظاہر کے پاس کفر ہے ایسا ہی علماے باطن کے پاس کفر ہے۔ اس لئے معنے حلول کے یہ ہیں کہ ایک چیز دوسری

چیز میں آنا اور معنے اتحاد کے یہ ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کیساتھ ایک ہوجانا
اور دوئی کفر طریقت ہے۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ
میں فرماتے ہیں کہ عارفین کے لئے جو حالت توحید کی پیدا ہوتی ہے
یہ ایک کیفیّت وجدانی اور ذوقی ہے جو عبارت میں آنا اوس کا سخت
دشوار ہے مگر جب اوس کیفیت کو عبارت اور بیان میں لانا چاہتے ہیں نصیب
ما اون کو سوائے ایسے الفاظ کے نہیں ملتے جس سے وہم اور گمان حلول اور
اتحاد کا ہوا اور وہ لوگ بری اس بات سے ہیں کہ ان الفاظ سے مراد
اون کی حلول یا اتحاد ہو۔ حاشا عن ذالک انتھی مؤلف
کہتا ہے کہ خدا نے فرمایا ھو الذی فی السماء الٰہ فی الارض
الٰہ یعنے خدا کی ذات الٰہ ہے اسمان میں اور الٰہ زمین میں اور حدیث
قدسی میں آیا ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی
قلب عبدی المومن یعنے مجھکو میری زمین یا آسمان گنجایش نہیں
رکھی مگر قلب بندۂ مومن مجھکو گنجایش رکھا۔ پس خدا قلب مومن میں
کیسے گنجایش رکھا یہاں عقل کے پر چلتے ہیں ؎

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جاننا چاہیئے کہ عارفین جو قائل بہ عینیت کے ہیں معنے عینیت یہ نہیں کہ
ذوات مخلوقات بعینہ ذات پاک حق سبحانہٗ تعالےٰ ہیں معاذاللہ
جو اس سے کروڑھا دوئی لازم آتی ہے اور حصر مرتبہ تنزیہ کا مرتبہ تشبیہ
میں لازم آتا ہے جو یہ بالاتفاق کفر ہے اور جس کو تھوڑے سے بھی عقل ہے

اوس کو وہ باور نہیں کرتا ہے یہی معنے عینیت کے خیال کر کے بعض علماے
ظاہر بعض عارفین کی نسبت جو قائل بہ عینیت ہیں بے ادب ہوے بلکہ
عینیت کے معنے یہ ہیں کہ وجود حقیقی ذات حق تعالے کو ہے اور وجود
مخلوقات وجود ظلی بمنزلہ عادم ہے جس کی تصریح مولانا نظامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے
ہیں ؎

ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی

اور حدیث میں آیا ہے اصدق قول قول لبید الا کل
شی ما خلا اللہ باطل یعنی ہر شے سوائے خدا کے باطل ہے یہ
قول لبید کا سچا ہے اوس کی مثال حباب اور دریا کی دئے ہیں کہ
وجود حباب غیر وجود دریا نہیں ہے بلکہ وجود دریا کے شئونات سے وجود حباب ہے پس
یہ معنے عینیت کے ہیں نہ یہ معنے کہ عینیت حباب کی بعینہ دریا ہے
جو یہ معنے سمجھکر علماے ظاہر انکار مذاق اولیاء کرتے یہ معنے کو کوئی
طفل نابالغ مجنون بھی تسلیم نکریگا چہ جاے کہ عارفین جن کو خدا نے
عقل کلی اپنی فہم اسرار کی دی ہے اور چشمان بصیرت اون کے
کشادہ کیا۔

ذکر جذب اور سلوک کا

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے واما الجذب والسلوک

فاعلم ان الجذب والسلوك متلازمان لا يثبت احدهما الا بالآخر ترجمہ لیکن جذب اور سلوک۔ پس جان تو کہ جذب اور سلوک آپس میں ایک دوسرے کولازم ہے نہیں ثابت ہوتا ہے ایک ان دو کا مگر ساتھ دوسرے کے انتہے جذب بغیر سلوک بھی ہونا ممکن ہے جیسا کہ مجذوب بہت ہیں تکالیف شرعیہ جن سے مرتفع ہیں اور اسباب کے خود صاحب کتاب قائل ہیں جیسا کہ آئندہ ذکر آویگا پھر یہ قول کیسا صحیح ہوگا کہ جذب اور سلوک میں تلازم ہے ایک کا ثبوت بغیر دوسرے کے نہیں ہوتا ہے مگر معنی لا یثبت کے لا یکمل لئے جائیں یعنی جس کو محض جذب ہو تو وہ کامل نہیں ہے غیر سلوک جیسا کہ مذہب اکثر کا ہے اس کا بھی ذکر آویگا پھر صاحب کو اک کہتے ہیں قال قطب الزمان ناصر الدین بن المبلق الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ لولا الجذب ما سلك طريق حق ولا ثبت مرائيه والسالك المجذوب هو القدوة هو المحبوب ترجمہ قطب ناصر الدین بن مبلق شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر جذب نہو تو طریق حق تعالے کا چلا نہ جاے گا یعنے جذب نام ہے کشش حق تعالے کا جب تک کہ کشش حق تعالیٰ کی نہ ہو راہ قرب حق کے طے منازل ممکن نہیں ہے۔ پس جو ولی کہ سالک ہیں انکو جذب لازم ہے اگرچہ نمایاں نہو کہ سبب جذب الٰہی کے قرب حق تعالے

اور ولایت کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ سالہا سال عبادت کریں
اور زہد اختیار کریں اگرچہ بسبب زہد و عبادت کے استحقاق ثواب
کا حاصل ہوتا ہے مگر قرب حق تعالے کا حاصل ہونا یہ شئے آخر ہے کہ موقوف
بہ جذب الٰہی اور اوس کے کشش کے ہے اسی لئے کہے ہیں کہ ایک
کشش کشش ہائے حق تعالے سے مقابل عبادات جن وانس کے
ہے ومن ادعی الجذب من غیر سلوك سلّم له حاله
ولا یقتدی فعاله فانه امّة واحدة مع وجود النور
وافاض علیه بغیر نور فهو متبع الشهوات والغرور
لابس ثیاب الزور المخل بغیر تصدیق المحیط بغیر
تحقیق فجانبه هو الزندیق **ترجمہ** اور لیکن جو
شخص کہ دعوے کرے جذب کا بغیر سلوک کے اور آثار نورانیت
بھی ظاہر ہوں تو اوس کا حال اوس پہ مفوض کرنا چاہیئے اوسکی
اقتدا نکرنا چاہیئے کہ وہ اپنی حالت میں تنہا ہے یعنی جس سے اتباع
شرع شریف جو معنے سلوک ہیں ترک ہوں بباعث محویت اور بیخودی
کے اور آثار نورانیت الٰہی ویسے ظاہر ہوں تو وہ مجذوب حقیقی ہے
لیکن اوس کی پیروی نہ کرنا اور اون کا حال اون پر مفوض کرنا چاہیئے
سوءِ ظن اون سے نہ رکھنا چاہیئے اور جو شخص تارک اتباع شریعت ہی
اور اپنے کو بہ تکلف مجذوب بنایا ہے جو آثار نورانیت الٰہی اوس پہ
ظاہر نہیں ہوتے تو وہ شخص مکّار و زندیق ہے اوس سے دور رہو

واعلم ان السلوك هو اتباع الشرع وجهاد النفس والخروج عن الطبع وامتثال الاوامر واجتناب النّواهی وحفظ الاصل والفرع واما الجذب هو موهبة من الله سبحانه تعالیٰ لعبده یأتیه بغتةً من غیر استعداد ولا جد ولا اجتهاد فتعم عوالمه ومعالمه وظاهره وباطنه بعلم علیٍّ وکشف وفیّ ونور جلی وفتح حقّی وسر خفیٍ فعبد سلك ثم فتح الله علیه فجذب وعبد جذب ثم منّ الله علیه فسلك ثم اختلف اهل الطریق ایّهما افضل فتکلم کل منهم بذوقه وعلیٰ وسع طوقه قال الشیخ ابوالحسن علی بن عمر القرشی الشّاذلی فضّل الامام الیافعی المجذوب علی السالك المجذوب وذکر عن ابراهیم ابن ادهم رضی الله عنه کان مجذوبا وان الامام الشّافعی رضی الله عنه کان سالکا مجذوبا ثم قال القرشی والصّحیح عند المحققین والعلماء الراسخین ان السّالك المجذوب افضل ولهذا قال شیخنا شیخ الاسلام قاضی القضاة القطب الغوث ناصر الدّین المبلق رضی الله عنه **شعر**

والجذب ان جاء بعد السّلوك	
له فضل على المجذوب مما اسعى تاليه	

ثم قال رضی اللہ عنہ والامام الشافعی رضی اللہ عنہ
هو القطب الغوث الفرد الجامع فی زمنه وهو مجدد
الدّین علی راس المائة الثانیة وانا اشهد له
الصّدیقیة العظمٰی **ترجمہ** جان تو کہ سلوک وہ اتباع
شرع اور مجاہدۂ نفس اور نکلنا اوصاف طبیعیہ سے اور امتثال اوامر و
اجتناب نواہی سے ہے اور حفظ اصل یعنی قواعد شریعت اور حفظ فرع
یعنے قواعد طریقت وحقیقت سے ہے لیکن جذب موہبت خدائے
عزّ شانہ ہے اپنے بندہ کے ساتھ کہ آتا ہے بندہ کے پاس یکایک
بغیر قابلیت کے اور بغیر کوشش کے کہ جمیع عوالم کو اوس بندہ کے
اور معالم کو اوسکے محیط ہوتا ہے ساتھ علم بزرگ اور کشف وافی
اور نور ظاہر فتح حق اور سرِّ خفی کے۔ پس ایک بندہ سالک ہوتا
ہے پھر خدا اوس کو فتح قلب عنایت فرماتا ہے کہ وہ مجذوب ہوتا
ہے اور ایک بندہ مجذوب ہوتا ہے پھر خدا اوس پر اپنا احسان
کرتا ہے کہ وہ سالک ہوتا ہے۔ پھر مختلف ہوئے اہل طریق کہ
دونوں میں سے کون افضل ہے۔ پس کلام کئے اہل طریق اپنے
ذوق کے ساتھ بقدر اپنے طاقت کے کہے شیخ ابوالحسن علی ابن عمر الشاذلی
نے کہ امام یافعی نے مجذوب کو سالک مجذوب پر فضیلت دیئے اور

ذکر کئے کہ ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ مجذوب تھے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ سالک مجذوب تھے۔ پھر قرشی نے کہے کہ صحیح محققین اور علماء راسخین کے پاس یہ ہے کہ سالک مجذوب افضل ہے۔ اسی لئے ہمارے شیخ شیخ الاسلام قاضی القضاۃ القطب غوث ناصر الدین مبلق نے کہے کہ جو جذب کہ بعد سلوک کے آوے اوس کو فضیلت ہے مجذوب پر اوس سبب سے کہ وہ سعی یعنی سلوک کے بعد آتا ہے پھر انہوں نے فرمائے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ وہ قطب غوث فرد جامع ہیں اپنے زمانہ میں اور ہم گواہی دیتے ہیں اون کے لئے صدیقیت کبری کی اور وہ مجدد تھی ابتداء دوسرے صدی کے پھر صاحب کواکب فرماتے ہیں کہ شیخ ناصر الدین بن مبلق رضی اللہ عنہ نے فرمائے ولقد کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتحنث اللیالی ذوات العدد ویتعبد بجبل حراء قبل مبعثہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بعث بالنبوۃ والرسالۃ معا علی راس الاربعین وھو اول دلیل علی تفضیل السالک المجذوب وقال حجۃ الاسلام الغزالی فی کتابہ المنقذ من الضلال وکان اول حال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیث کان یتبتل فی جبل حراء یخلو فیہ بربہ ویتعبد حتی قالت العرب ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعشق ربّہ قلت ھو ایضًا اشارۃ الی ان حجّۃ الاسلام
یری تفضیل السّالک المجذوب علی المجذوب السّالک
کما ھو مذھب الجمھور واللہ اعلم بالصّواب

ترجمہ اور یہ تحقیق تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریاضت
کرتے تھے شبہائے متعددہ میں اور عبادت کرتے جبل حراء میں اور
عزلت اختیار کرتے یہاں تک کہ عرب کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے رب کے عاشق ہیں۔ مصنّف کہتے ہیں کہ یہ بھی اشارہ
ہے اس طرف کہ حجۃ الاسلام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بھی اعتقاد
کرتے ہیں تفضیل سالک مجذوب کی مجذوب سالک پر جیسا کہ وہ
مذہب جمہور کا ہے واللہ اعلم بالصّواب۔

مؤلّف کہتا ہے کہ تقریر سے صاحب کواکب کے جو اخیر میں
ہے ظاہر ہے کہ اختلاف فیما بین اہل طریق کا افضلیت میں درمیان
سالک مجذوب اور مجذوب بحث کے اور امام یافعی کے کلام
میں جو لفظ مجذوب واقع ہوا وہ سہو ناسخ سے ہے کہ لفظ سالک
کو سہواً چھوڑ دیئے کیونکہ جذب کے ساتھ سلوک یہ طریق انبیاء
علیہم السّلام کا ہے۔ اس پر وہ لوگ جو صرف مجاذیب ہیں کیونکہ
فضیلت رکھ سکتے ہیں۔ علامہ شعرانی نے طبقات کبری سیدی علی
دمیری سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں لیس للمجاذیب فی جنۃ
الاعمال قدم ولا مکان مخصوص یرجعون الیہ

ولا قدم فی ماکل ولا ملبس ما علا المشاهدة فقط
فانهم یشترکون مع اهل الجنة فیها علی خصوص
وصف فی المشاهدة وقال رضی اللہ عنہ ان السوقة
واهل الصنائع والحرف اعظم درجة عند اللہ
وانفع من المجاذیب لقیامهم فی الاسباب وکثرة
خوفهم من اللہ واکل الفقراء والظلمة من
اموالهم مع احتقار نفوسهم ولهم فی کل جنة
نعیم من الجنان الاربع التی هی جنة الفردوس
وجنة الماوی وجنة النعیم وجنة عدن
وهی المخصوصة بالمشاهدة والزیارة وکان
رضی اللہ عنہ یقول المجاذیب والاطفال فی الحال
سواء الا ان الاطفال یتمیزون عن المجاذیب
لرؤیاهم فی الجنة کما ورد انهم
دعامیص الجنة ای غواصون فیها انتهی ترجمہ
نہیں ہے مجاذیب کے لئے جنت اعمال میں قدم اور نہ جاہے مخصوص
طعام و لباس میں اور نہ سوائے مشاہدہ الٰہی کے
فقط پس مجاذیب شریک ہیں اہل جنت کے مشاہدہ الٰہی میں
ایک وصف خاص کے ساتھ اور فرمایا رضی اللہ عنہ نے کہ
اہل سوق اور اہل صنائع اور اہل حرفت کا بڑا درجہ ہے خدا کی

پاس مجاذیب سے یعنے جو اولیا اہل صنائع اور تجارت ہیں اور وہ لوگ نفع رساں ہیں زیادہ مجاذیب سے بسبب قائم ہونے اہل حرفت اور صنائع کے اسباب میں اور اکثرۃ خوف اون کے خدا سے اور کھاتے نقرار اور ظالمین کے اون کے مال کو ساتھ حقیر جاننے کے اپنے نفسوں کو اور اون کے لئے چاروں جنتوں میں نعمتیں ہیں جو وہ جنۃ فردوس ہے اور جنت ماویٰ ہے اور جنّت عدن ہے جو وہ مخصوص ہے سات مشاہدہ آلٰہی کے اور لقاء آلٰہی کے اور فرماے رضی اللہ عنہ کہ مجاذیب اور اطفال کا ایک حال ہے جنّت میں لیکن اطفال کو تمیز ہے مجاذیب سے اس امر میں کہ اطفال غواص ہیں جنّت میں جیساکہ حدیث میں وارد ہے جامع اصول اولیاء میں لکھے ہیں انّ الجذب وحدہ من غیر سلوك فی الطّریق المستقیم بامتثال الاوامر والاجتناب عن النواهی لانتیجة له غیر الدّخول فی حیّز البله والمجانین فغایته السّلامة من مواطن الهلاك لسقوط التکلیف به کما فی المطالب الوفیة وکذالك السّلوك بامتثال الاوامر والاجتناب عن النواهی من غیر جذب الٰهی لانتیجة غیر الدّخول فی حیّز العلماء والعبّاد من اهل الظاهر القانعین بما یظهر

علیهم من العلم والعبارة فیرا هم الناس فیرفعون اقدارهم ویحمدونهم علی ذالك ویکونون فی باطن الامر علی ریاء وعجب وکبر وحسد وغرور وغفلة وغایرها من امراض القلب ویلحق صاحب هذه الواقعة بسببها بالحیوانات واما السالك اولاً والمجذوب ثانیا او بالعکس فهذان الرجلان هما اهل الله وخاصته فالسالك المجذوب العالم العامل اخلص لله اربعین صباحًا فانفجرت ینابیع الحکمة من قلبه بلسانه کما ورد فی الحدیث وقال تعالیٰ فاتقوا الله ویعلمکم الله

ترجمہ جذب فقط بغیر سلوک راہ مستقیم میں ساتھ امتثال اوامر اور اجتناب نواہی کے نہیں نتیجہ ہے اوس کے لئے سوائے داخل ہونے کے بیچ زمرہ بے عقلوں اور مجانین کے۔ پس غایت جذب کا سلامت ہے ہلاکت سے بسبب ساقط ہونے تکلیف شرعی کے بباعث جذب کے جیسا کہ کتاب مطالب وفیہ میں لکھا ہے ایسا ہی سلوک بغیر جذب الٰہی کے کوئی نتیجہ یعنے قرب حق تعالےٰ کا نہیں ہے سوائے داخل ہونے احاطۂ علماء اور عباد میں اہل ظاہر سے جو اکتفا کرتے ہیں اوس چیز کی ساتھ جو اون پر علم اور عبارات ظاہر ہوتے ہیں۔ پس دیکھتے ہیں اون کو لوگ اور قدر و منزلت اون کی زیادہ کرتے ہیں اور اون کی اس پر تعریف و توصیف کرتے ہیں اور ہوتے ہیں

لوگ باطن امر میں کبر اور ریا اور حسد اور غرور اور غفلت پر اور سوائے اس کے امراض قلب سے اور لاحق ہوتا ہے صاحب اس حال کا بسبب ان امور کے سات حیوانات کے لیکن سالک اولاً اور مجذوب ثانیاً یا بالعکس۔ پس یہ دو مرد اہل اللہ سے ہیں اور خدا کے خواص سے ہیں۔ پس سالک مجذوب عالم عامل ہے خلوص اختیار کیا خدا کا چالیس روز جو اقل مدت ہے۔ پس جاری ہوئے منبع ہائے حکمت اوس کے قلب سے اوس کی زبان پر جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ جو شخص خدا کا خلوص چالیس دن اختیار کرے تو اوس کے قلب سے چشمہ ہائے حکمت جاری ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ فرمایا کہ تقوے خدا کا اختیار کرو تم کو تعلیم کرتا ہے خدا اور بھی جامع اصول اولیا میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مجاذیب کو نہ تصرف اونکی ذات میں حاصل ہے نہ اون کو غیر میں تصرف حاصل ہے۔ مثال اونکی طفل نابالغ غیر عاقل اور مجنون ہے کہ بموجب شرع شریف نہ وہ تصرف اپنے مال میں کرسکتا ہے نہ غیر کے مال میں اگرچہ ماذون ہو اور مجذوب خدا کے قبضۂ قدرت میں پرورش پاتے ہیں اور شیر کرم ربوبیت حق تعالےٰ کا نوش کرتے ہیں پس وہ اطفال ہیں لیکن سالک مجذوب پس وہ بمنزلۂ بالغ کے ہے جو اون کو ولایت تصرف اور اون کی ذات میں اور اون کے غیر میں حاصل ہے مثال مجذوب کے مقام محویت میں مانند حال ایک مرد کے ہے جو اپنی آنکھیں باندھ کر

راستہ چلے نہ تو وہ خود دیکھتا ہے کہ کہاں چلا پس دوسرے کو کیسا بتلائیگا
انتہی اور جامع اصول اولیاء اللہ میں لکھا ہے واذا سئلت عن
شروط المجذوب فالجواب اربعة من جذبه الله من
الضلالة الی النور وانقذه من الغفلة الی الیقظة
والخلوص من مقام المجاهدة الی مقام المشاهدة
وغمسه فی البحر نور فیضانه **ترجمہ** اور جس وقت تجھ سے
کوئی سوال کرے شروط سے مجذوب کے تو جواب یہ ہے کہ مجذوب وہ
ہیں جن کو خدا نے مجاہدہ سے طرف مشاہدہ کے کھینچا ہے اور غفلت
سے نجات دیا اور بیداری نصیب کیا اور ضلالت سے طرف نور کے
ہدایت کیا غوطہ دیا ہے اون کو اپنے نور فیض کے دریا میں۔

بیان شطحیات اولیاء اللہ کا

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے اعلم ان الشطح من جملة ما امروا
به یصدر منهم امتثالا للامر ویکون ذالك الامر
تنویها وبیانا لعلو شانهم وتعریفا للجاهل بکبایر قدرهم
وارشادا الی التعلق بهم والتوسل بهم برفع درجا
وسببا لمصالح العباد ونفعهم قال الیافعی فی نشر المحاسن

انما یعرفون الامر باعلام الله لهم بالهام اوکشف اوسماع
خطاب اوغیر ذلک من وجوہ التعریفات کقول ذبیح
اسماعیل ابن محمد الحضرمی رضی الله عنه من قبل قدمی دخل الجنة
ولم یزل یقبل قدمه کل من راٰہ من الاکابر والاصاغر من
المشائخ والعلماء وغیرهم من کل حاضر وباد وهٰکذا اکثر
ینحصرا قول ومن هذا الباب قول سیدنا سید عبدالقادر
جیلانی رضی الله قدمی هذہ علی رقبة کل ولی الله
صدر عنه رضی الله عنه بامر من الله تعالی او قال بعضهم
الشطح مالم یکن بامر الله تعالی فلا یکون قوله رضی الله عنه
من هذا الباب (**ترجمه**) جان تو کہ شطح منجملہ ان امور کے ہے
جن کے سات اولیاء اللہ امر کیئے گئے صادر ہوتا ہے۔ اون سے واسطے
امتثال امر الٰہی کی اور ہوتا ہے یہ امر الٰہی اون کو واسطے ظاہر کرنے
اون فضیلت کے اور واسطے بیان کرنے علو شان
اور معلوم کروانے مرتبہ عالی اون کے لوگوں کو
جو اون کے رتبہ نہیں جانتے اور واسطے ہدایت کرنے کے لوگوں کو کہ اونکے
ساتھ وابستگی اختیار اور اون کے ساتھ خدا کے پاس توسل کریں
واسطے رفع درجات اون کے اور واسطے مصالح و منافع
عباد کے کہے امام یافعی رضی اللہ عنہ نے نشر محاسن میں کہ اولیاء اللہ جو
امر الٰہی کو معلوم کراتے ہیں تو وہ باطلاع الٰہی معلوم کرتے ہیں پس خطاب الٰہی

اون کو یا بالہام یا بکشف ہوتا ہے اوسکو
وہ لوگ سنتے ہیں اور سوائے اسکے بہی چند
وجوہ معلوم کرائے گئے ہیں مثل قول ذبیح اسمٰعیل ابن محمد حضرمی
رضی اللہ عنہ کے کہ جو شخص میرے قدم کو بوسہ دے وہ جنت میں داخل
ہوگا۔ پس ہمیشہ اون کے قدم کو لوگ بوسہ دیتے جو اون کو دیکھتے چھوٹے
یا بڑے ہوں علماء کبار اور مشائخین سے اور سوائے اون کے خلق کثیر اہل
بلاد اور ساکنین صحرا جن کا شمار نہیں انتہیٰ" مولف کہتا ہے اسی
باب سے قول سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے جو قدمی
ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ہے۔ آپ نے خدا کے حکم سے فرمایا ہے
بعضوں نے کہا ہے کہ شطح وہ ہے جو اظہار فضائل اولیاء اللہ سے
بطور خود ہو خدا کے حکم سے نہو۔ پس اس وقت یہ آپ کا ارشاد اس باب
سے نہ ہوگا ایضًا کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے۔ واعلم ان من الشطح
ما تعذر عنہ التاویل کما اشتہر عن بحر الحقائق معدن الاسرار
والمعانی والدقائق شیخ شیوخ الاکابر ابی الغیث ابن
جمیل قدس اللہ روحہ انہ جاء الیہ جماعۃ من الفقہاء
فقال لھم مرحبا بعبید عبدی فاستعظموا ذالک فاتوا
شیخ الفریقین امام الطرفین اسمٰعیل بن محمد الحضرمی المتقدم
ذکرہ فذکروا لہ فقال صدق انتم عبید الھوا والھوی
عبدہ ومن الشطح ایضًا امرھم باذن اللہ فلیتصرفون فیھا

ویحکمون فتنفذ ذالک باذنه ومشیئته فاذا نازع الولی
احدا ممن دونه من الاولیاء فی ولایة التصریف فی
المملکة ادعی انه اعلا منه او انه جاوز مقامات الاولیاء
جاز ان ینکر قوله ویدعی ذالک لنفسه اذا کان فیه
صادقاً انتهی اقول ومثل هذا فی کرامات سیدنا سیدنا
عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه کثیرة مذکورة فی
کتب تراجمه وفی الکواکب ایضاً حذفتها للاختصار
ترجمہ جان تو بعض شطح ایسا ہوتا ہے اوس کی تاویل دشوار ہے
جیسا کہ مشہور ہوا ہے دریائے حقائق معدن اسرار دقائق شیخ شیوخ
اکابر ابو الغیث ابن جمیل رضی اللہ عنہ سے کہ آپ کے پاس ایک جماعت
فقہاء کی آئی پس آپ نے اون کو فرمائے کہ مرحبا بندوں کو میرے بندے
کے پس یہ امر جماعت فقہاء پر گراں معلوم ہوا پس آئے فقہاء
امام الطرفین و فریقین شیخ اسمٰعیل ابن محمد الحضرمی کے پاس جن کا ذکر
سابق میں گذرا اور اس امر کو ذکر کئے ۔ پس انہوں نے فرمائے کہ شیخ جمیل نے
سچ کہا کہ تم بندے خواہش نفسانی کے ہو اور خواہش نفسانی شیخ کا بندہ
ہے اور بھی شطح سے ہے تصرف اون کا ساتھ اذن خدائے تعالےٰ کے
مخلوقات الٰہی میں اور وہ حکم کرتے ہیں اور اون کا حکم خدا کی اذن سے
نافذ ہوتا ہے جس وقت کہ منازعت کریں ولی ایک ولی سے جو یہ
ولی اون ولی سے مقام ولایت میں کم ہیں اور اون ولی سے اونکی

ولایت میں ہمسری کا دعویٰ کریں یا اون کے مقام سے تجاوز کرنے کا دعوے کریں یا اون کی مملکت میں تصرف کریں تو جائز ہے ولی مقام اعلیٰ کو کہ ادنیٰ مقام کے ولی کے قول کا انکار کرے اور اوس مقام کو اپنے طرف منسوب کریں اگر وہ اپنے قول میں صادق ہیں انتہیٰ مولف کہتا ہے اس قسم کی کرامت ہمارے سید حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بکثرت صادر ہوئی جیسا کہ کتب تراجم میں آپ کے مذکور ہیں کو اکب ظاہرہ میں بھی بہت سے مذکور ہیں اختصاراً میں نے حذف کیا۔ اور علامہ ابن حجر ہیتمی کا قول مبسوط فتاوی حدیثیہ میں اسباب میں منقول ہے میں اوس کا خلاصہ کہتا ہوں ان ما وقع للاولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین من الشطحیات فلائمۃ العلماء العارفین والحکماء الدین رحمہما اللہ تعالی بالسلامت من حرمان الافکار و من علیہم بالاعتقاد فی اولیائہ اجوبۃ مسکتۃ وتحقیقات علیۃ لا یھتدی الیھا الا الموفقون ولا یعرض عنھا الا المخذولون فحملوا ما صدر عنھم علی حسن المحامل واقومھا فمثل قول ابی یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ سبحانی وقول الحلاج رحمۃ اللہ علیہ انا الحق لھما محامل الاول ان ھذہ الالفاظ التی جرت علی لسانھما علی معنی الحکایۃ عن اللہ تعالی والثانی ان ھذہ الالفاظ صدرت عنھم فی حال الغیبۃ وعدم الشعور وھم غیر مکلفون

فی ھذہ الحالۃ وثالثھا قصدًا لتخریب ظاھرھم تحصیلا للخلوص فی اعمالھم وتحرزا عن الریاء کسرقۃ ابراھیم الخلاص بعض ثیاب اھل الحمام ورابعھا ان الشطح قد یکون فیہ نفع للخلائق وقد عرفوا ذالک بالھام وکشف او خطابٍ او غیر ذالک من وجوہ التعریف کما تواتر بالیمن فی الشیخ عارف باللہ امام الفقراء و الصوفیۃ فی وقتہ اسماعیل بن محمد الحضرمی نفعنا اللہ بہ انہ قال من قبّل قدمی دخل الجنۃ فلم یزل یقبّل قدمہ کل زائرٍ وان جلّت مراتبہ وخامسھا الاشارۃ الی الخلافۃ عن الحق بالاذن لہ فی التصرف فی الکون کما قال الشیخ ابو الغیث رضی اللہ عنہ شعر وھبنی الملک المھیمن خلعۃً فالارض ارضی والسماء سمائی وسادسھا الاشکال فی ظھور مراد القائل فی کلامہ کما وقع للشیخ ابی الغیث ابن جمیل نفعنا اللہ بہ انہ جاء الیہ جماعۃ من الفقھاء فقال لھم مرحبا بعبید عبدی فاشتد انکارھم علیہ وذکروا ذالک للشیخ اسماعیل المذکور قبلہ فقال صدق ھو انتم عبید الھوی والھوی عبدہ وسابعھا قد یؤمرون بتعریفھا للجاھل او شکرا وتحدثا بنعمۃ اللہ تعالی

کما وقع للشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ وھو فی
مجلس وعظ واذا ھو یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ فاجابہ فی تلک الساعۃ اولیاء الدنیا
بل واولیاء الجن جملتھم وطاطؤ رؤسھم وخضعوالہ
واعترفوا بما قالہ الارجل باصبھان فابی فسلب
حالہ وذکر کثیر من العارفین انہ رضی اللہ عنہ
لم یقل ذالک الا بامر اعلاما بالقطبیۃ فلم یسع
احد التخلف بل جاء باسانید متعددۃ عن کثیرین
انھم اخبروا قبل مولدہ بمائۃ سنۃ ترجمہ تحقیق
کہ اولیاء اللہ کے لئے جو شطحیات ہے پس علماء عارفین جن کو خدا نے
محفوظ رکھا ہے اور سلامت رکھا ہے محرومی سے انکار کے اور
خدا نے اپنے احسان سے اون کو اعتقاد اولیاء اللہ کا سرفراز
کیا کئی جوابات ہیں جس سے منکرین کو سکوت حاصل ہوتا ہے اور
تحقیقات عالیہ ہیں کہ ہمیں ہدایت پاتا ہے ان جوابات اور تحقیقات
کے طرف گروہ لوگ جن کو خدا کی طرف سے توفیق ہے اور نہیں
روگردانی کرتے ہیں اون جوابات اور تحقیقات سے گروہ لوگ جو کہ
بے نصیب ہیں حمل کئے شطحیات اولیاء اللہ کو علماء عارفین نے
نیکوترین محامل اور درست ترین محامل پر پس مثل قول بایزید بسطامی
سبحانی اور قول منصور حلاج کے جو انا الحق ہے ان دونوں قولوں

کے لئے محامل ہیں۔ اوّل یہ الفاظ جو اون کی زبان پر جاری ہوئے وہ خدا کے ارشاد کی حکایت ہے۔ یعنی جیسا کہ بوقت تلاوت قرآن کے ایسے الفاظ زبان سے نکلیں دوسرا یہ کہ یہ الفاظ بحالت غیبوبیت اور عدم شعور کی اون سے صادر ہوئے پس وہ اس حالت میں مکلّف شرع شریف نہیں ہیں تیسرا یہ کہ وہ لوگ اپنے ستر حال اور اخلاص حاصل کرنے کے لئے یہ الفاظ کہے تاکہ لوگ اون کے حق میں نیک گمان نہ رکھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ نے بعضے اہل حمام کا لباس سرقہ فرمائے تاکہ لوگ آپ سے بدگمان ہوں چوتھا یہ کہ کبھی شطح میں نفع خلائق ہوتا ہے اور جان لیتے ہیں اوس کو اولیاء اللہ ساتھ الہام یا کشف یا خطاب وغیرہ اسباب علام خدا تعالےٰ کے جیسا کہ خبر متواتر سے یہ اثر ثابت ہوا ہین ہیں ولایت شیخ عارف باللہ امام فقراء اور صوفیہ کے اپنے وقت میں اسماعیل الحضرمی حق تعالےٰ اون کے ساتھ ہم کو نفع پہونچائے کہ انہوں نے فرمائی کہ جو شخص میرے قدم کو بوسہ دے۔ وہ داخل جنت ہوگا۔ پس ہر شخص آپ کے قدم کو بوسہ دیتا جو آپ کو دیکھتا اگرچہ کیسا ہی بڑے مرتبہ کا ہوا اور پانچواں یہ کہ اونکا وہ ارشاد جس کو شطح سمجھتے ہیں اشارہ ہے طرف خلافت کے خدا کی جانب سے تصرف کون میں جیسا کہ کہے شیخ ابو الغیث

رضی اللہ عنہ کہ بادشاہ بزرگ نے مجھ کو خلعت عنایت فرمایا
پس زمین میری زمین ہے آسمان میرا آسمان ہے چھٹا یہ ہے
کہ معنے اون کے ارشاد کے فی نفسہ صحیح ہوتے ہیں مگر باعث
مشکل ہونے کے سمجھ میں نہیں آتے جیسا کہ واقع ہوا شیخ ابو الغیث
ابن جمیل کے لئے کہ خدا اون سے ہم کو نفع حاصل کرائے کہ اونکے
پاس ایک جماعت فقہا کی آئی پس انہوں اون کو فرمائے کہ
مرحبا بندگان میرے بندے کے پس فقہانے آپ پر سخت انکار
کئے اور ذکر کئے یہ امر شیخ اسماعیل حضرمی کے روبرو جس کا اس کے
قبل ذکر ہوا انہوں نے فرمائے کہ شیخ نے سچ فرمائے کہ تم ہوائے
نفسانی کے بندے ہو اور ہوائے نفسانی اون کا بندہ ہے۔
ساتواں یہ کہ کبھی حکم کئے جاتے ہیں اولیاء اللہ اپنے اظہار فضائل
کیلئے۔ واسطے معلوم کرانے اوس شخص کے جس کو معلوم نہیں ہے یا
واسطے ادائے شکر الٰہی اور بیان نعمت خدا کے جیسا کہ واقع ہوا شیخ
عبد القادر رضی اللہ عنہ کے لئے کہ آپ مجلس وعظ میں یکایک فرمائے
قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ پس اطاعت کئے
آپ کی ارشاد کی اولیاء تمام دنیا کے بلکہ اولیاء جن بھی اور اپنے
سروں کو جھکا دئے اور آپ کے ارشاد کی تعظیم اور آپ کے
اس مرتبہ کا اقرار کئے مگر ایک مرد اصفہان میں پس سلب ہو گیا
حال اوس کا اور بہت سے عارفین نے ذکر کئے کہ نہیں فرمائے

آپ یہ ارشاد مگر سات امر الٰہی کے واسطے اعلام آپ کی قطبیت کے پس کسی ولی کو ممکن نہیں ہوا کہ اس ارشاد کو آپ کے زمانے بلکہ باسانید متعددہ آیا ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ اس امر کی خبر سنو سال کے قبل دئے ہیں۔

بیان معجزہ اور کرامت اور استدراج کا

نفحات الانس میں تفسیر کبیر فخر رازی سے منقول ہے اذا ظہر فعلٌ خارجٌ للعادات علی انسانٍ فذالک اما ان یکون مقرونا بالدعوی او لا یکون مع الدعوی القسم الاول وھو ان یکون مقرونًا بالدعوی اما ان یکون دعوی الالوھیۃ او دعوی النبوۃ او دعوی الولایۃ او دعوی السحر وطاعۃ الشیاطین فھذہ اربعۃ اقسام القسم الاول ادعاء الالوھیۃ وجوزا صحابنا خوارق العادات علی یدہ من غیر معارضۃ کما نقل ان فرعون کان یدعی الالوھیۃ وکان یظھر علی یدہ الخوارق وکما نقل ذالک ایضًا فی حق الدجال قال اصحابنا وانما جاز ذالک لان شکلہ وخلقتہ تدل علی کذبہ فظھور الخوارق علی یدہ

لا یفضی الی التلبیس القسم الثانی
داعی النبوة وهذا علی قسمین
اما ان یکون المدعی صادقا وکاذبا
فان کان صادقا وجب ظهور الخوارق
علی یده وهذا متفق علیه
بین کل من اقر بصحة النبوة
واما من کان کاذبا لم یجز ظهور الخوارق
علی یده وبتقدیر ان ظهر وجب
حصول المعارضة واما القسم الثالث
وهو ادعاء الولایة فالقائلون بکرامات
الاولیاء اختلفوا فی انه هل یجوز
ادعاء الکرامة ثم انه یحصل له الفوز
وفق دعواه ام لا واما القسم الرابع
وهو ادعاء السحر وطاعة الشیاطین
فعند اصحابنا یجوز الخوارق علی یده
وعند المعتزلة لا یجوز واما الثانی وهو
ان یظهر الخوارق من غیر شئ من الدعاوی
فذلك الانسان اما ان یکون صالحا مرضیا
عند الله واما ان یکون مذنبا خبیثا والاول

من القول بکرامات الاولیاء وقد اتفق
اصحابنا علی جوازہ وانکرھا المعتزلة الا
ابا الحسن البصری وصاحبه محمود الخوارزمی
وابا القسم الثانی وھو ان یظھر الخوارق
علی بعض من کان مردودا من طاعة
اللّٰہ فھذا ھو المسمی بالاستدراج **ترجمہ**
جس وقت کہ فعل خارق عادت یعنے طاقت بشری جسکے
کرنے سے عاجز ہو۔ پس وہ فعل ہاتھ پر کسی انسان
کے ظاہر ہو تو وہ یا کسی دعوے کے ساتھ ہوگا یا نہوگا
اگر وہ فعل خارق عادات کسی دعوے کے ساتھ
ہوگا۔ یا دعویٰ الوہیت کا ہوگا یا نبوت۔ پس وہ
فعل یا ولایت یا سحر اور اطاعت شیاطین کا ہوگا
پس یہ چار صورتیں ہیں اگر دعوے الوہیت کے ساتھ
فعل خارق عادات ظہور میں کسی انسان سے آئے
یہ امر ہمارے اصحاب کے پاس جائز ہے۔ جیسا کہ فرعون
اور دجّال سے باوجود دعوے الوہیت کے افعال خارق
عادات ظاہر ہوئی اور ہونگی اور ہمارے اصحاب نے فرمائے
ہیں اوس کی شکل اور خلقت اوس کی دعوے الوہیت کی
تکذیب کرتی ہے کہ بشر مخلوق کیسا خالق ہو سکتا ہے یہ ہر شخص

عاقل جان لیتا ہے اگر ظہور فعل خارق عادات ساتھ دعوے نبوت کے ہو تو یا مدعی نبوت کا صادق ہو گا۔ اپنے دعوے میں یا کاذب ہو گا۔ اگر وہ اپنے دعوے میں صادق ہو گا ظہور خوارق اون کے ہاتھ پر واجب ہے باتفاق اون لوگوں کے جو نبوت کے قائل ہیں یعنے مسلمین اور اہل کتاب اگر وہ اپنے دعوے نبوت میں کاذب ہے تو ظہور خوارق اوس کے ہاتھ پر نہ ہو گا جیسا کہ مسلمہ کذاب نے دعوے نبوت کا کیا مگر وہ کسی کے لئے بہتری کی دعا کرتا اوس کا برعکس ظہور میں آتا اور اگر فعل خارق عادت مدعی کاذب کے ہاتھ پر ظاہر بھی ہو تو اوس کا مقابلہ کرنے والا پیدا ہونا ضرور ہے جیسا کہ دجال جو جھوٹا نبوت کا دعوے کرے گا۔ اوسکے مقابل عیسی علیہ السلام آویں گے اوس کے دعوے کو مٹا دینگے اگر ظہور خوارق دعوے ولایت کے ساتھ ہو تو جو قائل ہیں اولیاء اللہ کی کرامت کے اون کو اختلاف ہے اس امر میں کہ دعوے ولایت کا جائز ہے یا نہیں ہے پھر اگر دعوے ولایت کا کریں تو وہ اپنے دعوے میں کامیاب ہو سکتے ہیں یا نہیں چوتھی قسم ظہور خوارق ادعا سحر کے ساتھ پس نزدیک ہمارے اصحاب کے جائز ہے ظہور خوارق کا ادعا سحر کے ساتھ اور معتزلہ کے پاس جائز نہیں ہے۔

قسم ثانی ابتدائی قسم کی کہ ظہور خوارق انسان سے بغیر دعوے
کسی چیز کے ہو۔ پس یہ انسان یا صالح اور پسندیدہ خدا کے پاس
ہے تو وہ کرامت ہے اگر گناہ گار خبیث ہے تو وہ استدراج
ہے فریق معتزلہ جو فرقہ ضالہ ہے کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہے
کواکب ظاہرہ میں لکھتے ہیں کہ نہیں درست ہے قول
اوس شخص کا جو کہتا ہے کہ اگر کرامات اولیاء اللہ سے
ظاہر ہوں تو معجزۂ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ
کرامات کو التباس ہو جائیگا۔ کیونکہ معجزات کے لئے
دعوے نبوت کا شرط ہے اور کرامات کا چھپانا اولیاء اللہ
پر واجب ہے۔ مگر ضرورت کے وقت یا حکم خدا کے ساتھ یا
حال غالب کے جس میں اختیار باقی نہ رہے یا واسطے تقویت ایمان بعض
مریدین کے پس اگر کہا جائے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کیوں
اس قدر کرامات مشہور نہیں ہوے جیسا کہ اولیاء اللہ سے مشہور
ہوے۔ پس جواب وہ ہے جو امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے
دیئے ہیں کہ صحابہ کو بباعث قوت اون کے ایمان کے کسی چیز کی
ضرورت نہیں ہوی کہ جسکے ساتھ تقویت ایمان کی ضرورت ہو
اور سواے صحابہ رضی اللہ عنہم کے جن کا ایمان صحابۂ کرام
رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا ہے اون کے لئے تقویت
ایمان کی ضرورت کرامات سے ہوی۔ پھر صاحب کواکب فرماتے ہیں

کہ اسی لئے بعض شیوخ کبار نے فرمایے ہیں کہ ابتداء حال میں مریم علیہا السلام کے لئے کرامات ظاہر ہوے کہ میوہ غیر موسم اون کے پاس آتا جب کہ اون کا ایمان اور یقین قوی ہوا تو وہ اسباب کی طرف متوجہ کئے گئے اور اون کو ارشاد الٰہی ہوا کہ تم خرما کے درخت کو ہلاؤ تم کو تازہ خرمے ملیں گیں امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ کرامات مشابہ سحر کے ساتھ ہوتے ہیں تو اوس کا جواب علماء یہ دیتے ہیں کہ سحر زنادقہ اور فساق اور کفار کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے جن کو التزام شریعت اور متابعت سنت نہیں ہے۔ اور اولیاء اللہ جن کے ہاتھ پر کرامات جاری ہوتے ہیں وہ لوگ متبع شریعت اور آداب شریعت کے اعلےٰ درجہ پر ہوتے ہیں پس فرق ہوا اور شیخ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اشعریہ خرق عادۃ ساحر کے ہاتھ پر جائز رکھے تو فرق درمیان نبی کے اور ساحر کے کیا ہے جواب یہ کہ خرق عادت نبی اور ولی اور ساحر کے ہاتھ پر جاری ہوتے ہیں لیکن نبی دعوے نبوت کا کرتے ہیں اور معجزہ کے ساتھ خلق کو عاجز کرتے ہیں جو مثل اوس کے نہ لاسکیں پس اگر کوئی شخص دعوے نبوت میں کاذب ہو تو ہرگز خدا اوس کے ہاتھ خوارق جاری نہ کرے گا۔ کیونکہ اگر جاری کرے گا تو اوس وقت اشتباہ ہوگا۔ فیما بین نبی اور غیر نبی کے پس خدا کی صفت جو ہدایت ہے ظہور میں

نہ آئیگی۔ لیکن فرق فیما بین ولی اور ساحر کے دو وجہ سے ہے
اول یہ کہ جو وہ مشہور ہے کہ سحر کافر اور فاسق کے ہاتھ پر ظاہر
ہوتا ہے اور اولیاء صاحب کرامات صالحین ہوتے ہیں اور یہی
قول امام الحرمین وغیرہ علماء کا ہے۔ دوسرا یہ فرق ہے کہ سحر
کسب اور عمل سے ہوتا ہے اور کرامات بے عمل اور کسب کے
حاصل ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات کرامت ایسی حاصل ہوتی ہے
کہ صاحب کرامت اوس کو چاہتے نہیں نہ اون کو اطلاع اوسکی
ہوتی ہے۔ مولف کہتا ہے کہ فرق فیما بین کرامت اور سحر
کے یہ ہے کہ سحر اگرچہ کسی درجہ کے کمال کا ہو مگر احیاء اموات
کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا ہے اور کرامات احیاء اموات تک پہونچتی
ہی سحر میں تصرف اجرام علوی میں مثل ردشمس وشق القمر وغیرہ
کے نہیں ہوتا اور کرامت سے اجرام علوی میں ہوتا ہے سحر
بمقابلہ کرامت کالعدم ہوتا ہے جیسا کہ سحر ساحرین فرعون بمقابلہ
معجزۂ موسیٰ علیہ السلام وغیر ذالک ایسے بہت فرق ہیں۔
کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ سیکھنا سحر کا اور سکھانا اوس کا
حرام ہے نزدیک جمہور علماء کے مطلقاً لیکن قاضی حسین وابراہیم
مروزی نے کہے ہیں کہ اگر سحر میں ترک طاعت الٰہی ہو یا لوگوں
کو سحر کرنے کیلئے سحر سیکھے تو جائز نہیں ہے اگر اپنے نفس سے
سحر رفع کرنے کیلئے سیکھے تو جائز ہے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح

اور امام مالکؒ کا اور امام احمدؒ کا یہ ہے کہ سحر کفر ہے مولّف بعض
کتب فقہ حنیفہ میں دیکھا ہے کہ ساحر سیاستًا قتل کیا جاوے
اگر وہ توبہ بھی کیا تو توبہ اوس کی مقبول نہیں ہے اور یہ خاکسار
بقدر وسع علم اپنے تفتیش کیا تو سحر کو تین اقسام پر پایا قسم
اوّل یہ کہ ساحرین تسخیر شیاطین کرتے سات قراءۃ کلمات
معینہ کے اوقات معینہ میں بیچ مقامات معینہ کے مقابر مشرکین
اور اون کے معابد میں جن کلمات میں شیاطین کے ثناء اور
تعظیم ہوتی ہے کہ حد عبادت تک پہونچتی ہے اور یہ کلمات
سینہ بسینہ اون کے اوستادوں سے پہونچتے چلے آئے ہیں
جو منتہی ہوتے ہیں ہاروت و ماروت تک جو یہ دو فرشتے ہیں
خدا نے اون کو واسطے امتحان ایمان اپنے بندوں کے
دنیا میں بھیجا ہے وہ تعلیم سحر کرتے ہیں جو اون کے پاس جا
وہ چاہ بابل میں ہیں۔ جو اون کے پاس سحر سیکھنے جاوے تو
پہلے اوس سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم امتحان الٰہی ہیں تم سحر
سیکھ کے کافر مت ہو اس پر اگر نمانے تو سحر سکھاتے ہیں
اور اوس کا سورۂ بقر میں مذکور ہے پس جب کہ حسب
شرائط کلمات قراءت کئے جائیں تو شیاطین حاضر ہوتے
ہیں ساحرین اون سے کام لیتے ہیں جس سے عجائبات و
غرائبات ظاہر ہوتے ہیں کہ جن کی انتہا نہیں ہے مثل نفع خلائق

اور نقصان میں اونکے اور سوائے اس کے عجائبات کثیرہ۔
نوع ثانی سحر کی تسخیر روحانیات کواکب اسی طرح سے ساتھ
قرارت کلمات معینہ کے جو سینہ بسینہ اوستادوں
سے پہونچتے چلے آئے ہیں ساتھ شرائط معینہ کے جن الفاظ
میں تعظیم کواکب ہوتی ہے جو موصل طرف اونکی عبادت کے
ہوتی ہے۔ اسی لیے کواکب ظاہرہ میں ابن صباغ سے روایت
کہ جو شخص کہ اعتقاد عبادت سبعۂ کواکب کا کرے پس وہ کافر
ہے اور یہ نوع سحر کی اشد ہے تاثیر میں نوع اولے سحر سے مثل ازالہ
اور قحط اور قتل اور رہائی اور قید اور عزل ونصب میں اور
سوائے اس کے ظہور عجائبات اور یہ طریقہ تسخیر روحانیات
کواکب بسحر عزائم اوس طریقہ روحانیات کواکب کے ہے۔ جو
بقرارت اسماء الٰہیہ تسخیر روحانیات جنات اور موکلات کے
جو از قسم ملائکہ روحانیات الفاظ طیبہ ہیں اور شرائط اس کے
ترک حیوانات وغیرہ سب سنت ہے اور تاثیر میں کبھی شدید ہم
ہیں اور اس طریقہ سے تسخیر روحانیات جبراً اور قہراً ہوتی ہے
نہ تملقاً یہ تاثیر اسماء الٰہیہ ہے اگرچہ اس طریقہ میں کسیطرح
سے خلل ایمان کا نہیں ہے لیکن یہ طریقہ بھی علماء عارفین
کے پاس پسندیدہ نہیں کہ اس میں اگرچہ قرارت اسماء الٰہیہ ہے
لیکن مقصود اس سے رضاء حق نہیں ہے نہ وصول طریق قرب حق

ہے اسی وجہ سے حضرت سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ نے ایک شخص کو عمل روحانیات سے منع فرمائے اون کے
پاس جو عمل روحانیات کی کتاب تھی کرامۃً محو فرماکر اوسکو
بدل تفسیر قرآن کے ساتھ فرمائے جیسا کہ یہ روایت بہجۃ الاسرار
میں ہے اور سید محمد گوالیری شطاری رحمۃ اللہ علیہ
عمل دعوت میں کامل تھے اور اون کی کتاب اس باب میں جواہر خمسہ
مشہور و معروف ہے جبکہ وہ طریق سلوک اولیاء اللہ کا اختیار
فرمائے تو طریق اعمال دعوت کو غیر مفید پائے پس اوسکو ترک
کئے وہ ولی کامل ہوئے اور قطب ہوئے جیسا کہ خزینۃ الاصفیاء
میں لکھا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جب آدمی طریق سلوک
اولیاء سے ولی کامل ہوتا ہے تو بغیر اوس کے قصد کے تمام جن و
انس اون کے مطیع ہوتے ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ طریق سلوک
قرب حق تعالیٰ کو چھوڑ کر طریق اطاعت روحانیات میں اس قدر
سخت مشقت کے متحمل ہونا۔

نوع ثالث سحر کی یہ ہے کہ روح کو قوی کرنا ساتھ تصفیہ اوسکے
اور علیحدہ کرنے اوس کے علائق جسمانی سے ساتھ اون قواعد کے
جو مقرر ہیں حکماء اشراقین کے پاس حبس نفس اور مجرد کرنے
خیال کے انتشار سے ساتھ ریاضات شاقہ کے اور مجاہدات
صعبہ کے جیسا کہ جوگی لوگ اور بیراگی اس دیار میں زمانۂ سابقہ

ہیں کرتے تھے اور اس زمانے میں کم ہیں یہ خاکسار اپنی تمام
عمر خود بین مسمی مانک پربھو کو اس دیار میں اوس صفت میں دیکھا
ہوں جو بلدہ ہمنا باد میں ساکن تھا جو بلاد دکن سے ہے۔ پس جبکہ
روح اون کی قوی ہو اور علائق جسمانی سے علیحدہ ہو تو اونکے
ہاتھ پر خوارق ظاہر ہوتے ہیں مثل طیران ہوا میں اور جب
چاہتے ہیں پانی بن جاتے ہیں اور اون کے لئے کشف بلدان
اور قلوب حاصل ہوتا ہے اوس کا ایک ادنئے نمونہ عمل مسمریزم
ہے کہ تھوڑے تھوڑے سے توجہ میں قوت تسخیر روح غیر کی
حاصل ہو جاتی ہے کہ روح غیر سے کشف بلدان کا کام لیتے
ہیں مگر آپ کشف بلدان سے محروم ہیں مثل مشہور ہے کہ رنگریز
بریش خود درماندہ اور سالکین کی کبھی جب روح اثنار طریق
سلوک حق میں قوی ہو جاتی ہے تو اون سے اس سے زیادہ
عجائبات بلا قصد اون کے ظاہر ہونے شروع ہوتے اور اس
قوت کو قوت مقناطیسہ انسانی کہتے ہیں کہ ہر انسان کی روح
میں خدا یہ قوت عنایت فرمایا ہے مگر جب انسان لذات نفسانی
کے طرف مائل ہوتا ہے تو روح اوس کی ضعیف ہو جاتی ہے
اور یہ حالات کے پیدا کرنے سے عاجز ہوتی ہے اور یہ حالت
سالکین کے لئے ابتداء سلوک میں مضر اور سد راہ حق ہے
کہ توجہ الی الغیر ہوتی ہے اور وصول الی المطلوب سے سالک

محروم رہتا ہے بعد وصول الی المطلوب کے یہ حالت مضر نہیں ہے اور اسی کو اصطلاح حضرات صوفیہ میں سحر عالی کہتے ہیں جو منشا بہہ کرامات اولیا ء اللہ ہوتا ہے کیوں نہو کہ یہی حالت ابتدا ے کشوف وغیرہ جو ابتدا ء سلوک طریق حق میں سالک پر وارد ہوتی ہے جو اوس کے لئے مضر ہے وہی حالت انتہا میں بعد وصول قرب حق کرامت ہی پس ایک حالت کا دوسری حالت سے مشابہ ہونا بہت ضروری ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مقرب سلطانی کے ذریعہ سے قرب سلطان کا حاصل کرنا چاہے تو وہ پہلے اون مکانات اور باغات اور آرائش کو دیکھتا ہے جو باہر برآمدگاہ سلطانی کے ہوتے ہیں تو یہ غریب مفلس جب اوس کو دیکھتا ہے تو وہ متحیر ہوجاتا ہے اور اسی کی تماشہ بینی کی طرف مشغول رہنا چاہتا ہے مگر یہ تماشا بینی اوس کے سد راہ حضور سلطانی ہوتی ہے۔ پس وہ مقرب سلطانی جس کے یہ شخص ہمراہ ہے اوس سے اوس روکتے ہیں پھر جبکہ وہ بارگاہ جلوس سلطانی میں پہونچ جاتا ہے اور قرب سلطان اوس کو حاصل ہوتا ہے اور سلطان سے اوس کو انست پیدا ہوتی ہے تو خود وہ سلطان کی جانب سے مجاز اس امر کا ہوتا ہے کہ انکہ اور باغات اور آرائش بارگاہ سلطانی سے جہاں چاہے وہاں جائے

اور جو چاہیے دیکھے فی الجملہ راہ سلوک میں جب روح کو قوۃ
حاصل ہوتی ہے اور علائق جسمی سے انسان علیحدہ ہو جاتا ہے
تو طرح طرح کے خوارق ظاہر کرنے پر سالک قادر ہوتا ہے
جب سالک اپنے میں یہ قوۃ پاتا ہے تو اظہار خوارق کے طرف
متوجہ ہوتا ہے اور اس میں مشغول رہنا چاہتا ہے کہ ایسے
خوارق اور عجائبات اپنے میں اپنی تمام عمر میں سالک نہیں
دیکھا تھا مگر تائید شیوخ اور مرشدین جو سالک کے ہمراہ رہتی
ہے اشتغال سے طرف خوارق اور عجائبات کے روکتی ہے کہ
ابتدا میں یہ اشتغال سد راہ حق اور حکم زہر قاتل کا رکھتا
ہے شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتدا سلوک میں
یہ حالت وارد ہوئی اور اون کی توجہ اون خوارق اور عجائبات
کے جانب ہوئی جو اون کی راہ وصول الی المطلوب کو مضر تھے
پس اون کے مرشد کی تائید سے اس حالت سے وہ نجات پائے
جیسا کہ انسان کامل میں لکھتے ہیں وکیفیۃ السحر العالی
هوی الذی یشبہ الکرامات وقولی السحر العالی
لانہ بلا ادویۃ ولا عمل ولا تلفظ لفظ بل بمجرد
قوی سحریۃ فی الانسان یجری الامور علی حسب
ما اقتضاہ الساحر فتبرز الصور التی لا یمکن الا فی الخیال
محسوسۃ مشهورۃ فی الحس وقد تدخل الی الخیال

نفسہ فصوّر ما یشاء فیرونہ بابصارھم ولکن فی خیالہ ویظنون انہ فی عالم الحس ولقد وقعت فی طریق التوحید فکنت لو شئت بایّ صورۃ فی الوجود تصورت لہا ولو اردت ایّ فعل فعلت ولکن علمت انہ مہلک فترکت ففتح اللّٰہ علیّ بالقدر المصؤن بین الکاف والنون

ترجمہ اور کیفیت سحر عالی کے جو مشابہ کرامات کی ہے یہ ہے کہ جو میں اوس کو سحر عالی کہا ہوں وہ اس سبب سے کہ وہ حاصل ہوتا ہے بغیر دوا اور بغیر تلفظ کے کسی لفظ کے ساتھ بلکہ بمجرد قوت سحریّہ کے جو انسان میں ہے جاری ہوتا ہے موافق اس طور کے جو ساحر چاہے۔ پس ظاہر ہوتی ہیں وہ صورتیں کہ نہیں ممکن ہیں مگر خیال میں پس وہ صورتہا ئے خیالی نظر میں دکھنے لگتے ہیں اور کبھی داخل ہوتی ہیں وہ صورتیں اوسکے نفس خیال میں پس جس صورت پر ساحر چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے پس لوگ اوس کو بچشم خود دیکھتے ہیں لیکن وہ صورتیں اوس کے خیال میں ہیں اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ خارج میں عالم حس میں ہیں اور بہ تحقیق کہ واقع ہوا میں طریق توحید میں پس جس صورت پر میں چاہتا ظاہر ہوتا اور جو کام کرنا چاہتا میں کرتا لاکن میں نے جان لیا کہ یہ امر باعث میرے ہلاکی کا ہے

پس ہیں نے اوسکو چھوڑ دیا اس وقت خدا نے مجھکو فتح قلبی طریق حق کا نصیب فرمایا سات اپنے تقدیر کے جو محفوظ ہے امر کن میں انتہٰی۔
صاحب انسان کامل اس جا سے یہ بھی لکھے ہیں کہ یہ امر میرے مرشد کی تائید سے ہوا اور اپنے مرشد کی توصیف میں اشعار لکھے ہیں ہیں اختصاراً ترک کیا انتہٰی۔ جب تم نے یہ سب معلوم کئے تو جانو کہ یہ فرق فیمابین ساحرین تینوں قسموں کے اور اولیاء اللہ کے یہ ہے کہ ساحرین ہر چند علوم اون کے اعلیٰ مرتبہ کے کمال کو پہونچیں اور اپنی عمر ہیں ان علوم کے کسب اور اشتغال ہیں اعلیٰ درجہ کی کوششیں کریں لیکن تصرفات اور کشوف اون کے منحصر ہیں زمین کے اوپر آسمان کے نیچے اس سے تجاوز کرنے کی اون میں قدرت نہیں۔ اور نہ اون میں یہ قدرت ہے کہ اپنے محبتین کی جو دور ہیں مصیبت کے وقت مدد کریں اور نہ اون میں یہ قدرت ہے کہ آن واحد میں بہتوں کے پاس حاضر ہوں مختلف جایوں پر اور احیاء اموات پر قادر ہوں اور بہت اس قسم کے فرق ہیں جس کا بیان طول ہے۔
اور اولیاء اللہ بعد تصرف حاصل ہونے کے روے زمین پر پہلا عروج اون کا سمٰوات پر ہے جسکو اون کی اصطلاح میں کشف ملکوت کہتے ہیں پھر اس سے بھی اون کو ترقی ہوتی ہے کشف اسمار و صفات الہیہ کیطرف اوسکو کشف جبروت کہتے ہیں پھر اس سے

اون کو ترقی ہوتی ہے طرف کشف ذات کے اوس کو کشف
لاہوت کہتے ہیں۔ پھر ہر آن ہر شان میں اون کو ترقیات ہوتی جاتی
ہیں کہ وہ تحریر میں نہیں آسکتے زبان اوس کے کہنے سے گنگ اور قلم
اوس کے لکھنے سے لنگ ہے اور زمین پر اون کے لئے تصرفات تامہ ہیں
کہ اپنے محبین اور مستغیثین کے استغاثہ کو اگرچہ وہ مغرب میں ہوں
مشرق سے تائید کرتے ہیں اون کی دعا سے پانی برستا ہے۔ رفع قحط
ہوتا ہے۔ شفاء امراض ہوتا ہے اس قسم کے بہت سے منافع خلائق
کو اون کے خوارق سے پہونچتے ہیں اون کی حیات اور بھی بعد اون کے
وفات کے یہاں تک یہ روایات اخبار متواترہ کو پہونچے مثل وجود مکہ و مصر
کے جو اوس کو نہ دیکھے تو بھی بہ باعث اخبار متواترہ کے انسان کو
اوس کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے اور منکر معاند متعنت کہلاتا ہے
پس نہیں اعتبار ہے انکار معتزلہ اور زنادقہ اور دہریہ کا جو خدا کے وجود سے
منکر ہیں توضیح مقال یہ ہے کہ عادۃ الٰہیہ بمقتضاء حکمت جاری ہے
کہ ہر نبی اون معجزات کے ساتھ مبعوث
ہوئے کہ عہد میں اون نبی کے جس فن میں لوگ
کامل تھے اور حکمت الٰہیہ اس میں یہ ہے
کہ ہر شخص جس فن میں کامل ہوتا ہے وہ
اس امر کو خوب جان لیتا ہے کہ کمال بشری
اور قدرت انسانی اس فن میں اس درجہ تک

ہے اس سے زیادہ نہیں جبکہ خدا نے اون کے فن کا معجزہ نبی کے ساتھ بھیجا تو کاملین فن اسکو جان لیتے ہیں کہ یہ طاقت بشری کے ماسوا ہے طاقت الٰہیہ ہے اور نبی پر ایمان لاتے ہیں چنانچہ سحرۂ فرعون جب جان لئے کہ معجزۂ موسویہ فوق طاقت بشری ہے اس وقت خدا پر اور اوس کے رسول پر ایمان لائے قرآن میں اس کا ذکر ہے ویسا ہی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مجمع حکمار کاملین تھا جو علم طب اور علم روحانیات میں اون کو کمال تھا عیسیٰ علیہ السلام اون کے فن کے معجزات سے مبعوث ہوئے۔ پس ابرا اکمہ سے علم طب اون کا مغلوب ہوا اور احیائے اموات اور علم روحانیات اور علم طب میں وہ عاجز ہوے کہ آپ کے معجزہ کے مثل اپنا فن ظاہر کرسکیں ایسا ہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں علم فصاحت وبلاغت اور علم کہانت کا شور وزور تھا شیاطین آسمان تک عروج کرتے اور کان ما یکون کے اخبار ملائکہ سے سن کر کاہنوں کو اطلاع کرتے کاہنین ایک اون اخبار کے ساتھ دس باتیں اپنے جانب سے اوس کے مناسبات کے لگاکر اپنے پاس جو رجوع ہونے والے ہیں اون کو کہدیتے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوے ہر دو فن والے آپ کے معجزات کے روبرو عاجز ہوے نزول قرآن سے سب بلغا اور فصحا عاجز ہوے اور کہنے لگے کہ لیس هذا کلام البشر اور آپ کے تولد کے بعد تھوڑا

اور بعثت کے بعد بالکل شیاطین کا عروج آسمانوں پر موقوف ہو گیا
کاہنین کی علم کہانت کا استیصال تام ہو گیا سوائے اس کے ہر نبی کے
قسم معجزات کے موافق آپ سے ایسے معجزات صادر ہوئے جو کسی
نبی کے جنس معجزات سے نہ تھے وہ خاص آپ کے ہی لئے تھے
مثل شق القمر اور پانی کا جاری ہونا آپ کے انگشتان مبارک سے اور اخبار
بالغیب ماکان وما یکون یوم قیامت تک ایسا ہی آپ کے
اولیاء امت کی کرامت کے مقابل خوارق کاسبین اور ساحرین
کے رد ہو گئے اور یہ احقر العباد خاکسار از فی امت محمدیہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو جو خدا اس حقیر کو خدام اولیاء اللہ سے کرے اور خاک
نعال اون کا سرمہ روشنی چشم بنا دے ایک واقعہ بعض ساحرین
کے ساتھ پیش ہوا وہ یہ کہ ایک بہت
بڑا خبیث (جس کا تصرف ہندوستان میں مشہور ہے اوس
کا نام نرسو ہے ایک ساحر کا مطیع تھا جب وہ عمل حاضرات لگاتا
وہ بلاتخلف حاضر ہوتا ایک وقت ایسا موقع ہوا کہ وہ ساحر
اوس کی حضوری کے لئے حاضرات نصب اور قرارت اون کلمات
کی شروع گیا یہ خاکسار اپنے دل میں خیال کیا
کہ یہ کیسا ہوگا کہ ایک غلام امت محمدی کا جس مجلس
میں ہو اور خبیث کافر حاضر ہو۔ پس میں نے
اپنے دل میں سورہ مزمل کی قرارت

شروع کیا پس وہ عامل ہر چند بکر رشتہ کرر زور زور سے اپنے عمل کی قرارت کرتا مگر وہ خبیث حاضر نہیں ہوا آخر وہ عامل شرمندہ ہوے اور اُٹھ کر چلے گئے بعد اوس کے اپنے مصاحبوں سے کہنے کہ مجھکو اس قدر شرمندگی حاصل ہوی کہ میں چاہا اپنے کو ہلاک کر لوں یہ وجوہ جو ذکر ہوئے فرق فیما بین سحر اور کرامات اولیاء اللہ کے باعتبار ظاہر کے ہیں کہ چشم عموم الناس اوس کا مشاہدہ کر سکتی ہے لیکن باعتبار معنی اور حقائق اور مراتب اون کے مثل فرق مابین السما و الارض ہے۔ پس ساحراں بعید ہیں رحمتہ منّان سے محروم ہیں جنان سے جاہل ہیں معرفت حق اور صفات رحمان سے اسی لئے مجاہدات اون کے پراز مشقت و محنت اغراض نفسانیہ اور ظہور خوارق کے لئے ہے مثل طیران ہوا اور ہو جانا اون کا بشکل عناصر وغیر ذالک پس اس سے اون کے نفوس کو لذّت حاصل ہوتی ہے کہ بمعائنہ اس خوارق کے لوگ اون کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ پس اس سے اون کے دلوں میں فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور سوائے اس کے نفس قوت روحانی بھی باعث لذّت و فرحت ہوتی ہے جس کے لئے یہ مجاہدات شاقّہ کے وہ لوگ متحمّل ہوتے ہیں طریق وصول قرب حق کا بغیر توسل برزخ کبریٰ ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اون کو نصیب نہیں اور

اولیاء کرام منغمس ہیں خدا کی رحمت میں عارف ہیں خدا کی ذات اور اوس کے صفات کے ساتھ مستغرق ہیں مشاہدۂ آلٰہی میں اون کو خوف نہ کسی کی ملامت کا ہے اور نہ وہ کسی کی مدح وثنا سے خوش ہوتے ہیں بلکہ اون کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے احوال سے لوگ مطلع نہ ہوں تاکہ اون کی عبادات کے اخلاص میں خلل نہ پڑے اور اون کے احوال بحکم آلٰہی ظاہر ہوتے ہیں وہ بقدر امکان اپنے کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں اون سے جہنم پناہ طلب کرتی ہے اگر وہ جہنم کے نزدیک جائیں تو وہ کہتی ہے کہ اے مومن مجھ سے دور ہو کہ تیرا نور ایمان میری التہاب کو بجھا دیتا ہے اور جنّت اون کی مشتاق ہوتی ہے اور خدا سے سوال کرتی ہے کہ وہ لوگ اپنے میں سکونت کریں اور نہ اون کی توجّہ دوزخ کی طرف ہے نہ جنّت کی طرف اور نہ کشوف اور خوارق کی طرف جس کو ساحرین اور اہل کسب روحانی مجاہدات سے حاصل کرتے ہیں بلکہ کشوف اور خوارق راہ سلوک طریق حق میں جو بلا قصد اون کے اون پر وارد ہوتے ہیں وہ سدراہ حق تعالےٰ ہیں اون کو ابتدا میں اون کی شیوخ مسدود کر دیتے ہیں پس تم اسکو خوب سمجھو اور یاد رکھو اور ہم نے اس مقام میں بسط کلام اس وجہ سے کئے کہ حکام اس وقت کے قوم حکماء ہیں کہ انہوں نے کتب حکمتہ فلاسفہ کا مطالعہ کیا اور حکمت اشراقیہ روحانیہ فلسفیہ کے بعض قواعد پر عمل کئے حکمت فلسفیہ اور حکماء فلاسفہ کے دو قسم ہیں۔ حکماء مشائیین اور حکماء اشراقیین

حکماء مشائین وہ ہیں جو چلتے جا کر اپنے اوستادوں سے علوم حاصل کیئے اور حکماء اشراقین وہ ہیں کہ استاد شاگردوں کے قلوب میں پنہاں ہوں علوم کا القار کرتے اون کے پاس قواعد مجاہدات کے ہیں کہ اوس سے تصفیۂ روح اور قوۃ روحانیہ پیدا ہوتی کہ اس قدر روح کو قوۃ حاصل ہوتی ہے۔ شاگرد کہیں ہو اون کے قلوب میں علوم القار کرتے ہیں اور بہت سے عجائبات اور خوارق تصفیۂ روح سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پس قوم حکام بھی اون کے بعض قواعد پر عمل کرنے سے عجائبات ظاہر کرتے ہیں۔ پس عمل مسمریزم اور فرایشن اور دیگر عجائبات اسی سے ظاہر ہوتے ہیں پس جو لوگ کہ اصول دین اسلام اور علوم سے اوس کے ناواقف ہیں اور حقائق اولیاء اللہ اور معارف سے اون کے جاہل ہیں گمان کرتے ہیں کہ کرامات اولیاء اللہ بھی ازیں قبیل ہیں فنعوذ باللہ من شرور انفسنا اور حال یہ کہ قوم حکام وقت عشر عشیر کو حکماء سابقین کے نہیں پہنچے اور نہ اون کے دریاء علوم سے ایک قطرہ حاصل کیئے اور معجزات نبویہ سماویہ نے حکمت کو حکماء سابقین کے باطل کر دیئے جو اون کے استاد تھے اور بمراتب اون سے علوم و اعمال اور خوارق میں اعلیٰ تھے اور علوم صنایع اور طب بھی حکماء سابقین کے علوم کا ایک شعبہ ہے اب میں صنایع حکماء متاخرین کو ذکر کرتا ہوں تلامذۂ حکماء سابقین کے چند مدارج تھے اور حکومت اسلامیہ

ہندوستان میں اپنے صنعت ظاہر کئے سُنا گیا کہ دہلی میں
ایک حمّام تھا اوس میں ایک حوض تھا کہ جب اوس میں پانی
ڈالیں گرم ہو جاتا کیونکہ اوس حوض میں ایک توا تھا کہ وہ ہمیشہ
گرم رہتا حالانکہ اوس کے اطراف یا تحت میں آگ کا پتہ نہ تھا
تھوڑے عرصہ کے پیشتر اوس حوض کی تجسّس اور تلاش
اس امر میں شروع ہوی کہ اوس میں پانی کیونکر گرم رہتا ہے کوئی
وجہ پانی گرم ہونے کی نہ ملی آخر اوس توے کو جو تحت میں حوض
حمام کے تھا اکھاڑے تو دیکھے کہ حمام کے حوض کے توے کے نیچے
ایک بتّی کسی قسم کے پتھر کی جل رہی ہے کہ اوس بتّی سے توا حمام کا گرم رہتا
ہے کہ اوس سے پانی حمام کے حوض کا گرم ہو جاتا ہے جب اوس
بتّی کو ہوا لگی بجھ گئی اور پتھر کی بتّی ایک پتھر میں نصب
تھی پھر بعد ہزارہا کوشش کی گئی مگر وہ پتھر کی بتّی صناعان
حال سے جل نہ سکی پھر اوس پتھر کو جس میں بتّی
نصب تھی معہ اوس کی بتّی کے واسطے نظارہ کے باہر حمام کے ایک مقام
پر رکھدیا گیا کہ شاید کوئی کاریگر ایسا پیدا ہو کہ اوس کو
روشن کرسکے مگر کوئی بھی نہیں کرسکا۔
دوسری صنعت متأخرین حکما کے ہندوستان میں
یہ ہے کہ ایک توپ برہان پور میں تحت السما پڑی ہوی ہے اوسکو
دھوپ کا آسرا کسی طور سے نہیں ہے شب و روز دھوپ میں رہتی ہے جس وقت

اوس میں یہ کہ کیسی ہی دھوپ شدت گرما کی اوس پر پڑے وہ توپ گرم
نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ سرد رہتی ہے حکمت اس میں یہ ہے کہ توپ بعد
بار کرنے کے گرم ہو جاتی ہے تو اوسکو سرد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے
اگر سرد نہ کی جائے تو خوف ہوتا ہے کہ پھر اگر بارود ڈالی جاسے تو جل جائے
پس اس صنعت سے توپ کو بعد بار کرنے کے سرد کرنیکی
ضرورت نہیں ہے۔ پس باوجود صناعی صناعان وقت کوئی
ایسی توپ بنایا سو ساعت میں نہیں آیا اور توپ ایسا آلہ ہے کہ بوقت
جنگ اور دفع اعدائے سلطنت کے لئے ضرورت ہے۔

جبکہ تم نے جان لئے حکمت حکماء کے صناعات تو اب
جانو اون کی حکمت کو روحانیات میں کہ عقلاء وقت
اون کی حکمت کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے علم روحانیات
میں بھی وہ یہ ہے کہ جب علمائے اہل اسلام نے حکمت اشراقین
کی طرف توجہ کئے تو حکمت اشراقین کا بھی فن حاصل کئے اور ایک
کتاب شہاب الدین مقتول نے حکمت اشراقین میں لکھی تھی مگر حکمت
اشراقین کا زیادہ شیوع نہیں ہوا حکمت مشائین علوم
تحصیلیہ میں پڑھائی جاتی ہے مثل میبذی اور شمس بازغہ کے
اور میں کتاب حکمت اشراق شہاب الدین مقتول کو بچشم خود دیکھا ہوں
اوس میں بہت سے قواعد ایسے ہیں کہ اوس پر عمل کرنے سے
عجائبات ظہور میں آتے ہیں ایک طریقہ سلب امراض کا ہے کہ جس سے

مرض سلب ہوتا ہے اور ایک طریقہ تجرید ارواح کا ہے کہ جس سے
انسان ایک جاے موجود ہوکر دوسری جاے بھی حاضر ہوکر کام کرسکتا مگر
دوسری جاے سے زیادہ نہیں تین جاے حاضر نہیں ہوسکتا بخلاف
اولیاء اللہ کہ وہ جاے ہاے متعدد میں حاضر ہوسکتے ہیں۔ حضرت
پیران پیر رضی اللہ عنہ رمضان میں پچاس جاے
دعوت افطار قبول فرماے اور سب جاے تشریف فرما ہوئے
اور پھر رباط میں بھی تشریف فرما تھے اور اس طریقوں میں جہد وجد ضروری
ہے اولیاء اللہ سے اظہار کرامات بلامحنت اور مشقت اون کے
ظہور پاتے ہیں اور اوس کتاب میں ایک طلسم بشکل میت ہے کہ اوسکو
لکھکر جس محلہ میں ڈالیں اہل محلہ کو موت عام عارض ہوتی ہے انھوں نہیں
قواعد میں سے کشف قلوب کشف بلدان ہے کہ اون پر عمل
کرنے سے یہ سب حاصل ہوتے ہیں اور القاء علوم فی قلوب الغیب
بھی اونہیں قواعد سے ہے میں اس مقام پر اپنے شیخ حضرت
سید شاہ غلام محمد قادری قدس سرہ کی کرامت نقل کرتا ہوں کہ جو باسناد صحیحہ
خاکسار کو پہونچی وہ یہ کہ آپ کے معتقدین سے ایک شخص نے
اپنے فرزند نونہال کو واسطے دعاے برکت کے حضرت قدس سرہ
کی خدمت میں لاے حضرت نے اون کو دیکھکر فرماے کہ یہ بچہ مولوی
ہوگا اس کا نام مولوی رحمۃ اللہ ہے خدا کو کرامت خاص حضرت کی ظاہر
کرنا منظور تھا اس لئے اتفاق ایسا ہوا کہ وہ کسی سے بھی تعلیم نہیں پائے

اُمّی رہے مگر جب کسی عالم سے کوئی تقریر علم کی درپیش ہوتی تو وہ اوس تقریر میں اون عالم پر غالب ہوتے۔ قاضی ذوالفقار علیخاں اس بلدہ کے قاضی تھے وہ فقہ میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے۔ ایک وقت فقہ کے کسی مسئلے میں اون سے گفتگو ہوئی تو قاضی صاحب پر تقریر میں غالب رہے قاضی صاحب نے اون سے پوچھے کہ آپ کن عالم سے تلمذ حاصل کئے کن کے آپ شاگرد ہوا انہوں نے کہے کہ میں کسی سے بھی تعلیم نہیں پایا مگر یہ صرف حضرت شاہ غلام محمد صاحب قدس سرہ کی دعا ہے کہ میں جس علم میں بحث کرنا چاہتا ہوں اوس علم کے مسائل اور دقائق میرے دل میں خودبخود وارد ہوتے جاتے ہیں دیکھئے فرق فیما بین کرامت اولیاء اور عجائبات حکماء کے

ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

بعض حکمائے سابقین کا یہ خیال ہوا کہ قدرتی چاند ہمیشہ تمام شب دنیا کو روشنی نہیں دیتا ایک چاند ایسا بنانا چاہیے کہ دنیا بھر کو روشنی دیتا رہے چنانچہ ایک حکیم اس کام کے لئے چاہ نخشب تجویز کیا اوس میں اوترکے بامداد صناعات اور روحانیات کے چاہ نخشب میں اس کام کی طرف متوجہ ہوا پس ایک مدت میں ایک چاند اوس میں سے شب میں نکلا اور تھوڑی دور بلند ہوا پھر آہستہ بلند ہوتے ہوتے اس قدر بلند ہوا کہ اوس چاند کی روشنی بارہ کوس تک پہونچنے لگی مگر قدرت علیم قدیر سے کہاں مقابلہ ہوسکتا اوسکو موت عارض ہوئی

کہتے ہیں کہ ماہ قدرتی کا عرض دنیا بھر کا ہے اسی وجہ سے تمام
دنیا میں اوس کی روشنی پہونچتی ہے شاید اوس کا ارادہ یہ تھا کہ
ہر ملک میں یا ہر قریہ میں ایسے کئی چاند بنا دے کہ دنیا بھر کو روشنی
دیوے۔ دیکھئے صناعت حکماء اور صناعت صناعان وقت ریل
اور تار برقی اور بجلی سب اونہیں حکماء کے اُصول کا استنباط
ہے۔ حکماء لوگ باوجود پہونچنے کے مرتبۂ علیا حکمت کہ نہ اندھے
مادر زاد یا کوڑھی مادرزاد کو درست کرسکتے ہیں
مُردہ کو زندہ۔ عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات نے سب
حکمائے کی حکمت کو مٹا دیا ذلیل کردیا عیسےٰ علیہ السلام کے عہد میں بڑے
بڑے حکماء جمع تھے جالینوس۔ بقراط۔ سقراط۔ افلاطون و
ارسطو وغیرہم سب آپ کے معجزات کے روبرو عاجز ہوگئے
نہ یہ حکما باوجود پہونچنے درجۂ کمال حکمت کو اجرام فلکی میں تصرّف کرسکے
نہ اون کی قدرت ہوی کہ قدرتی چاند کو تمام شب ٹھیرا سکیں اس لئے
وہ مصروف ہوے کہ دوسرا چاند مثل قدرتی چاند کے ظاہر کریں
اس میں بھی وہ ناکامیاب رہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا سے
دعا فرماتے تو چاند تمام شب ہمیشہ ٹھہر جاتا یا مثل اس چاند کے دوسرا
چاند تمام شب ہمیشہ رہنے والا خدا پیدا کرتا مگر انبیاء علیہم السلام
اظہار معجزات کے لئے مبعوث نہیں ہوے بلکہ غرض بعثت انبیاء
علیہم السلام سے ہدایت خلق الی طریق الحق ہے مگر دو صاحب اہل اسلام

کو جو مشغل بحکمت حکمائے اشراقین سے تھے بچشم خود دیکھا ہوں کہ اون کے
ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہوتے مگر وہ پکے مسلمان رہے اگر معجزات اور کرامات
کی حقیقت مثل عجائبات حکما کے ہوتی تو وہ ہرچند اسلام پر باقی
نہ رہتے کہ اون کی حقیقت کو خوب جانتے تھے بعض نے مجھ سے یہ
کہا کہ اشراقیت اولیاء امت محمدیہ میں جب آئی کہ جب
حکمت اشراقین اہل اسلام میں آئی میں نے کہا معاذ اللہ اشراق
اولیاء اللہ کا اوس نور سے ہے جن کو خدا نے پہلے اپنے نور سے پیدا
کیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے نور سے وقت ولادت شریف
مکان روشن ہوا اور اون کے دندان شریف کے نور سے حجرہ روشن ہوا
اور اون کی نور ہدایت سے تمام جہان روشن ہوا بلکہ آپ کے صحابۂ
کرام رضی اللہ عنہم کی عصا سے نور ایسا ظاہر ہوا کہ میدان روشن ہوا
اور آپ سے ہزارہا معجزات صادر ہوئے جس میں ماکان
وما یکون کی خبر قیامت تک ہے آپ کے عہد نبوت میں
عرب حکمائے اشراقین کے نام سے بھی واقف نہ تھے بعد انقضائے
عہد نبوت کے عہد خلافت راشدہ صحابۂ اربعہ تیس [۳۲] سال
رہا جب بھی حکمائے اشراقین کا نام نہ تھا بعد اوس کے خلافت بنی امیہ
قائم ہوئی دو سو [۲۰۰] سال سے زیادہ رہی جب بھی نام حکمائے اشراقین
کا معدوم رہا بعد خلافت عباسیہ قائم ہوئی انہوں نے حکم دیے کہ
حکمت فلاسفہ مشائین اور اشراقین کو زبان عبرانی سے جو حکما رکی

زبان بھی عربی میں نقل کی جائے۔ جب سے اہل اسلام جان لینے لگے کہ حکمت فلاسفہ بھی کوئی چیز ہے اولیاء کی کرامات اور اون کا اشراق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اور بعد آپ کے ہر زمانہ میں روز افزون رہا اور قیامت تک رہیگا انشاء اللہ تعالے اور حکمت اشراقیین کو معجزات عیسویہ نے ذلیل کئے اودھر علماء امت محمدیہ نے اوس کی تردید کئے کیونکہ بعض مسائل حکمت فلسفہ کے مخالف اصول اہل اسلام ہیں کہ علماء اہل اسلام اوس کی تردید کی طرف متوجہ ہوئے پس فیما بین اصول فلسفہ اور اصول اسلامیہ باعتبار بعض مسائل کے مخالفت ہے۔ پس اشراقیت حکماء اشراقیین کی اہل اسلام میں کہاں سے آنے لگی بلکہ اشراقیت حکماء اشراقیین کی نور اسلام کے روبرو ظلمت ہوگئی نور اسلام یہ وہ نور ہے کہ جس کی طرف خدا نے ہمکو ہدایت کیا اور اشراقیت حکماء اشراقیین کی ظلمت ہے جس سے خدا نے ہم کو نکالا خدا ہمارا حامی اور مددگار ہے حکماء اشراقیین کا نہیں اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ توضیح اوس کی یہ ہے کہ جب حکمت فلاسفہ اسلام میں شائع ہوئی تو اصول اسلامیہ میں اوس کی تشیوع سے فساد واقع ہوا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب منقذ من الضلال میں تحریر فرمائے ہیں کہ تین مسئلوں میں حکماء فلاسفہ کی تکفیر ہے اونمیں سے ایک یہ ہے کہ خدا کو علم کلیات ہے

علم جزئیات نہیں ہے اس سے خدا کے احاطۂ علمی کا انکار لازم آتا ہے
جو نص قرآنی سے ثابت ہے ان اللہ قد احاط بکل
شیءٍ علما اور سترہ مسائل میں اون کی تفسیق ہے اون میں
سے ایک یہ ہے کہ آسمان کو خرق والتیام نہیں جس سے انکار
معراج شریف نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آتا ہے جو باحادیث صحیحہ
ثابت ہے۔ حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تہافۃ الفلاسفہ
ایک کتاب لکھی ہے جس میں اصول فلاسفہ کا رد اور اصول اسلامیہ
کو ثابت کئے۔ ایسا ہی فخر الدین رازی نے سب علوم فلاسفہ کو
رد۔ یہاں تک کہ طب کو جسکو دینیات سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے
بلکہ جو اہل اسلام بعض مسائل فلاسفہ سے موافق ہوئے
مثل انکار رؤیت الٰہی اور شفاعت نبویہ بروز حشر چونکہ یہ امور
مخالف نصوص شرعیہ تھے اون کو جمہور اہل اسلام اپنے سے خارج
کئے اور نام اوس فریق کا معتزلہ رکھے معنے اوس کے علیحدہ ہونیوالے
جمہور اہل اسلام سے اور اون کے رد میں کتابیں تصنیف کئے
جو علم عقائد وکلام کی کتابیں ہیں۔ پس اشراقیت حکماء
اشراقین کی اسلام میں ظلمت ہوگئی اشراقیت اون کی
اشراقیت اسلام میں کہاں باقی رہی پھر میں نے اون کو کہا کہ آپ
کتب دینیہ اہل اسلام میں بتائے کہ کہیں حصول عجائبات کی
تعلیم ہے یا کتب سلوک میں اولیاء اللہ کے حصول عجائبات کی تعلیم ہے

اگر اس امر کی تلاش میں عمریں بھی صرف کی جائیں کہیں بھی اسکا ثبوت نہیں ملیگا بلکہ سب کتب دینیہ اسلامیہ مملو ہیں بہ اہمیت سلوک راہ حق سے اور کتب سلوک اولیاء اللہ میں اتباع کتاب وسنت سے جو مملو ہے طریق راہ حق سے اب میں اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ حکمار فلسفہ اور اون کے بعض متبعین جو اہل اسلام ہیں وہ کیسی نظر سے ہمارے شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور اور علمار حقانیہ اہل اسلام جو تراؤ حکمت فلسفیہ ہیں وہ کیسے ہمارے شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک ہوئے نفحات الانس میں بعض اکابر سے روایت ہے کہ منام چودھویں جمادی الاخر ۵۰۵ھ پانچسو پانچ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ آپ سریر کرامت پر برآمد اور لوگ اپنے مذہبی عقائد کے کتب آپ کے روبرو قراءت کرتے تھے ایک شخص کو آپ نے فرمائے کہ مرحبا یا شافعی دوسروں کو آپ نے فرمائے مرحبا یا ابا حنیفہ انت الامام الاعظم ایسا ہی ہر ایک شخص اپنی تصنیفات کو آپ کے روبرو قراءت کرتے وہ مقبول حضرت نبویہ ہوتے پھر ایک شخص اپنی کتاب لے کر مجلس میں داخل ہونا چاہا۔ مگر ایک صاحب مجلس شریف سے اوٹھکر وہ اجزار کتاب لے کر پھینک دئے راوی فرماتے ہیں کہ جب سب

اپنی کتاب کی قرارت سے فارغ ہوے تو میں نے ایک کتاب مجلد ہاتھ میں لے کر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو ہوا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کتاب میرے اعتقاد است اور اعتقاد است اہل اسلام کی ہے اگر اذن ہو تو میں اوس کو قرارت کرتا ہوں پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمائے کہ یہ کونسی کتاب ہے میں نے عرض کیا کہ یہ کتاب قواعد عقائد محمد ابن محمد غزالی کی ہے۔ پس اذن نبویہ اوس کی قرارت کے لئے ہوا۔ پس میں نے اوس کی قرارت شروع کیا۔ پس میری قرارت اوس مقام تک پہونچی جو اونہوں نے کہا کہ خدا نے نبی امی قریشی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو طرف تمام عرب و عجم اور جن و انس مبعوث فرمایا۔ پس اس کی سماعت سے آثار بشارت چہرہ نبویہ پر ظاہر ہوئے۔ ارشاد ہوا کہ غزالی کہاں ہیں۔ پس غزالی رحمۃ اللہ علیہ خود آحاضر ہوئے اور آپ پر سلام عرض کئے اور آپ نے اون کے سلام کا جواب دئے اور اپنا دست شریف اون کو عنایت فرمائے اونہوں نے آپ کے دست شریف کو بوسہ دئے اور اپنے چہرہ پر پھیر لئے اور آپ کے روبرو بیٹھ گئے۔ پس نہیں خوش ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرائت سے کسی کتاب کے

جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے خوش ہوئے۔ راوی
کہتا ہے کہ جب میں بیدار ہوا تو اثر کوڑا کا۔ میرے چہرے پر
تھا مثل اسی روایت کے خزینۃ الاصفیا میں ہے۔ نقل
اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے رحمۃ اللہ علیہ
ایضاً نفحات الانس میں ہے کہ کہے قطب وقت شیخ ابو الحسن شاذلی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے واقعہ میں دیکھا سید المرسلین صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو کہ آپ نے بمواجہ سیدنا موسیٰ اور عیسیٰ
علیہما السلام فخر کئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
اور آپ نے حکم فرمائے کہ جو منکر امام غزالی ہیں اون کو تعزیر
دی جائے پس آپ کی تعزیر کے کوڑے کا اثر منکر امام غزالی
رحمۃ اللہ علیہ پر باقی تھا ایضاً شیخ علاء الدولہ رکن الدین
شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے
ہیں کہ اونہوں نے کہے کہ میں مشرف ہوا رویت نبویہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ بوعلی سینا کے حق میں کیا فرمائے
ہیں یعنی وہ کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائے
کہ وہ ایک مرد تھا کہ ارادہ کیا میرے بے واسطہ خدا تک پہونچنے کا
میں اوس کے مانع ہوا اپنے ہاتھ سے۔ پس وہ گر گیا
دوزخ میں بوعلی سینا اہل اسلام سے تھا اوس نے تصنیف

حکمت طب میں مشہور ہیں اوس کو کثرت سے توغل حکمت فلسفہ
کی طرف تھا اوس کا مذہب موافق حکمائے یونان کے یہ تھا
کہ عوام کو انبیاے علیہم السلام کی ضرورت ہے حکما کو نہیں
پس اسی طرف اشارۂ نبویہ ہوا جو باعث اوس کے جہنمی ہونے
کا ہوا۔ شیخ مجدالدین بغدادی جو راوی ہیں فرماتے ہیں کہ
میں اس واقعہ کو اپنے اوستاد مولانا جمال الدین جیلی کو بیان
کیا اونہوں نے تعجب کئے اور کہے کہ میں بھی حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا اور عرض کیا کہ آپ بوعلی سینا
کے حق میں کیا فرماتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمائے کہ خدا نے باوجود علم کے اوس کو گمراہ کیا۔ پھر میں نے
عرض کیا کہ شہاب الدین مقتول کے حق میں کیا فرماتے ہیں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ وہ اوس کی
تبعین سے ہے پھر میں نے علمائے اسلام سے پوچھا کہ یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فخر الدین رازی
کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمائے کہ وہ مرد معتوب ہے۔ وجہ اون پر عتاب کی واللہ اعلم
یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر چند کہ تردید علوم فلسفیہ کے لئے مگر
توغل اون کو علوم معقول کی طرف زیادہ تھا یہاں تک کہ وہ امام
منطقین کی ہوئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائے کہ کہ وہ ایک مرد ہے کہ اپنے مقصود کو پہونچا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ امام الحرمین کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمائے کہ وہ اون لوگوں سے ہے جو میرے دین کی مدد کئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ ابو الحسن اشعری کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمائے کہ میں کہا ہوں اور قول میرا سچا ہے کہ ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت یمانیہ ہے۔ شاید ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ اہل یمن سے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ ایک مرد میرے قریب تھے اونہوں نے مجھ سے کہے کہ یہ سوالات حضرت سے تم کیوں کرتے ہو۔ حضرت سے دعا چاہو تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ مجھکو دعا کی تعلیم کیجئے آپ نے فرمائے کہ تم یہ دعا کہو اَللّٰھُمَّ تب علیّ حتیٰ اتوب واعصمنی حتی لا اعود و حبّب الیّ الطاعات وکرّہ الیّ الخطیٰات پھر میں نے مولانا موفق الدّین کے پاس گیا اور اون کے کلام سے اس واقعہ کی تصدیق کے پائی گئی

شیخ رکن الدّین جو راوی اس روایت کے شیخ مجد الدّین بغدادی سے

ہیں فرماتے ہیں کہ مولانا موفق الدین صاحب مرتبہ ہیں تصدیق
اون کی دلیل ہے صحت واقعۂ شیخ مجد الدین پر رحمۃ اللہ علیہما۔
پس نظر کرو تم اے برادر بو علی سینا اور شہاب الدین مقتول
کی طرف باوجود ہونے اون کے اہل اسلام سے بسبب کثرۃ
اشتغال اون کے علوم فلسفیہ کی طرف بارگاہ نبویہ سے کیسے
راندہ ہوئے اور فخر الدین رازی باوجود رد کرنے اونکے
حکمت فلسفیہ کو اور صرف کرنے اون کے اپنے تمام عمر کو
ایسے کام میں مگر بباعث کثرت اون کے علوم معقول فلسفیہ
کے اور کم توجہی اون کی آثار نبویہ کی طرف جو آپ کے احوال
اور اقوال ہیں کیسے معتوب بارگاہ نبویہ ہوئے اور امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ بہ رد اقوال حکماء فلاسفہ کی تکفیر تین مسئلوں میں
اور تفسیق سترہ مسئلوں میں کرکے متوجہ بآثار و اقوال و احوال نبویہ ہوکر
مقبول بارگاہ نبوی ہوئے۔ اب آپ غور کیجئے کہ اشراقیت
حکمائے اشراقیین کو یہاں اہل اسلام میں کہاں گنجائش ہے
بلکہ علمائے ربانی اشتغال علم کلام سے بھی منع کرتے ہیں اگرچہ
اوس میں تردید اون مسائل فلسفیہ کی ہے جو مخالف شریعت
اہل اسلام ہیں مگر بسبب مذکور ہونے دقائق فلسفیہ کے اوس میں
اوس علم کے کثرت اشتغال سے منع فرماتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار
میں سند متصل کے ساتھ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ میرے چچا شیخ ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ عنہ نے مجھکو سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور کہے کہ یا سیدی یہ میرا برادرزادہ مشتغل ہے علم کلام میں اور میں اوسکو منع کرتا ہوں مانتا نہیں۔ پس حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پھیرے۔ پس خدا نے جمیع مسائل علم کلام کو میرے سینہ سے محو کر دیا اور سب فی الفور میرے سینہ میں علم لدنی کو بھر دیا اور میں علم الٰہی کے ساتھ کلام کرنے لگا۔ حضرت نے فرمائے کہ اے عمر تم اون اولیا سے ہو جو ملک عراق میں آخر مشہور رہونگے۔

صاحب بہجۃ الاسرار حسن بن موسٰے اور ابوالحسن بن ابی بکر سے اور وہ شیخ نجم الدین تفلیسی سے روایت کرتے ہیں اونہوں نے کہے کہ ہم اپنے شیخ شیخ شہاب الدین کے پاس خلوت میں بیٹھے چالیس روز تو چالیسویں روز میں ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ شیخ ایک بلند پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور نیچے پہاڑ کے خلق کثیر جمع ہے اور آپ کے پاس جواہر کثیرہ ہیں اور ایک ناپ ہے کہ وہ بھر کے لوگوں کو تقسیم کرتے ہیں اور وہ جواہر کے تقسیم کی وجہ سے کم ہوتا ہے تو پھر وہ چشمہ جواہر سے اُبلتا ہے۔ پس میں چالیسویں روز کے آخر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا

تاکہ اس واقعہ کی خبر دوں۔ پس شیخ نے میری خبر دینے کے
پہلے ہی فرمائے کہ جو تم نے دیکھے ہو حق ہے وہ اور اس کے
سوائے مثل اسی جواہر کے اور ہیں یہ سب خزانے حضرت
شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ہیں جو معاوضہ میں علم کلام کے شیخ نے مجھکو عنایت فرمائے
کہ آپ کے لئے کشادہ دستی خدا کے طرف سے حاصل ہے اور تصرف
آپ کا نافذ ہے اور خوارق آپکے دائم ہیں ایضاً۔ صاحب بہجۃ الاسرار
باسناد خود شیخ ابو المظفر منصور ابن المبارک سے روایت
کرتے ہیں کہ اونہوں نے کہے کہ میں حضرت شیخ سید عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا
اوس سن میں جو میں جوان تھا اور میرے ہاتھ میں کتاب
تھی کہ اوس میں مسائل علم فلسفہ اور علم روحانیات تھے۔
پس حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے نہ اوس کتاب کو دیکھے اور نہ مجھ سے اوس
کتاب کا حال پوچھے کہ کس فن میں ہے فرمائے کہ اے منصور
یہ کتاب تمہارے پاس ہے تمہارا رفیق برا ہے۔ لیں اوٹھو اور
اس کتاب کو دھو۔ پس میں نے اپنے دل میں قصد کیا کہ
حضرت کے روبرو سے اوٹھ جاؤں اور اس کتاب کو دوبارہ
آپ کی خدمت میں نہ لاؤں بسبب خوف آپ کے

مگر میرا ارادہ اوس کو دھونے کا نہیں ہوا کہ میں اوس کتاب کو
دوست رکھتا تھا اور اوس کے احکام اور مسائل میرے ذہن
میں جمے ہوے تھے۔ پس میں قصد کھڑے ہونے کا کیا۔ پس
حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے میری جانب بنظر تعجب ملاحظہ
فرمائے۔ پس مجھکو قدرت کھڑے ہونے کی نہیں ہوئی اور میں
مثل مقید کے ہو گیا۔ پس حضرت نے مجھکو فرمائے کہ وہ کتاب
مجھکو دو میں حضرت کو دیدیا اور دیکھا تو اوس کتاب کے اوراق
سفید تھے کہ کوئی حرف بھی اوس میں نہ تھا۔ پھر حضرت نے
مجھے وہ کتاب دئے اور میں اوسے کھول کر دیکھا تو اوس
کتاب میں فضائل قرآن ابن ضریس کے بہت خوش خط لکھے
ہوے ہیں۔ پس حضرت نے مجھکو فرمائے کہ تم توبہ کرو اوس
بات سے کہ جو تم زبان سے وہ بات کہو جو تمہارے دل میں نہو
پس میں نے کہا کہ یا سیدی میں نے توبہ کیا۔ پس حضرت نے
فرمائے کہ اوٹھو پس میں کھڑا ہوا اوس حالت میں کہ جو میں نے
مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات کو یاد کیا تھا سب بھلا یا گیا
اور مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات میرے دل سے ایسے
منسوخ کئے گئے کہ گویا ابتدائے عمر سے ابھی میرے گرد اگرد
بھی نہیں آئے اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ کثیر الکرامات اور خوارق عادات تھے۔

بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ الی شیخ پیشوا شیخ علی ابن ہیتی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی ولی کو کثیر الکرامات اور کثیر خرق عادات مثل حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نہیں دیکھا کہ ہم میں سے کوئی شخص جس وقت چاہتا آپ کے کرامات اور خوارق کو بباعث کثرت کرامات اور خوارق آپ کے دیکھ سکتا کبھی خوارق آپ سے ظاہر ہوتے کبھی آپ میں ظاہر ہوتے رضی اللہ عنہ الرضا

بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ قدوۃ پیشوا شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کرامات حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مثل سلک مروارید کے ہیں کہ ایک کے بعد ایک ظاہر ہوتے اور ہم میں سے کوئی شخص چاہتا کہ ہر روز کے کرامات اور خوارق کو آپ کے شمار کریں تو البتہ گن سکتا۔ امام عبد اللہ یافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کرامات حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حد تواتر کو پہونچے کہ اس قدر شیوخ آفاق سے کسی کے کرامات حد تواتر کو نہیں پہونچے

کواکب ظاہرہ میں شیخ عز الدین ابن عبد السلام سے روایت ہے کہ کسی ولی کے کرامات بسبب کثرت اور

تواتر کے درجۂ یقین کو نہیں پہونچے مگر کرامات قطب ربانی سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے انتہیٰ۔

مؤلّف کہتا ہے کہ جب حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اشتغال علم فلسفیہ اور علم روحانیات سے بھی منع فرمائے جو وہ حکمت اشراقین ہے اور حکمت فلسفہ کی قسم ہے یہاں تک کہ اشتغال علم کلام سے بھی منع فرمائے باوجودیکہ اوس میں اہل اسلام کی جانب سے تردیدِ مسائل فلسفیہ ہے مگر من وجہ اوس میں بھی مسائل فلسفیہ کی بحث ہے اگرچہ بوجہ تردید نہ فقط آپنے اون علوم کے اشتغال سے مجرد منع فرمائے بلکہ اون کے سینہ اور کتابوں سے کرامۃً محو فرماکر علم لدنّی اور علم دینی سے اون کے سینہ اور کتابونکو مملو فرمادئے تو کالشمس فی نصف النہار عیاناً۔

یہ امر روشن اور واضح ہو گیا کہ آپ کی کثرت کرامات متواترہ انوار سے اوس نور آلٰہی کے ہے جس نور کو خدانے اپنے نور سے پیدا کیا کہ حکمت اشراقین کی مقابل اوس نور آلٰہی کے ظلمت ہے پس جس وقت کہ آفتاب انوار آلٰہی طلوع ہوا تو اوسکے مقابل ظلمت حکمت اشراقین کیا باقی رہتی ہے اور ظلمت شب تاریک کا اثر بعد طلوع ہونے آفتاب کے کہاں باقی رہ سکتا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ والتابعین تبعھم باحسان الی یوم الدین

قال اللہ تبارک وتعالیٰ وجعلنا اللیل والنہار ایتین فمحونا ایۃ اللیل وجعلنا ایۃ النہار مبصرۃ صدق اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

ذکر وحی اور الہام اور ہواتف کا

جاننا چاہیئے کہ الہام مکمل اولیاء اللہ کا جو کہ مخالف احکام شریعت کے نہ ہو حجت ہے نزدیک حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہ کے اگر وہ امر متعلق بذات اون ولی کے ہو جن پر الہام ہو تو اون پر اوس کا عمل کرنا واجب ہے اگر وہ امر متعلق بہ غیر ہو تو ان غیر پر عمل کرنا اون ولی کے الہام پر واجب ہے ورنہ باعثِ خسران اور نکال ہے جیسا کہ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ ماموربہ الہام آلٰہی بقول قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ ہوئے جو ولی آپ کے قدم مبارک کو قبول کئے اون کے درجات کی ترقی ہوئی اور مخالفین مسلوب الایمان ہوئے۔ فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے

کہ شیخ ابن حجر ہیتمی سے کسی نے سوال کئے خطاب الٰہی سے جس کا
ذکر اولیاء کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے قلب نے میرے
رب سے یہ بیان کیا بعضے فرماتے ہیں مجھ سے میرے رب نے
ایسا خطاب کیا پس ایا اوس کو خدا کی جانب منسوب کیا جائے اور
اوسکو کلام یا حدیث کہا جائے اور کیا فرق ہے فیما بین اوس کلام
کے جس کو انبیاء سنتے ہیں اور اوس کلام کو اولیاء سنتے ہیں اور
کیا حکم ہے اوس شخص کا کہ جوان دو میں سے ایک کا انکار کرے
پس شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اون کو جواب دئے کہ قطب
ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نفعنا اللہ بہ
فرق کئے درمیان نبوت اور ولایت کے اور فرمائے جس کا یہ حاصل ہے
کہ کلام خدا کا انبیاء علیہم السلام کو پہونچنے والا ہے ساتھ فرشتہ روح امین
یعنے جبرئیل علیہ السلام کے اور کلام خدا کا اولیاء اللہ سو وہ بات ہے
کہ ڈالی جاتی ہے ولی کے دل میں بطریق الہام کے ساتھ تسکین قلب
کے جو موجب طمانیت قبول ہے بلا تردد
اور شک کے اور رد کرنا کلام خدا کو جو انبیا علیہم السلام سے ہوا کفر ہے
اور رد کرنا الہام الٰہی کا جو اولیاء کو ہو موجب نقصان کے ہے اور ایک
فقیہہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور بطریق طنز
کے کہا کہ تم کو علم روایت کہاں اور کس کی تسلیم سے حاصل
ہوا انہوں نے فرمائے کہ میرا علم عطائے الٰہی اور خداداد ہے

اوس جانے سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
جو شخص اوس علم پر عمل کرے جو جانتا ہے خدا اوسکو وہ علم نصیب
کریگا جسکو وہ جانتا نہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسم ہیں ایک
ظاہر اور دوسرا باطن۔ پس علم ظاہر خدا کی حجت ہے اوسکی خلق پر یعنی
اگر باوجود علم کے عمل نہ کریگا تو خدا کا مواخذہ ہوگا اور علم باطن وہ علم نافع
ہے پس علم تمہارا اے فقیہہ نقل ہے ایک زبان سے طرف دوسری
زبان کے واسطے سیکھنے کے نہ واسطے عمل کے اور علم میرا خدا کے
علم سے ہے بطریق الہام کے جو خدا نے اپنے نزدیک سے مجھکو
الہام کیا پس فقیہہ نے اون کو کہے کہ علم میرا بروایت ثقات
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ جبرئیل سے وہ خدا سے روایت
کرتے ہیں۔ پس فرمائے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اون فقیہہ
کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایسا بھی علم ہے کہ جس علم پہ
اطلاع جبرئیل کو ہے نہ میکائیل کو علیہما السلام۔ پس فقیہہ نے حضرت
بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کی توضیح طلب کئے۔ پس آپ نے
فرمائے کہ اے فقیہہ کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام اور
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا اور آپ نے خدا کو
دیکھے بالمشافہہ اور کلام کیا خدا نے انبیا علیہم السلام سے بطریق
وحی کے فقیہہ نے کہے کہ ہاں حضرت بایزید نے فرمائے فقیہہ کو
کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ کلام خدا کا صدیقین اور اولیا کے ساتھ

بطریق الہام ہوتا ہے کہ خدا اون کے قلوب میں فوائد ڈالتا ہے
اور اون کی تائید کرتا ہے۔ پس اون سے کلمات حکمت کہلواتا
ہے اور اون سے اُمّت کو فائدہ پہونچتا ہے اور ایک
دلیل ہماری یہ ہے کہ خدا نے والدۂ موسیٰ علیہ السلام کو الہام کیا
کہ تم موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں رکھکر دریا میں ڈالو اور جیسا کہ
خدا نے خضر علیہ السلام پر الہام کیا درباب کشتی اور لڑکے اور دیوار
کے اور خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہے کہ میں نے یہ اپنی جانب
سے نہیں کیا یعنی خدا کے الہام سے اور اوس کے علم سے کیا اور
خدا نے درباب خضر علیہ السلام کے فرمایا کہ ہم نے اپنے نزدیک سے
اون کو علم کی تعلیم کئے۔ حضرات صوفیہ کے پاس خضر بالاجماع ولی
ہیں نبی نہیں ہیں اور جیسا کہ یوسف علیہ السلام قید خانہ میں الہام
کئے گئے۔ پس فرمائے یہ وہ ہے کہ خدا نے مجھکو تعلیم کیا اور تھا یہ امر
بو قبل نبوت کے خبر دئے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت
سیدتنا عائشہ صدیقہ مطہرہ کو رضی اللہ عنہا کہ بنت خارجہ
کو حمل دختر سے ہے اوس وقت کہ اون کا حمل ظاہر نہیں ہوا
تھا اور مثل اس کے بہت ہیں کہ خدا اولیاء اللہ کو خاص کیا ہے
فوائد کے ساتھ جو خدا کے فضل اور احسان کا باعث ہے اون میں
اور یہ تحقیق کہ خدا نے بعض اولیاء کو بعض پر الہام اور فراست
میں فضیلت دیا۔ پس فقیہہ نے کہے کہ مجھے آپ نے اصل علم لدنی کی

بتا دی اور میرے سینے کو سیراب کر گئے پھر ابن حجر رضی اللہ عنہ دلائل حضرات صوفیہ کا رمز فرماتے ہیں کہ الہام حجت ہے جو مخالف شرع شریف نہو۔ حدیث صحیح قدسی ہے خدا نے فرمایا کہ جب میں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو میں اوس کی سماعت ہوتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اوس کی بصارت ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ میرے ساتھ سُنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ بولتا ہے دوسری روایت میں یہ ہے کہ میں اُس کی سماعت اور بصارت اور ہاتھ اور تائید کرنے والا ہوتا ہوں اور حاصل یہ ہے کہ علماء ربانی واقف ہیں علوم اور اعمال اور مقامات اور احوال اور افعال اور تمام حرکات اور سکنات اور ارادات اور خطرات میں وہ معادن اسرار اور مطالع انوار ہیں وہ عارف اور محب اور محبوب اور مقربین سے ہیں۔ خدا اون سے ہم کو نفع دے جب یہ امر ثابت ہوگیا۔ جانا گیا جواب اون چیزوں کا جو سوال میں ہے وہی فرق ہے درمیان خطاب نبی علیہ السلام اور خطاب ولی کے پس اوّل جو خطاب نبی ہے خواہ بواسطہ فرشتہ ہو یا بلا واسطہ بر رؤیائے صادقہ ہو یا دل میں ڈالنے کے ہر ایک اون میں وحی کہلاتا ہے اور یہ کلام ہے کہ جس کی

نسبت خدا کی طرف ہی حقیقتہً اور اوس کا منکر کافر ہے اور قسم ثانی جو خطاب الہی ولی کی طرف ہوتا ہے وہ ایک شئے ہے کہ ڈالا جاتا ہے دل میں جس سے سینہ تسکین پاتا ہے اوس کا نام الہام ہے اور کلام ہے بسبب قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ میری امت میں محدّث ہیں یعنی وہ لوگ جن پر الہام الٰہی ہوتا ہے اور اون میں سے عمر ہیں اور مختلف ہیں علماء درباب حجت ہونے الہام کے جو مخالف شرع نہو۔ پس مذہب راجح فقہا کے پاس یہ ہے کہ الہام حجت نہیں ہے یعنی کوئی امر اس سے ثابت نہیں ہوتا اسواسطے کہ خواطر غیر معصوم کا اعتبار نہیں ہے یعنی اہل سنت کے پاس سوائے انبیاء علیہم السلام سے کوئی قطعی معصوم نہیں ہے یعنی گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے بچنا جن کا واجب ہو وہ فقط انبیاء علیہم السلام ہیں اور اولیاء اللہ اگرچہ اون کے لئے قطعی عصمت نہیں ہے بسبب جواز وقوع ذنب کے اون سے اسی لئے حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ کیا ولی سے فعل زنا صادر ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمائے کہ خدا کا تقدیری امر ہے جو مقرر کیا گیا لیکن اولیاء اللہ کے لئے حفظ الٰہی ہے۔ پس اون سے گناہ صغیرہ واقع ہوتا ہے نہ گناہ کبیرہ غالباً اور حضرات صوفیہ جو الہام اولیاء اللہ کو حجت کہتے ہیں تو اس بناء پر کہتے ہیں کہ الہام خدا کی طرف سے اولیاء اللہ کے قلوب میں واسطے اعزاز و اکرام کے ڈالا جاتا ہے اور یہ انعام الٰہی ہے اولیاء اللہ پر جو سبب ہے اون کے مزید ایقان کا اور غیر کی اصلاح کا۔ کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے

کہ سلطان العلماء عزالدین عبدالسلام نے فرمایا اہل مکاشفات اور
الہامات کا کبھی کشف و الہام برابر ہوتا ہے کبھی خلاف صواب ہوتا
ہے مانند علماء استدلال کے یعنی جو دلیل سے خدا کی ذات وصفات
کو جانتے ہیں اور سب امور غیبی کو دلیل سے جانتے ہیں کبھی اون کی دلیل
صواب پر ہوتی ہے کبھی خطا پر مانند ائمۂ مجتہدین کے رحمۃ اللہ علیہم جو
مسائل شرعیہ کو دلائل کتاب وسنت سے نکال لیتے ہیں اگر دلیل اون کی
صواب پر ہوئی تو دو ثواب ملتے ہیں اگر خطا پر ہو تو ایک ثواب ملتا ہے پس
واجب ہے اون پر یہ کہ تمسک کریں کتاب وسنت پر اور نہ اکتفا کریں مجرد
الہام پر مؤلف کہتا ہے کہ کمل اولیاء اللہ کا کشف اور الہام کبھی خلاف
صواب نہیں ہوتا نہ خلاف کتاب وسنت ہوتا ہے شاید جو لوگ کہ مرتبۂ کمال
کو نہیں پہونچے اون کا کشف و الہام خلاف صواب کبھی ہوتا ہو پس یہ
ارشاد علماء کا بنظر احتیاط ہے۔ کہے ابن سبکی نے جمع الجوامع میں کہ جب نفس
کی صفت امارہ سے تبدیل ہوا اور نفس امارہ نفس ملہمہ ہو جائے تو اوس
نفس پر علوم لدنیہ کا الہام خدا کی جانب سے ہوتا ہے۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ
اپنے رسالۂ تدبیرات الہیہ فی اصلاح المملکۃ الانسانیہ میں لکھے ہیں
کہ فرق فیمابین واردات ملکیہ اور واردات شیطانیہ کے یہ ہے کہ جب وہ
واردات کی حالت تیرے قلب سے گذر جائے پھر تجھکو سردی اور
لذت معلوم ہوا اور الم معلوم نہوا اور نہ صورت اوس کی متغیر ہو بلکہ اوس کے
بعد علم حاصل ہو تو وہ واردات ملکی ہیں اور اگر اقتضاے واردات کے بعد

اعضاء میں شکستگی اور الم اور کرب اور حیرت افکار فاسدہ کے ساتھ پیدا ہو تو وہ واردات شیطانی ہے۔

ذکر ہاتف کا

علامہ شعرانی رسالۂ انوار قدسیہ فی آداب العبودیہ میں فرماتے ہیں کہ مراد ہاتف سے کیا ہے اور ہاتف جو دل میں بات ڈالتا ہے وہ کیا چیز ہے میں اوس کی تفصیل جو شیوخ عارفین کے ارشاد سے مجھکو معلوم ہوئی لکھتا ہوں کہ نافہم لوگ جن کو مراتب وحی کی معرفت نہیں ہے وہ یہ نہ گمان کریں کہ یہ بھی وحی ہے مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے۔ پس جان تو کہ ہاتف جن کا ذکر ہوا ہا تو وہ فرشتہ ہیں یا ولی یا صالحین جن سے ہیں یا خضر علیہ السلام ہیں۔ یا سوائے اس کے کیونکہ خضر علیہ السلام باقی ہیں مرے نہیں۔ اور جو چیز ہاتف دل میں ڈالتے ہیں وہ اقسام پر ہیں اون میں وہ ہیں کہ جو عالم خیال میں ڈالے جائیں مثل پیغمبران کے عالم خیال میں وہ وحی منامی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کے لئے۔ پس جو ڈالا گیا ہے جس میں وہ خیال ہے اور جو کہ اوترا ہے وہ بھی خیال ہے اور بعض اون سے وہ ہے کہ ہوتا ہے خیال عالم محسوسات میں اس چیز پر جو عالم محسوسات میں ہے اور بعض اون سے وہ ہے کہ پاتا ہے

وہ شخص جس کی طرف وہ بات ڈالی جاتی ہے اپنے نفس میں بغیر تعلق حس کے
اور بغیر خیال اوس چیز کے کہ جس کے ساتھ وہ ڈالا گیا ہے وہی مسمی بالہام
ہے کبھی وہ چیز کاغذ پر لکھی ہوتی ہے اور یہ امر اکثر اولیاء کے لئے واقع
ہوتا ہے مثل قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ اور مثل اون کے پس ہمارے
شیخ رضی اللہ عنہ جب خواب سے بیدار ہوتے تو ایک کاغذ پاتے
اوس پر وہ چیز لکھی ہوتی جس کو خدا ادن احکام کو کرنا چاہتا ہے جبکہ یہ امر
قرار پایا۔ پس علوم غیب کو ارواح بندوں کے قلوب پر نازل کرتے ہیں
پس جو شخص کہ اون ارواح کو جانتا ہے تو اون کے ساتھ ادب سے ملاقات
کرتا ہے اور جو اون کو نہیں جانتا اور علم غیب اون سے حاصل کر لیتا ہے
تو وہ شخص مثل کاہنین اور اہل رجز کے ہے۔ پس اسی وجہ سے اہل اللہ
کو دیکھتے ہیں کہ جو ارواح کہ اون کے قلوب پر نازل ہوتے ہیں اور
نہیں دیکھتے ہیں اوس فرشتہ کو جو علوم اون کے دلوں پر نازل کرتا ہے مگر
انبیا علیہم السلام اور مرسلین۔ پس جانا گیا کہ اہل اللہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں
لیکن اون کے قلوب پر علوم نازل کرتے ہوئے نہیں دیکھتے یا اون کے
قلوب پر جو القاء ہوتا ہے اوسکو دیکھتے ہیں اور یہ امر کو جانتے ہیں کہ
القاء فرشتہ کی طرف سے ہے بغیر دیکھے فرشتہ کے پس نہیں جمع
ہوتا ہے درمیان دیکھنے فرشتہ کے اور اوس کے القاء کے مگر نبی
اور رسول۔ پس یہ فرق ہے درمیان نبی کے کہ شرع اون پر نازل
ہے اور درمیان ولی کے جو اون کے تابع ہیں ایضاً اوسی رسالہ میں

علامہ شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جان تو جو چیز کہ انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے اوس کی تعبیر وحی اور شرع سے کرتے ہیں پس وہ اگر خدا کی طرف بحکم صفت کے منسوب ہو تو اوس کا نام قرآن اور توراۃ اور انجیل اور زبور اور صحف ہے اگر وہ خدا کی طرف بحکم فعل ہو تو اوس کا نام حدیث اور سنت اور خبر ہے اور بہ تحقیق کہ خدا کی شرع کے احکام نازل کرنے کا دروازہ بند کر دیا گیا اور نہیں بند کیا خدا نے دروازہ علم اوس چیز کا جو خدا کی طرف سے نازل ہوی ہے پس اوس کے علم کا دروازہ اولیاء کے قلوب پر بند نہیں ہوا پس تنزیل روحانی اولیاء اللہ کے لئے باقی ہے تا کہ وہ خدا کی طرف بلانے میں بصیرت پر ہوں بسبب اوس علم کے جو تنزیل روحانی ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع طریق دعوت حق میں کئے ویسا ہی آپ کی اتباع علم تنزیل کے حصول میں کئے اس لئے خدا کا ارشاد آپ کو ہوا قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی پس ولی خدا کی طرف ابتداء دعوت نہیں کرتے بخلاف نبی کے بلکہ ولی خدا کی طرف دعوت کرتے تو وہ نبی کی دعوت کی حکایت کرتے ہیں پس لسان ولی کی بیان کرتی ہے دعوت کو رسول کے اسی لئے علماء نے کہے کہ اگر ولی وہ چیز کہیں جو مخالف رسول کے ہے تو وہ نائب نہیں ہوے اوس امر میں اور نہ بصیرت پر ہوئے اس لئے کہ جو بصیرت پر ہیں تو انکی علم میں تزلزل نہیں واقع ہوتا ہے کیوں کہ علم اولیاء اللہ کا جو ہے انبیاء کے علم سے وہ بے نظر و فکر ہے وہ حق الیقین ہے جب کہ تم نے یا مرجان لئے

تو یہ امر معلوم ہوگیا کہ القا رہاتف میں وہ چیز نہیں ہے جس سے ......
دعویٰ نبوت کا وہم کیا جائے۔
کتاب انسان کامل میں لکھا ہے کہ جو علم تجھ پر وارد ہو تو تین وجہ سے خالی نہیں ہے ایک مکالمہ ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ تیرے قلب پر خواطر ربانی یا ملکی وارد ہوویں یہ علم نہیں ہے۔ راستہ اس کے رد اور انکار کا اس لئے کہ مکالمات حق تعالےٰ کے اور اخبارات اوس کے بندوں کے سات دل کے مقبول ہیں بانحاصہ ممکن نہیں ہے کسی مخلوق کیلئے اس کا دفع اور علامت مکالمتِ حق تعالےٰ اپنے بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ اوس کو وہ بندہ بالبداہت و بالضرورت جان لے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کی سماعت مقید کس جہت کے ساتھ نہو اگر کسی جہت سے سُنا ہو تو اوس سامع کو ممکن نہو کہ اوس کلام کو خاص کرلے اوسی جہت کے سات سوا دوسری جہت کے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شجرہ سے کلام الٰہی سُنے اور اوس کو مقید کسی جہت کے سات نہیں فرمائے اور شجرہ جہت ہے اور خاطر ربانی خاطر ملکی سے قریب ہے قبول میں لیکن نہیں ہے اوس کے لئے یہ قوۃ مگر جس وقت کہ اعتبار کی جائے خاطر ربانی خاطر ملکی ہیں تو وہ بھی بالضرورۃ مقبولِ قلب ہوتی ہے اور جو امر کہ خدا کے جانب سے وارد ہوتا ہے فقط بطریق مکالمت ہی نہیں ہوتا بلکہ خدا کے تجلیات بھی ایسے ہی ہیں۔ پس خدا جب کہ اپنے بندہ پر اپنے انوار سے تجلی کرتا ہے تو بندہ بالضرورۃ پہلی ہی وہلہ میں جان لیتا ہے کہ یہ نور حق ہے برابر ہے کہ یہ تجلی صفاتی ہو یا

ذاتی ہو تجلی علمی ہو یا غیبی پس اوس کو خوب سمجھو یہ دریا ہے جس کو کنارہ نہیں ہے لیکن الہام جو قلب میں ڈالا جاتا ہے تو مبتدی کا طریقہ اسمیں یہ ہے کہ اوس کو مطابق کرے کتاب وسنت پر پس اگر کتاب وسنت سے شواہد اوس الہام کے تجھ کو معلوم ہوں تو وہ الہام الٰہی ہے اگر کتاب و سنت سے اوس کے شواہد تجھ کو معلوم نہوں تو تو اوس پر عمل کرنے سے توقف کر اور فائدہ توقف کا یہ ہے کہ شیطان کبھی قلب میں مبتدی کے کوئی چیز ڈالتا ہے پس وہ جانتا ہے کہ یہ الہام الٰہی ہے پس خوف ہے کہ یہ بھی ازیں قبیل ہو اور بعزم جزم خدا کے طرف توجہ کرے ساتھ تمسک اصول شرعی کے یہاں تک کہ خدا تجھ پر مکشوف کرے معرفت اس خطرہ قلبی کی انتہی مؤلف کہتا ہے کہ خاکسار پہلے ہی اشارہ کیا تھا کہ مبتدی کو تردد ہے کہ آیا یہ الہام الٰہی ہے یا نہیں اور خطا کشف اور الہام میں جو علماء فرماتے ہیں مبتدی کے لئے ہے کاملین کے کشف و الہام میں نہ خطا ہوتی نہ اون کا الہام خلاف کتاب وسنت ہوتا صاحب انسان کامل جو اولیاء کاملین سے ہیں اوس کی تصحیح فرمادئے۔ والحمد للہ علی ذالک

بیان قدیم ہونے قرآن کا

اہل اسلام میں اس امر کے بہت سے مباحث درپیش ہوئے کہ قرآن قدیم ہے یا حادث۔ خلفاء عباسیہ کے وقت میں بہت سے لوگ قتل ہوئے ایسے ابحاث میں مگر قول فیصل اسمیں یہ ہے کہ یہ مسئلہ کچھ ضروریات دین

نہیں ہے کہ بحث اسمیں ضروری ہو عہد نبویہ میں اس کے بحث نہیں ہوئے
نہ عہد تابعین اور تبع تابعین میں۔ پس بحث اس بات میں
میں بدعت ہے اگر کسی شخص کو یہ مسئلہ سمجھنا ضرور ہو تو یوں سمجھے کہ قرآن
لفظ مشترک ہے کہ کلام جو صفات سبعۂ الٰہی سے ہے وہ بھی قرآن ہے جیسا
کہ خدا نے فرمایا بل ھو قران مجید فی لوح محفوظ پس صفات الٰہیہ
قدیم ہیں بدیں اعتبار قرآن قدیم ہے اور قرآن نام الفاظ کا بھی ہے جس کی
ہم تلاوت کرتے اوس کو بھی خدا نے اپنا کلام کہا جیسا کہ خدا نے فرمایا حتّٰی
یسمع کلام اللہ پس ہمارے مسموع یہ الفاظ ہیں جس کو ہم تلاوت کرتے ہیں
اور خدا نے قرآن کو عربی فرمایا پس عربی الفاظ ہیں پس قرآن نام اُن الفاظ
کا ہوا جس کو ہم تلاوت کرتے ہیں قرآن نام ان نقوش کا بھی ہے جو مصاحف
میں لکھا جاتا ہے خدا نے فرمایا لا یمسّہ الّا المطھرون تنزیل من رب
العالمین پس مس نقوش کو ہوتا ہے نہ الفاظ کو پس یہ نقوش کا نام بھی قرآن
بعنی اُولیٰ قدیم اور بمعنی آخرین حادث اور مخلوق ہے۔
بادشاہ کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں یہ وہ کلام ہے جو صفت بادشاہ کی
ہے وہ فرمان شاہی ہوتا ہے پھر اوس کو نقلاً بیان کریں وہ بھی فرمان
شاہی ہے اور جس کاغذ پر اوس کو لکھیں وہ کاغذ بھی فرمان شاہی ہے۔

بیان انواع نزول وحی کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر

کتاب خزینۃ الاسرار میں لکھے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب اصناف

نزول وحی کے جمع کیے گئے جو انبیاء سابقین پر نازل ہوئی ۔ کہے ابن قیم وغیرہ علماء نے کہ مراتب وحی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بوجوہ متعددہ کامل فرمایا الاول رؤیا صادقہ پس جو خواب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتا اوس کا ظہور مثل فلق صبح کے ضرور ہوتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے الثانی جبرئیل آپ کے قلب شریف میں اوس کو ڈالتے جو اون کو آپ نہیں دیکھتے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ روح قدس یعنے جبرئیل نے میرے قلب میں ڈالے ہیں کہ کوئی شخص نہ مرے گا یہاں تک کہ اوس کا رزق پورا ہو ثالث یہ کہ جبرئیل بصورت انسان نازل ہو کر آپ سے مخاطب بوحی الٰہی ہوتے جیسا کہ حدیث میں آیا کہ جبرئیل علیہ السلام آپ پر بصورت دحیہ کلبی صحابی کے وحی الٰہی کے ساتھ نازل ہوئے الرابع آپ پر وحی مثل صلصلۃ الجرس کے نازل ہوتی یہ آپ پر سخت ترین انواع وحی تھا کہ شدت سرما میں آپ سے عرق جاری ہوتا الخامس کہ جبرئیل اپنے صورت اصلی پر آپ پر ظاہر ہوئے چھ سو ۶۰۰ پر تھے اور یہ دو بار ہوا جیسا سورہ نجم میں ہے السادس خدا آپ سے آسمان پر کلام کیا جیسا کہ شب معراج میں آپ کی امت پر پانچ نماز فرض ہوئے السابع خدا نے مثل موسیٰ علیہ السلام کے آپ سے کلام بلا واسطہ کیا اور بعضوں نے ایک مرتبہ سے زیادہ کئے دس مرتبہ ثامن وہ ہے جو حق تعالیٰ کا کلام آپ کے لئے بعالم رؤیا ہوا جیسا کہ حدیث زہری میں آیا ہے کہ خدا حسن صورت میں آیا اور کہا کہ کس چیز میں فرشتے بحث کرتے ہیں الخ

اور حلیمی میں ذکر کیئے کہ وحی آپ پر چھیالیس قسم پر آتی اور اوس کو بیان بھی کئے اور اکثر اون اقسام کے صفات حال وحی کے ہیں جیسا کہ فتح الباری میں ہے اور مجموع اون اقسام کا داخل ہے اون اقسام میں جو ہم نے اوسکو بیان کئے وَاللہُ اَعْلَمُ اور ابن منیر نے بیان کئے کہ حال اختلاف اوس وحی کا باختلاف اوس کے مقتضی کے تھا یعنی اگر وحی بشارت کے سات نازل ہوتی تو جبرئیل بصورتِ آدمی نازل ہوتے اور وحی کو آپ سے بیان کرتے بغیر کدکی اگر وحی واسطے ڈرانے کے نازل ہوتی تو وہ مثل صلصلۃ الجرس کے نازل ہوتی

ذکر نزول جبرئیل علیہ السلام کا انبیاء علیہم السلام پہ

خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

ابن عادل نے اپنے تفسیر میں لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چوبیس ہزار بار نازل ہوئے اور آدم علیہ السلام پر بارہ بار اور ادریس علیہ السلام پر چار بار اور نوح علیہ السلام پر پچاس بار اور ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس بار اور موسیٰ علیہ السلام پر چار سو بار اور عیسیٰ علیہ السلام پر دس بار جبرئیل نازل ہوئے طبرانی روایت کئے کہ آدم علیہ السلام پر چودہ بار اور نوح علیہ السلام پر باون بار عالم صغر میں اور باقی عالم کبیر میں اور عیسیٰ علیہ السلام پر دس بار تین بار عالم صغر میں اور باقی عالم کبیر میں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

عالم صغر میں آپ کے چوّدہ بار باقی عالم کبیر میں واللہ اعلم۔

ذکر جمع قرآن کا ایضاً خزینۃ الاسرار میں

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن جمع تو تھا لیکن ایک جائے جمع نہیں تھا نہ قرآن کے سوروں کی ترتیب تھی پس جمع قرآن صحیفوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا اور آپ نے ہی پہلے قرآن کا نام مصحف رکھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں قرآن مصاحف میں لکھا گیا۔ ایسا ہی قسطلانی ابن ابی شیبہ سے روایت کئے ہیں

ابتداء وضع اعراب اور نقطوں کا مصحف میں ایضاً خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

پہلے مصاحف جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں لکھی گئی تھے نقطوں اور شکل اور اعراب سے معرّا تھی وجہ اوس کی یہ تھی واللہ اعلم کہ سب لوگ عرب تھے غلطی نہیں جانتے تھے اور بسبب اون کے اہل لسان ہونے کے علم نحو بھی نہیں تھا۔ پہلے جو واضع علم نحو ہوا اور شکل معرب کو مصاحف میں رکھے ابو الاسود و دلی تابعی بصری تھے بیان کیا گیا کہ انہوں نے سنے ایک قاری نے جو قرأت کیا اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ بکسر لام رسول کی پس اون پر یہ امر بہت گراں ہوا اور انہوں نے کہے کہ خدا بزرگ تر کہ

اس بات سے کہ وہ اپنے رسول سے بری ہو پھر اونہوں نے شکل اعراب کو
مصاحف قرآن میں رکھے اور رکھی اون کی علامت سرخ نقطوں سے
پس علامت فتح کی نقطہ حروف کے اوپر اور علامت ضمہ کی نقطہ حروف کے
سامنے اور علامت کسرہ کی نقطہ حروف کے نیچے اور علامت غنہ یعنے تنوین
دو نقطہ پھر نکالا خلیل ابن احمد فراہیدی نے یہ صورت تشدید اور مد اور ہمزہ
اور علامت سکون اور علامت وصل کو اور منتقل کیا اعراب کو نقطہ سے
طرف ان صور کے جواب ہیں لیکن نقطے حروف کے تمیز کے لئے پس پہلے
اوس کو شریف نصر ابن عاصم لیثی نے وضع کیا حکم سے حجاج ابن یوسف
کے جو امیر عراق اور خراسان کا تھا اور سبب اوس کا یہ تھا کہ چالیس اور
چند سال سے لوگ مصحف عثمانیہ میں پڑھتے تھے عہد عبد الملک ابن مروان
تک بہت سے غلطیاں واقع ہونا شروع ہوئیں وہ باہمہ اغلاط مصاحف ملک
عراق میں پھیلے - پس حجاج نے حکم کیا کہ جو حروف کہ باہم مشابہ ہیں علامات
بنائی جائیں - پس متوجہ ہوئے اس طرف نصر ابن عاصم مذکور اونہوں
نے حروف پر ایک ایک دو دو دفعہ نقطہ رکھے اور لفظوں کی جائے
میں علیحدہ علیحدہ کئے پس پہلے نقطہ با اور تا پر رکھے اور کہے کہ کچھ خوف
نہیں ہے کہ وہ اوس کا نور ہے پھر نو پیدا کئے نقطوں کو نزدیک منتہی
آیتوں کے پھر نو پیدا کئے ابتدا اور خواتم آیات کو پس ابو الاسود وہ
پہلے شکل اعراب کی لکھی پھر نصر ابن عاصم نے اونکی بعد نقطے بنائے پھر
خلیل ابن احمد نے اعراب کو اس صورت پر لکھے پھر باوجود شکل اعراب کے

اور نقطے بنانے کی غلطیاں واقع ہونا شروع ہوئیں پھر اُس کے
سبب کی تلاش ہوئی جس سے یہ غلطیاں واقع نہ ہوں مگر
کوئی اون کو ایسا سبب نہ ملا جس سے غلطیاں رفع ہو سکیں سوائے
اس بات کہ زبان سے قاریوں کی قرارت قرآن کی تلقین ہوئیں
جو علماء امت کہ علم قرارت میں کامل سمجھے وہ اسطرف متوجہ ہوے
اور بہت اس میں کوشش کئے اور حروف اور قراروں کو جمع کئے
اور وہ چیز بیان کئے جو صواب تھی اور اشکال کو زائل
کئے رضی اللہ عنہم انتہی یعنی علم قرارت اور علم تجوید کو ایجاد کئے
لیکن وضع اعشار یعنی دس دس آیات کے بعد عشر آیات لکھنا جو
بعضی قرارتوں میں دیکھا گیا ہے اوسمیں بعضوں کا یہ قول ہے کہ مامون
خلیفہ عباسی کے حکم سے ہوا بعضوں سے روایت ہے کہ عہد
حجاج میں قرآن کے تین جز ہوئے۔ ایسا ہی تفسیر روح البیان
میں ہے۔

ابتداء خط عربی وغیرہ کی ایضاً خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

کہ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہے کہ آدم علیہ السلام اپنے وفات کے
تین سو سال قبل کتابت عربی اور سریانی اور کل خط ایجاد فرماکے
اور ایک ٹیکری پر لکھ کے اوس کو جلائے پھر جو آدم علیہ السلام

سے لکھے تھے اوس کو ادریس علیہ السلام نے نکالے یہی اصح قول ہے
اور پہلے یوسف علیہ السلام نے کاغذ کو ایجاد کئے اور خط فارسی کو
پہلے طہمورث جو تیسرا بادشاہ ملک فارس کا تھا ایجاد کیا اور پہلے خط عربی
یعرب ابن قحطان نے لکھا کہ وہ زبان عربی اور سریانی کرتا تھا اور خط نسخ
عربی کو ابن مقلہ وزیر مقتدر باللہ پھر قاہر باللہ نے ایجاد کیا پس وہ
اول ہے کہ منتقل کیا خط کوفی کو طرف طریق عربیت کے یعنی نسخ کی
پھر ابن بواب آیا اور ابن مقلہ کی طریق کو مہذب کیا اور اوس کو
تازگی اور حسن کا لباس پہنایا پھر یاقوت جو عہد میں معتصم باللہ خلیفہ
عباسی کے تھا اور بڑا خوشنویس تھا کمال خوشنویسی کو ختم کیا اور
کمال کو پہونچایا پھر شیخ احمد اللہ اماسیوی آئے اور زیادہ اوس کو
زینت دیئے کہ اوس سے زیادہ زینت ابھی تک نہیں ہوئی رضی اللہ
عنہم اجمعین۔

فوائد متعلقہ بر ختم قرآن مجید ایضاً خزینۃ الاسرار سے۔

روایت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمائے کہ خوب نہیں سمجھا جس نے تین دن یا تین رات
سے کم میں قرآن ختم کیا پھر ایک جماعت سلف نظر بظاہر حدیث
تین رات یا تین روز میں ختم کرتی ہمیشہ اور اوس سے کم میں ختم
کرنا مکروہ جانتی اور نہیں عمل کی اوس پر دوسری جماعت نے کیونکہ

اصولیین کے پاس مفہوم مخالف عدد کا حجت نہیں ہے پس ختم کی ایک
جماعت نے ایک روز وشب میں ایکبار دوسروں نے دوبار اور
ایک جماعت تین بار اور جو لوگ ایک رکعت میں قرآن ختم کیئے
اون کی گنتی نہیں ہے اور زیادہ کی ختم کو تین روز پر ایک جماعت نے
پس ایک جماعت ہر ماہ میں ایکبار اور ایک جماعت دو ماہ میں ایکبار
اور ایک جماعت دس روز میں ایکبار اور ایک جماعت ہر سات روز
میں ایکبار اور اوس پر عمل اکثر صحابہ کا ہے اور اون کے غیر کا رضی اللہ
عنہم اجمعین اون صحابہ میں سے عثمان بن عفان اور زید ابن ثابت
اور ابن مسعود اور ابی ابن ابی کعب ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین کہ وہ اول
قرآن سے سورۂ انعام تک روز جمعہ اور ہفتہ کو انعام سے یونس تک
اور اتوار کو یونس سے طٰہٰ تک پیر کو طٰہٰ سے عنکبوت تک اور منگل کو عنکبوت
سے زمر تک اور چہارشنبہ کو زمر سے واقعہ تک اور پنجشنبہ کو واقعہ سے
آخر قرآن تک ختم کرتے جس کے لئے کوئی مہم پیش ہو اور وہ قرآن کے
بلا ناغہ کئی ختم کرے پھر خدا سے دعا کرے خدا اوس کی دعا کو قبول کرتا ہے
اور اوس کے مقاصد کو حاصل کرتا ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے فمی بشوق فا سے اشارہ فاتحہ کے طرف میم سے
مائدہ کے طرف یا سے یونس کے طرف با سے بنی اسرائیل کے طرف
شین سے شعرا کی طرف واو سے والصافات کی طرف ق سے سورۂ ق کی
طرف آخر قرآن تک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمائے کہ تم قرآن کو سات روز میں ختم
کرو اور اس سے زیادہ مت کرو اس کو ختم احزاب کہتے ہیں امام نووی
فرماتے ہیں کہ ختم کے باب میں مذہب مختار یہ ہے کہ مدت ختم قرآن مدۃ
مختلف ہے باختلاف اشخاص کے پس جس شخص کو دقائق قرآن
اور اون کے معارف کی فکر بوقت تلاوت نصیب ہوتی ہے تو
قرآن کا ختم اوسی مدت پر اختصار کرے کہ جس مدت میں یہ فکر نصیب
ہوسکتی ہے ایسا ہی جو شخص کہ تعلیم علوم دینیہ کی طرف یا فصل خصومات
کی طرف یا سوا اس کے مہمات مسلمین کی طرف مصروف ہے تو ایسے
مدت میں وہ ختم قرآن کرے جو اون امور کو مانع نہ ہو اور جس شخص
کے لئے اس میں سے کوئی بھی اشتغال نہ ہو پس جسقدر ممکن ہو اوسقدر
ختم قرآن زیادہ کرے مگر کثرت ختم حد ملالت کو نہ پہونچے جو وہ سرعت
قرات ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ سید جلیل ابن کاتب صوفی ختم
قرآن دن میں چار بار رات میں چار بار کرتے تھے اور روایت ہے
شیخ موسیٰ سدرانی سے کہ وہ اصحاب شیخ ابی مدین مغزلی سے تھے کہ وہ شب و
روز میں ستر ہزار بار ختم قرآن کرتے اور اون سے یہ بھی روایت ہے کہ
بعد بوسہ دینے حجر اسود کے طواف میں قرآن شروع کرتے اور جب محاذی
باب کعبۃ اللہ کے آتے قرآن ختم کرتے اور اون کے بعض اصحاب اون سے
قرآن کو حرفاً حرفاً سنتے ایسا ہی ذکر کئے امام غزالی احیاء میں اور ملا علی
قاری نے شرح مشکوٰۃ میں مؤلف کہتا ہے کہ ایسا ختم خوارق اور طاقت

بشری سے خارج ہے روایت کئے فردوس نے عمران شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ جس وقت بندۂ مسلمان قرآن ختم کرتا ہے تو اوسپر ستر ہزار فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ایسا ہی جامع صغیر میں ہے۔ فقیہ ابواللیث نے اپنی کتاب بستان میں لکھے ہیں کہ قاری کو چاہیئے کہ ایک سال میں دو بار ختم کرے اگر اس سے زیادہ پر قادر ہو تو احسن ہے آین زیاد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہ سال میں دو بار ختم قرآن کرے تو اوس نے قرآن کا حق ادا کیا کیونکہ جس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفات ہوا اوس سال میں جبرئیل علیہ السلام دو بار قرآن آپ پر عرض کئے اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاخیر ختم قرآن کی چالیس روز سے زیادہ کرنا مکروہ ہے بلا عذر اس لئے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ کس قدر مدت میں قرآن ختم کیا جائے تو آپ نے فرمائے کہ چالیس روز میں روایت کئے اوس کو ابوداؤد نے ایسا ہی اتقان میں ہے

(ف)

آداب قراءۃ قرآن مجید کی

خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

فرمائے بعض علماء نے کہ قرارت قرآن مجید کی بزرگی خدا تعالیٰ نے

انسان کو سرفراز فرمایا اور بہ تحقیق وارد ہوا کہ ملائکہ کو یہ بزرگی نہیں دیگئی اور وہ حریص ہیں کہ قرآن بشر سے سنیں۔

افضل اوقات قرات قرآن مجید کے الیضاً

من خزینۃ الاسرار

(۵)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ افضل اوقات تلاوت قرآن کی نماز فرض ہے امام بیہقی نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیے کہ مستحب ساعت تلاوت قرآن کی فرض نماز ہے اور بعد نماز فرض کے مستحب ساعت تلاوت کے شب ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کی وَمِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُوْنَ اٰيَاتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ اور ساعت نصف آخر شب افضل ہے نصف اول شب سے پھر فیما بین صبح و عشاء دن میں بھی بعد نماز صبح کی مستحب ہے اور نہیں مکروہ ہے تلاوت قرآن کوئی وقت بسبب کسی وجہ کے اور جو روایت کئے ہیں ابن ابی داؤد و معاذ ابن رفاعہ سے وہ اپنے مشائخ سے کہ اونھوں نے بعد عصر اور صبح کی تلاوت قرآن کو مکروہ جانے اور کہے کہ وقت درس یہود کا ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور ایام سے یوم مستحب تلاوت کا یوم عرفہ اور پھر جمعہ پھر دوشنبہ پھر پنجشنبہ اور عشرہ آخر رمضان کا اور عشرہ اولی ذیحجہ کا اور مہینوں سے ماہ رمضان

اور افضل وقت تلاوت کا شب جمعہ اور وقت ختم کا شب پنجشنبہ ہے اور شب میں اول شب اور روز میں اول روز اس لئے کہ ملائکہ اس وقت قاری پر رحمت بھیجتے ہیں روایت کئے اس کو ابونعیم ایسا ہی تفسیر اتقان میں ہے

آداب وقت ختم قرآن مجید کے میں

خزینۃ الاسرار

مسنون ہے روزہ دن ختم قرآن مجید کے روایت کئے بزاز نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو جو شخص کہ ختم قرآن بحالت صوم کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور کتاب احیاء غزالی میں لکھا ہے کہ دن میں اگر ختم ہو تو سنت فجر میں اگر شب میں تو سنت مغرب میں ختم ہونا افضل ہے مستحب ہے کہ وقت ختم قرآن کے اپنے اقربا اور دوستوں کو جمع کرے روایت کی طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت وہ ختم قرآن کرتے تو اپنے اہل کو جمع کرتے اور دعا کرتے اس لئے کہ وقت ختم قرآن کے دعا مستجاب ہے اور رحمت نازل ہوتی ہے۔ مستحب ہے وضو وقت تلاوت قرآن کے اس لئے کہ وہ افضل اذکار ہے۔ کہی امام الحرمین نے کہ تلاوت قرآن کی بے وضو مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی حالت میں قرأت فرماتے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن حائض اور نفساء اور صاحب

جنابت اور حیض و نفاس والی کو قرأت حرام ہے ہاں مصحف میں دیکھنا اور دل میں قرآن پڑھنا جائز ہے لیکن نجس چیز کو کھا کر تلاوت قرآن مکروہ اور بعضوں نے کہا کہ حرام ہے جیسا کہ مصحف کو ہاتھ لگانا نجس ہاتھ سے۔

آداب قرأت باعتبار مکان و ہیئت جلوس کے

مسنون ہے قرأت قرآن مکان نظیف میں افضل مکان قرأۃ مساجد ہیں اور مکروہ جانی ایک قوم فقہا قرأت حمام اور رستوں میں امام نووی نے کہا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ دونوں جا سے قرأت قرآن مکروہ نہیں مسنون ہے قاری قرآن متوجہ قبلہ کی طرف ہو اور حالت خشوع و خضوع میں ہو ساتھ سکینت اور وقار کے سر کو جھکایا ہو اور مسواک کری واسطے تعظیم و توقیر قرآن مجید اور پاک کرنے منہ کے بعض فتاوی میں لکھا ہے کہ جائز ہے قرأت چلتے ہوئے اور اہل حرفہ کام کرتے ہوئے اگر خلوص دل سے قرأت ہو سکے اور نہ قرأت کی جائے غیر طاہر جائے میں ایسا ہی فتاوی حلبی میں ہے اور مکروہ جانے شعبی نے قرأت جائے خس و خاشاک میں اور جہاں چکی چلتی ہے اور مکروہ ہے مقرر کرنا قرآن کا اپنی وجہ معیشت کہ کسب اپنا اس کو مقرر کرے بہ سبب وارد ہونے وعید کے اسباب میں مکروہ ہے قطع کرنا قرآن کا کسی سے بات کرنے کے لئے اس لئے کہ خدا کے کلام پر کسی کے

کلام کو فضیلت نہیں ہے اور مکروہ ہے قاری کو کھڑا ہونا تعظیم کے لئے بغیر
اوس کے کہ والد ہو یا معلم ہو اور پکار کے ہنسنا اور فعل لغو کرنا یا دیکھنا
لہو ولعب کے طرف۔ قراءۃ قرآن دیکھکر افضل ہے حفظ پڑھنے
سے اس لئے کہ قرآن کو دیکھنا عبادت مستقلہ ہے۔ روایت کئے طبرانی
اور بیہقی نے اوس ثقفی سے کہ قراءت حفظ سے ہزار
درجہ اور قراءت مصاحف کو دیکھکر اوس کے مضاعف یعنی دو ہزار
درجے تک مسنون ہے قراءت آہستہ باد ار حروف قال اللہ تعالیٰ۔ و
رتل القرآن ترتیلا اور کتاب تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اختلاف
ہے فیما بین علماء کے اس امر میں کہ قرآن آہستہ باد ائی حروف کم
قراءت کرنا یا جلد قراءت کرنا یا زیادہ قراءت کرنا افضل ہے۔ پس اسباب
میں بہترین اقوال یہ ہے جو ہمارے بعض ائمہ نے کہے ہیں کہ قراءت
باہستگی کا مرتبہ بڑا ہے اور سرعت سے جو قرآن زیادہ قراءت کیا جاتا
ہے۔ اوس کا ثواب عدد میں زیادہ ہے اس لئے کہ ہر حرف کے لئے
دس نیکیاں ہیں۔ مسنون ہے تدبر و غور و معانی و مضمون وقت قراءت
قرآن شریف کہ جو مقصود عظم ہے اور اس سے سینہ کشادہ ہوتا ہے اور دلکو
بشارت حاصل ہوتی ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے افلا یتدبرون
القرآن۔ مستحب ہے بکا وقت تلاوت قرآن اگر یہ از خود حاصل نہ ہو تو بتکلف
رلانے کے اور خشوع اور حزن کریں اپنے گناہ اور قیامت کے احوال پر خدا
فرمایا۔ یخرون للاذقان یبکون اور یہ باعث رکا کے

اجر اور بشارت جنت کی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے نہیں مضایقہ ہے آیت کو مکرر قراءت کرنے میں اور بار بار پڑھنے میں روایت ہے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شب میں اس آیت کو بار بار مکرر پڑھا ان تعذبھم فانھم عبادک۔ یہانتک کہ صبح ہوئی قراءت قرآن کرے وضو کے ساتھ متوجہ قبلہ کیطرف ہوکر یا کھڑا ہوکر یا بیٹھکر لیکن چار زانو اور تکیہ لگائے ہوئے نہ پڑھے اور بیٹھے ہیئت ادب کے ساتھ جیسا کہ اپنے اوستاد کے روبرو بیٹھتا ہے اگر بغیر وضو یا لیٹ کے قراءت کرے تو اوس کے لئے بھی ثواب ہے لیکن اول سے کم اور افضل احوال قراءت یہ ہے کہ نماز میں کھڑے ہوکر پڑھے۔ امام نووی نے کہا کہ سورہ فاتحہ سے قرآن حافظ کرنا افضل ہے۔

فتویٰ دیا بعض متاخرین نے کہ حفظ قرآن افضل ہے اشتغال دوسری عبادات فرض کفایہ سے اور حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ میری امت کے گناہ مجھکو بتلائے گئے۔ پس میں نہیں دیکھا بڑا گنہگار اوس مرد سے کہ یاد کیا آیت کو پھر بھول گیا اور بھولنا ہمارے علماء کے پاس محمول ہے اوس حالت پر کہ وہ شخص دیکھکر بھی قراءت نہ کرسکے خواہ وہ حافظ کیا ہو یا نہ کیا ہو واللہ اعلم اور یہہ ماخوذ ہے قول سے اللہ تعالیٰ کے اتتک آیاتنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسی۔ ایسا ہی ذکر کئے ملا علی قاری نے مشکوٰۃ میں قراءت کے

وقت اگر نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سُنے تو اوس پر صلوۃ وتسلیم واجب نہیں کیونکہ قرارت قرآن بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے وہ افضل ہے آپ کی تعظیم بہ صلوٰۃ وتسلیم سے پھر اگر قرارت سے فارغ ہو اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے تو اچھا ہے اگر نہ کرے تو گناہ نہیں ایسا ہی قاضی خان میں ہے انتہٰی ایسا ہی جواب سلام بھی قاری پر واجب نہیں ہے جیطرح فقہانے ذکر کیے ہیں

قرآن کو غیر سے ساعت کرنا من خزینۃ الاسرار

امام بخاری انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی ابن کعب کو فرمائے کہ خدا نے مجھکو حکم کیا کہ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ تم پر پڑھوں کہے ابی ابن کعب نے کیا خدا نے آپ کے روبرو میرا نام لیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پس شدت خوشی سے ابی ابن کعب کے دونوں چشم جاری ہوگئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ ابن مسعود کو فرمائے کہ قرآن پڑھو کہ میں چاہتا ہوں اپنے غیر سے قرآن سنوں اونہوں نے سورۂ نسا ر قرأت کیے یہاں تک اس آیت تک پہونچے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ الخ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمان مبارک جاری ہوگئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابو موسیٰ اشعری سے قرآن سنتے یہاں تک نماز کا وقت متوسط ہوجاتا تو وہ کہتے امیر المؤمنین نماز کا وقت ہے تو آپ فرماتے کہ میں نماز میں ہی ہوں اور حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک آیت قرآن کی سنے تو اوس کیلئے قیامت میں نور ہوگا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمائے کہ دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا اجر میں
شریک ہے اور قاری قرآن اور سننے والا اجر میں شریک ہے معلم اور متعلم
اجر میں شریک ہے ایسا ہی جامع صغیر میں ہے اور فرض ہے سننا قرآن کا
جس وقت کہ قرات کیا جاوے بنا کرتے قول اللہ تعالیٰ کے و اذا قرئ
القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا پس نماز میں مقتدی کے لئے تو فرض
ہی ہے۔ مگر خارج نماز پس اکثر علماء اوپر استحباب استماع قرآن کے ہیں
قاری قرآن کے لئے ایک اور سننے والے کے لئے دو اجر ہیں ایک سننے کا
دوسرا خاموش رہنے کا اگر قاری قرآن تجوید وغیرہ میں خطا او غلطی کرتا ہے
تو سامع پر واجب ہے کہ اوس کو منع کرے اگر اپنے منع کو مفید جانے ورنہ
اوس مجلس سے اوٹھ جاوے اگر بلا ضرورت ہو تو بسبب قول اللہ تعالیٰ کے
فلا تقعد بعد الذکرى مع القوم الظالمین ۔

(۴)

فضیلت قرآن اور قرات قرآن

(۵)

ترمذی اور دارمی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی
روایت کرتے ہیں کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو قرات
قرآن مجھ سے دعا اور سوال کرنے اور میرے ذکر سے باز رکھتی ہے تو میں اوس کو
اوسقدر دونگا کہ مجھ سے سوال کرنے والوں سے زیادہ ہو اور فضیلت

وہ لوگوں کا تفتیش حال کریں پس جب وہ کسی میں عیب شرعی اگرچہ بوجہ فاسد بھی پاویں تو اون کو اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ گویا اون کو سلطنت دنیا کی حاصل ہو گئی اور اگر کاملین میں کوئی نیک بات دیکھتے ہیں تو اوس کو ذہن میں رکھتے ہیں اگر کوئی خلاف اوس کے دیکھتے ہیں تو اوس کو مشہور کرتے ہیں پس محال ہے یہہ امر کہ اگر وہ کسی مومن سے لغزش دیکھیں تو اوس کو دفع رفع کریں یا کوئی لغزش مسلم سے دیکھیں تو تغافل کریں اس لئے کہ اون کے یہ ذہن میں ہے کہ اون کو بلندی مرتبہ کی حاصل نہیں ہوتی اور نہ کوئی اون کو نفع حاصل ہوتا مگر ساتھہ انکار متہیات شرعیہ کی خصوصاً انکار کامل خاشع پہ اور عابد ذاکر پر پس ہوتے ہیں وہ خود گمراہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے لیکن فقہا جن کا قدم راسخ علوم میں اور قول و اعتقاد موافق مذاہب اربعہ کے ہے قلوب اون کے دور ہیں دنیا سے متوجہ ہیں آخرت کی طرف نہ اون کے پاس حسد ہے نہ عداوت ہے نہ کینہ ہے نہ ریا ہے وہ تعلیم کرتے ہیں خدا کے احکام کی اصولاً اور فروعاً اور بباعث شدت شفقت اون کے بندگان خدا پہ وہ لوگ آدمیوں میں بری بات نہیں پاتے اور بسبب کمال مشغولی کے اپنے نفسوں کی اصلاح میں غیر میں کوئی فساد نہیں دیکھتے وہ اپنے نفوس کی تہذیب کرتے ہیں اور اون پر اپنے نفسوں کے وساوس پوشیدہ نہیں ہیں اور اپنے نفوس کے کمالات اور تطہیر میں ایسے منہمک ہیں کہ دوسروں کے عیوب کی تلاش سے مستکبرہ ہیں اور اگر کوئی امر غیر میں وہ دیکھیں تو وہ تاویل حسن اوس کی کر لیتے ہیں بسبب احتیاط اور ورع کے اور اون کے پاس علم احکام عظیمہ شرعیہ اور امور کلیہ سے ہے کہ

وہ لوگ قرات کرتے ہیں درسوں میں اور کرسی ہائے وعظ اور منابر پر۔ اور نہیں ہے اون کے دلوں میں کسی شخص خاص کی طرف سے کچھ برائی۔ جیسا خدا تعالی نہی عن المنکر قرآن میں بلا تعین کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی نہی عن المنکر بلا تعین احد سے فرماتے اور کسی کو برائی کے ساتھ بہ تعین یاد نہیں فرماتے تھے اون بزرگان دین کا بھی ایسا ہی عمل ہوتا ہے پس یہ فقہا اور امینان الہی احکام الٰہی کی روایت ہے حضرت امام حنفیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما سے کہ اگر علماء اولیا نہ ہوں تو پھر کوئی خدا کا ولی نہیں ہے پس مراد بیشک اون علماء سے جو علم پر عمل کرنے والے ہیں بسبب قول حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ نہیں ہوتا ہے کوئی عالم یہاں تک کہ وہ اپنے علم پر عمل کرے روایت کئے اس کو ابن حبان اور بیہقی اور ذکر کرتے ہیں نجم العلماء اپنی کتاب بلیر التوحید میں کہ جو شخص چاہے کہ خدا اوس کے قلب میں نور حکمت کا دروازہ کھولے پس لازم کرے کم کھانا اور تنہائی اور ترک صحبت سفہا سے بعض اون علماء کے کہ نہیں ہے اون کے پاس انصاف اور آداب۔ انتہی کلام شیخ عبد الغنی رح اور کہے شیخ الاسلام مخزومی نے کہ کسی عالم کو انکار حضرات صوفیہ پر جائز نہیں ہے مگر اوس وقت کہ اون کے طریق پر چلے اور دیکھے اون کے اقوال اور احوال کو کہ مخالف کتاب و سنت اور سلف کے ہوں مگر انکار بغیر وکذب و بہتان اون پر جائز نہیں ہے اور اسباب میں تقریر کو دراز کیے اور حاصل کلام یہ ہے کہ کم سے کم وہ امور اقوال و افعال و احوال کے انکار کو جو حضرات صوفیہ کرا انکار کا باعث ہو یہ ہے کہ وہ پہلے منشاء کو جانے پھر اوس کے لئے انکار جائز ہے۔

اون میں سے یہ ہے کہ وہ خوض کرے معجزات رسل میں علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور کرامات میں اولیاء اللہ کے باختلاف طبقات اون کے اور اعتقاد کرے کہ اولیاء اور انبیاء علیہم السلام میں جمیع معجزات میں اون کے مگر وہ معجزات کہ اون انبیا کے لئے خاص ہیں اور مطلع ہو تفاسیر سلف اور خلف احادیث اور مقامات اختلافی پر فیما بین ائمہ مجتہدین کے اور معرفت اسرار کتاب اور سنت اور تاویل شرائط اور لغات اور مجازات اور استعارات پر یہاں تک کہ مقصود کو پہنچے۔ اور اون میں سے اطلاع اوپر اقوال سلف اور خلف اور معانی آیات صفات اور قول مختار پر اس صراحت سے کہ کون ظاہر آیت پر عمل کیا اور کس کو ماؤل ہے اور کس کی دلیل راجح ہے دوسرے سے ونیز علم اصول فقہا ومختلفات ائمہ کلام اور تکمیل عقائد میں تبحر حاصل ہونا۔ اون میں سے معرفت اصطلاحات اولیاء اللہ تجلی ذاتی اور صوری سے اون کی کیا مراد ہے اور معرفت حضرت اسماء وصفات کے اور فرق درمیان حضرت احدیت اور واحدیت کے اور معرفت ظہور اور بطون اور ازل اور ابد کے اور معرفت عالم غیب اور کون اور شہادۃ اور شیون اور عالم ماہیت اور ہویت اور سکر اور محبت کہ کون شخص جذب وسکر میں صادق ہے اور کون کاذب ہے جذب وسکر میں تاکہ صادق جذب کا کلام قابل معافی ہے اور کاذب قابل مواخذہ ہے اور سوا اس کے اور بھی ہیں پس جو شخص اون کی مراد کو نہیں جانتا تو کیا اون کے کلام پر عمل کر سکتا ہے اور کہے ابن حجرؒ نے منہاج میں کتاب ردۃ سے کہ ردۃ قطع کرنا مومن کا ہے اسلام کو نیت رد کے ساتھ یا قول کفر کے ساتھ اوس شخص سے کہ صادر

ہوا ہے وہ قول قصد و اختیار سے پس نہیں ہے اثر سبق لسان کو یا اکراہ یا اجتہاد یا حکایت کفر یا سطح ولی حال غیبت و سکر میں یا تاویل اوس کلام کی جس کی اصطلاح فیما بین اولیاء اللہ مقرر ہے اگرچہ دوسرے اوس سے واقف نہوں اس لئے کہ معنی مصطلح اہل اصطلاح کے پاس معنی حقیقی ہیں پس اہل اصطلاح خاص پر اعتراض نکرے دوسروں کے مخالفت کی وجہ سے جیسا کہ ائمہ علم کلام نے اوس کی تحقیق کی ہے اور ہمیشہ اولیاء اللہ کو امور ہولناک سے منسوب کرتے ہیں ۔ حالانکہ وہ ان امور سے بری ہیں۔

اور کہے خیر الدین آملی نے فتاوے خیریہ میں کہ مذہب صوفیہ کا انکار نہیں کرتا ہے مگر جاہل غبی شاہ ولی اللہ صاحب اپنے احادیث مسلسل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ بعض علوم مثل ہیئت مکنون کے ہیں کہ نہیں جانتے ہیں اوسکو مگر علماء رباللہ پس اگر وہ اوس علم کے ساتھ کلام کریں تو اوس کا انکار نہیں کرتا ہے مگر جو خدا سے غافل ہے۔

ایضاً کتاب یقظۃ السحا طر فی حدیث سید الاوائل والاواخر میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمائے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوں کہ جب خدا ارادہ گردانی کسی بندہ سے کرتا ہے تو اوس میں انکار اہل دین سے پیدا کرتا ہے۔

شیخ عبد الکریم جیلی کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں کہ میں اس کتاب میں ہر مسئلہ کو کتاب و سنت کے موافق رکھا ہوں اگر تجھ کو کوئی امر

اس میں خلاف کتاب وسنت کے معلوم ہو تو تم اسباب کو جان لو کہ یہ باعتبار مفہوم کلام کے ہے نہ باعتبار میری مراد کے جس کے لئے میں نے اوس کلام کو وضع کیا ہوں۔ پس تم اوس کلام کے عمل پر توقف کرو اور معنے اوس کے مفوض ہم پر کرو انکار اوس پر مت کرو یہاں تک کہ تم کو خدا اوس کی معرفت حاصل کرے اور تم کو اوس کا شاہد کتاب وسنت سے معلوم ہو اور فائدہ تفویض اور عدم انکار کا یہ ہے کہ تم معرفت سے اوس کلام کے جو موافق کتاب وسنت کے ہے محروم نہ ہوں گے۔ پس جو شخص کوئی مسئلہ کو ہمارے انکار کریگا اوس کے علم سے محروم رہے گا بلکہ بہ باعث انکار کے جو پہلے ہی وہلہ میں کرے ہمارے علم سے وہ مطلقاً محروم رہے گا۔ اور ہمارے علم کے حصول کا کوئی طریقہ نہیں ہے مگر اوس کو ہم پر تفویض کرنا کہ اون کی مراد موافق کتاب و سنت کے ہے مگر ہماری فہم کا قصور ہے۔ پھر شیخ دوسرے مقام پر انسان کامل میں فرمائے ہیں کہ تم اس بات کو جانو کہ جو علم جس کو کتاب وسنت تائید نہ کرے وہ گمراہی ہے نہ یہ کہ تم کو کوئی شاہد کتاب وسنت سے نہ ملے پس بسا وقت علم فی نفسہ مؤید کتاب وسنت ہے مگر بسبب قلت استعداد تیرے ہو تو اوس کو موافق کتاب وسنت کے نہیں سمجھتا ہے۔ پس طریق ہمارے علم حاصل کرنے کا یہ ہے کہ ایسے مواضع میں ہمارے قول پر عمل نہ کرنا اور انکار بھی نہ کرنا توقف کرنا یہاں تک کہ خدا کی توفیق اور تائید سے تجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہمارا قول موافق کتاب وسنت کے ہے اور کتاب فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

ارشاد مبارک ہے۔ اقبلوا منی فانی ناصح لکم اریدکم لکم وانا میت عنکم وحیٌ بالحق عزوجل من صدقنی فی الصحبة انتفع وافلح و من کذبنی وکذب فی صحبتی عوقب عاجلاً و اجلاً۔

ایضاً فیہ قولہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انہ قال صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اذیة المومن اعظم عند اللہ من نقض الکعبة و بیت المعمور خمسة عشرة مرة اسمع ویلک یا من لم یزل یؤذی فقراء اللہ عزوجل هم المؤمنون الصالحون له العارفون به والمتوکلون علیه وفیه ایضاً قوله رضی اللہ عنہ ما یجحد احوال الصالحین الا منافق دجال راکب لهواه

ترجمہ۔ قبول کرو تم میری نصیحت کو کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں تم سے میت ہوں اور ساتھ حق تعالے کے زندہ ہوں جو کہ میری صحبت میں سچا ہو تو وہ نفع پائیگا اور فلاح کو پہونچے گا اور جو میری صحبت میں کاذب ہوگا تو عذاب دیا جائیگا دنیا اور آخرت میں فرمائے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ مومن کا ایذا دینا بڑا ہے خدا کے پاس نقض کعبہ اور بیت المعمور سے پندرہ بار سن ویل ہے تیرے لئے اے وہ شخص کہ ہمیشہ فقراء خدا کو ایذا دیتا ہے وہی مومن صالح اور عارف ہیں اوس کی ذات وصفات کے اور توکل کرنے والے ہیں اوس پر نہیں انکار کرتا ہے احوال صالحین کو مگر منافق۔ مکار۔ خواہش نفسانی کا سوار۔ اور فتاوے حدیثیہ میں کہے شیخ ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک واقعہ بعض ہمارے استادوں کے ساتھ واقع ہوا وہ شیخ الاسلام شمس الدین دیجی ہیں اور وہ علوم شرعیہ اور عقلیہ اور تصنیفات کی متانت اور قوت مناظرہ

وہ مقام دیے گئے تھے کہ اون کے اہل زمان کو ایسی منزلت حاصل نہ تھی
اور ہم ایک وقت شرح تلخیص سعدالدین تفتازانی قرارت کرتے تھے۔
اور ایک کتاب جو اوس کو شیخ نے اُصول دین میں تصنیف کی تھی پس واقع
ہوا ذکر عارف باللہ عمر ابن فارض رضی اللہ عنہ کا مجلس میں پس اونہوں نے
فوراً کہے کہ وہ کس قسم کے اور کس درجہ کے کافر تھے اور کیونکر نہوں کہ اون کا
کلام ناطق بہ حلول واتحاد ہے اور بلکہ شہرت انکی اور بھی اس سے زیادہ
مرتبہ میں ہے پس سب حاضرین مجلس میں سے فقط میں نے کہا حاشا للہ کفر
سے اور حلول واتحاد سے پھر شیخ نے انکار مجھ پر اور اون پر سخت کیئے
پس میں بھی جواب دینے سے خفی کیا اور شیخ کو بیماری ضیق الصدر کی تھی کہ اوس کی
وجہ سے وہ دن رات زمین کو پشت نہیں لگا سکتے پس میں نے اون کو کہا
کہ یا سیدی میں ذمہ دار ہوتا ہوں اس امر کا اگر تم شیخ عمر ابن فارض اور
ابن عزلی اور اون کے تابعین کے انکار سے توبہ کرتے ہو تم اس سخت مرض
سے شفا پاؤ گے پس اُنہوں نے کہے کہ یہ قول تمہارا صحیح نہیں ہے۔ میں نے
کہا کہ میرے قول کی صداقت کا امتحان کرو کہ تھوڑے دن اس اپنے
عقیدہ بد سے توبہ کرو پس اگر یہ مرض تمہارا جاتا رہے تو فبہا ورنہ تم کو اپنے
مذہب کی طرف پلٹ جانے کا اختیار ہے شیخ کہے کہ اچھا ہم تجربہ کریں گے
پھر ہمارے روبرو اپنے اعتقاد بد سے پلٹتا اور توبہ ظاہر کیے پس اون کا حال
درست ہوا اور مرض میں اون کے تخفیف ہوئی ایک مدت دراز تک اور میں
اون کو اس مدت میں کہتا تھا کہ یا سیدی کہ میری ذمہ داری صحیح ہوئی پس

وہ ہنستے تھے اور اون کو اس امر سے تعجب ہوتا اور اس مدت میں ہم اون سے اولیاء کے حق میں سوائے نیک بات کے نہیں سنتے پھر وہ اپنی بد اعتقادی کی طرف عود کیے پھر مرض اول سے بھی زیادہ سخت عود کیا اور زیادہ ہوتا گیا یہاں تک کہ اوسی مرض سے مرگئے اور بہجۃ الاسرار میں باسناد متصل ابوالفرج حسن بلغفری سے روایت ہے کہ ایک مرد ذی وجاہت بلدہ سنجار میں تھا کہ وہ بہت کلمات سوء ادب کے بزرگان سلف کے حق میں بلا سبب کہا کرتا پس جب اوس کی موت کا وقت آیا تو سب باتیں کرتا مگر کلمۂ توحید کے تکلم پر قادر نہ ہوتا جبکہ اوس کو تلقین کلمۂ توحید کی کیجاتی تو کہتا کہ اس کے کہنے کا مجھ کو اذن نہیں ہے۔ پس اس امر کا لوگوں میں شور ہوا اور آئے وہ لوگ خدمت میں شیخ سدید رضی اللہ عنہ کی جو ولی کامل تھے پس شیخ اوس شخص کے پاس آئے اور بہت دیر تک مراقبہ کیے پھر آپ کلمۂ توحید کی اوس کو تلقین فرمائے تو پھر چند بار کلمۂ توحید اوس کی زبان سے جاری ہوا پس شیخ نے فرمائے کہ بباعث سوء ادب اولیاء اللہ کے اوس کو یہ سزا دیگئی پس میں نے اوسکی شفاعت خدا سے کیا خدا کی جانب سے ارشاد ہوا کہ تمھاری شفاعت اسکے باب میں اوس وقت ہم قبول کریں گے جب کہ ہمارے اولیاء سلف اوس سے راضی ہوں پس میں مقام حضرت میں داخل ہوا جو اولیاء کی حاضری کی جائے ہے اور میں اوس شخص کی جانب سے معافی چاہا معروف کرخی اور سری سقطی اور جنید بغدادی رضی اللہ عنہم سے پس اوس کی زبان سے کلمۂ شہادت جاری ہوا اور اوس مرد نے کہا کہ جب میں کلمۂ شہادت کا ارادہ کرتا تو ایک شئے سیاہ

میری زبان پر ثقیل آئی اور کلمۂ شہادت کی حائل ہوتی اور کہتی کہ میں تیری بے ادبی ہوں جو تو نے اولیا وسلف کے ساتھ کیا پھر بعد اس کے ایک نور روشن آیا اور اس سیاہ شئے کو دور کر دیا اور کہا کہ میں خوشنودی خدا کی ہوں بسبب رضا مندی اولیاء اللہ کے تجھ سے اور میں اب دیکھتا ہوں کہ نور کے گھوڑوں سے فضا بین زمین و آسمان کے بھر گیا ہے اور اوس پر نور کے لوگ سوار ہیں کہ وہ ہیبت الٰہی سے سر جھکائے ہیں اور کہتے ہیں سبوح قدوس ربنا ورب الملٰئکۃ والروح پس ہمیشہ وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتا یہاں تک کہ مر گیا

ایضاً بہجۃ الاسرار میں باسناد متصلہ شیخ محمد ابن عبداللطیف سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں سید السادات محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ نے فرمائے کہ میرے کلام کی تصدیق نہ کرنا تمھارے لئے زہر قاتل ہے۔ جو ایک ساعت میں ہلاک کرتا ہے تمھارے دین کو اور باعث ہے تمھاری دنیا اور آخرت تلف ہونے کا۔

ایضاً بہجۃ الاسرار میں باسناد متصلہ ابو الفضل احمد ابن قاسم بزاز سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس خادم سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا آیا اور کہا کہ میں اوس قیمت کا کپڑا چاہتا ہوں کہ جس کا ایک ذراع ایک دینار کی قیمت ہو نہ اس سے کم نہ زیادہ ہو میں نے ایسا کپڑا اوسی خادم کو دیا اور میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ حضرت نے خلیفہ وقت کے لئے بھی کوئی لباس نہیں چھوڑے پس یہ خطرہ میرے دل کا ابھی تمام نہیں ہوا تھا کہ میں نے اپنے پیر میں ایک میخ پایا اور اوس کا درد اس شدت سے ہوا کہ

موت پیش نظر ہوئی اور لوگ مجھ پر جمع ہوئے اور نکالنا چاہے مگر نکال نہیں سکے
پس میں نے کہا کہ مجھ کو حضرت کے پاس اٹھا کر لے چلو پس جب میں حضرت کے
روبرو حاضر ہوا تو آپ نے فرمائے کہ اے ابوالفضل تم نے اپنے باطن میں ہم پر
اعتراض کیوں کیئے اے ابوالفضل قسم ہے عزت معبود کی نہیں پہنا میں یہاں تک
کہ مجھ کو کہا گیا کہ پہنو تم ایسے قمیص کہ ایک ذراع اوس کا ایک دینار کی قیمت
ہوا اے ابوالفضل یہ کفن ہے اور کفن میت کا درست ہوتا ہے اور یہ کفن بعد
ہزار موت کے ہے پھر حضرت نے اپنے دست شریف کو میرے سر پر سے پھیرے
درد اور میخ فوراً جاتی رہی۔ اور قسم ہے خدا کی کہ نہیں جانا میں نے کہ وہ میخ
کہاں سے آئی اور کہاں گئی نہیں دیکھا میں اوس کو مگر میرے پیر میں اور میں
اوٹھ کر دوڑنا شروع کیا۔ پس حضرت نے فرمائے کہ اوس کا اعتراض جو ہم پر
کیا وہ میخ کی صورت پکڑا۔ رضی اللہ عنہ۔

کسی نے شیخ ابن حجر ہیتمی رضی اللہ عنہ سے پوچھے کہ قوم فقہاء سے جو انکار
کرتے ہیں صوفیہ پر اجمالاً یا تفصیلاً کیا وہ معذور ہیں یا نہیں پس آپ نے جواب
دیئے کہ چاہیئے ہر ایک عاقل دیندار کے لیئے کہ اون پر انکار کرکے طوفان
ہلاکت میں نہ پڑے اس لئے کہ یہ امر سم قاتل ہے جیسا کہ دیکھا گیا ہے زمانہ
قدیم میں اور زمانہ قریب میں جیسا کہ یہ امر صحت کو پہنچا ہے کہ امام العارفین و
تاج الخلفاء الوارثین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور ابن السقا
اور ابو سعید بن ابی عصرون آئے ایک ولی کے پاس آئے۔ پس سیدنا
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اوس ولی کے ساتھ ادب اختیار کیئے۔ پس وہ ولی

آپ کے لئے دعا کئے۔ اور کہے قریب ہے کہ اون کا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر رہے گا اور ابن سقانے کہا کہ ہم اون ولی سے ایسا مسئلہ پوچھیں گے کہ اوسکا جواب وہ نہیں دے سکیں گے پس وہ ولی نے ابن سقا کے لئے بددعا کیے کہ وہ کافر مرے گا ایسا ہی ہوا کہ نصرانی ہوکے مرا۔ اور ابوسعید سے بھی ایک نوع کا قلت ادب اون ولی کے حق میں ہوا اون کے لئے وہ ولی نے کہے کہ وہ کان تک دنیا میں غرق ہوں گے ویسا ہی ہوا باوجودیکہ ابن سقا اپنے عصر میں علم اور شہرت اور زکاوت اور تقدم میں یکتا تھا اور اپنے عصر کے امام شافعیہ تھے اور بعض فقہاء بعض مشائخ پر انکار کیے پس در پیش ہوا اون فقہاء کے لئے شیر پس منع کیے وہ ولی نے شیر کو فقہاء کے ایذاء دینے سے اور کہے وہ ولی نے اون فقہاؤ کو کہ تم اصلاح ظاہر کی کئے پس شیر سے خوف کئے اور ہم اصلاح باطن کی کیئے پس شیر نے ہم سے خوف کیا۔

کسی نے شیخ ابن حجر ہیتمی سے پوچھا کہ کیا ہے معنے توحید کے نزدیک صوفیہ کے جو وہم میں ڈالتا ہے حلول و اتحاد کو جو موجب ہوا بہت سے فقہا کے انکار کا اون پر یہاں تک کہ تکفیر تک نوبت پہنچی۔ پس اونہوں نے جواب دیے کہ جان تو کہ خدا کی توحید ایک تو لسان علمی ہے جو کتب علم کلام میں لکھی گئی ہے معہ اوس کے شبہات اور جوابات کے اور ایک توحید ہے باحوال شہودیہ اور مواجید عرفانیہ کے پس یہ توحید حال ہے ائمہ تصوف کا کہ خدا نے اس توحید کا اون کو ہدیہ دیا ہے کہ سوائے اُن کے کسی کو نہیں دیا اس لئے اہل علم کلام کو نہیں ہے حضور حق اور آثار شہود صفات حق اور حقائق تجلیات حق جمیع اون کے

احوال اور افعال اور اقوال میں جیساکہ ہے ائمہ عارفین کو جو صوفیہ ہیں اور مستغرق ہیں بحار شہود توحید میں پس توحید اون کی وہی توحید معتمد علیہ ہے اور حال اونکا وہی اکمل ہے جو اون کے حال میں تغیر نہیں ہے بلکہ وہ لوگ خدا کے ظل ظلیل میں ہمیشہ ہیں کہ وہ حضرت شہودیت سے ہٹتے نہیں ہیں پس اون کے بعض محققوں نے کہا ہے کہ علمائے کلام مشغول ہوے رسم توحید کی طرف اور ذات توحید سے غافل ہیں اور ہم لوگ ذات توحید کی طرف مشغول ہیں اور رسم توحید سے غافل ہیں۔ اسی وجہ سے علمائے کلام کے لئے نہ شہود ہے نہ استحضار ہے بلکہ قلوب اونکی مملو ہیں اغیار سے مستغرق ہیں شہوات میں اگر اون کو استحضار ہے تو کوئی مسئلہ توحید کے ذکر کے وقت اور یہ استحضار بھی نادر ہے لیکن اکثر اون کے لئے نہیں ہے استحضار مگر الفاظ اور اوس کی معانی کا فقط نہ سوائے اس کے اور حلول و اتحاد ذات باری تعالی کا مخلوقات میں صالح البطلان ہے اس لئے کہ معنے اتحاد کے دو چیزوں کا ایک ہونا ہے۔ پس اگر خالق واجب تعالے مخلوقات کے ساتھ متحد ہوا پس یا واجب ممکن ہوا یا ممکن واجب ہوا اور یہ باطل ہے صریحًا۔ دوسرا حلول ہے اسکو ایک حال دوسرا محلول فیہ ہونا ضرور ہے جیساکہ حال ہونا پانی کا گلاب کے پھول میں پس گلاب کے پھول کا تجزیہ ہے تو حال ور محلول فیہ کا بھی تجزیہ ہے پس ذات باری تعالے کا تجزیہ لازم آیا یہ بھی باطل ہے اور بہت دلائل ہیں جو حلول اور اتحاد کو ہمارے تعالے کے سات مخلوق کے باطل کرتے ہیں۔ پس حلول و اتحاد عارفین کے پاس بھی باطل ہے جیساکہ علمائے ظاہر کے پاس باطل ہے کہ ہر دو میں دوئی پیدا ہے عارفین کے پاس تو دوئی کفر طریقت ہی کہے علما مـ

امام علام نقلیہ وعقلیہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس وقت کہ سلوک
سالک کا منتہی ہوتا ہے ایک مرتبہ قرب حق تک تو مضمحل ہوتی ہے ذات سالک کی
شہود میں ذات حق تعالیٰ کی اور مضمحل ہوتے ہیں صفات سالک کے شہود
صفات حق تعالیٰ میں پس غائب ہوتا ہے سالک اوس چیز سے جو غیر حق تعالیٰ
ہے اور نہیں دیکھتا ہے سوائے ذات حق تعالیٰ کے وجود میں اور اوس کو
حضرات صوفیہ فنا فی التوحید نام رکھتے ہیں اور اس کی طرف اشارہ ہے جو
حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ قرب ڈھونڈتا ہے نوافل کیساتھ
یہاں تک کہ میں اوس کے سماعت اور بصارت ہوتا ہوں آخر حدیث تک اور اس
حالت میں ولی سے وہ عبادات صادر ہوتے ہیں جس سے حلول و اتحاد سمجھ میں
آتا ہے واسطے قاصر ہونے عبارت کے اُس حالت کے بیان سے اور دور
ہے واضح کرنا اوس کا ساتھ بیان کے اور ہم کنارہ پر تمنا کے ہیں کہ بحر توحید سے
ایک ایک چلو بھر پانی لیویں بقدر امکان کے اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ طریقہ تمنا
کا اس میں مشاہدہ ہے نہ دلیل ہے کہے سعد الدین تفتازانی نے کہ اس جائے دوسرا
مذہب ہے جس سے وہم حلول اور اتحاد کا پیدا ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ
بھی حلول و اتحاد نہیں ہے وہ یہ ہے کہ واجب تعالیٰ وجود مطلق ہے کہ وہ
ایک ہی اوس میں کثرت نہیں ہے اصلا سوائے اس کے نہیں کہ کثرت اضافات
اور تعینات میں ہے کہ وہ بمنزلہ خیال اور سراب کے ہے اس لئے کہ حقیقت
سب کی ایک ہے کہ مکرر ہے مظاہر پر نہ بطریق محافظت کے اور
متکثر ہوتا ہے بواطن میں نہ بطریق انقسام کے پس نہ حلول ہے

اس جا سے ہیں نہ اتحاد ہے یہانتک کلام سعد تفتازانی کا ختم ہوا پھر علا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پرہیز کر تو انکار سے کہ انکار منکرین کو لغزش میں ڈالتا ہے اور ہو تو درست اعتقاد کا نہایت درجہ پس منکر محروم اور سرکش مذموم اور حق مستحق ہے اس امر کا کہ اتباع کیا جائے اور باطل دفع ہو اور داخل کرے ہم کو حق تعالے زیر لوا ارطاہر اونکی جو غالب ہے تمام مرتبوں پر پس ہم اون سے اعتقاد اور محبت رکھتے ہیں اور جو شخص جن کو دوست رکھے اوس کا حشر اوس کے ساتھ ہوگا آمین یارب العالمین کذا فی فتاوی حدیثیہ۔

برکت حاصل کرنا آثار صالحین کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موے مبارک سے جو برکات حاصل ہوے وہ احادیث سے ثابت ہیں اور ابھی تک موے مبارک جنکے پاس ہیں اون سے جو جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہونگے وہ بدیہیات سے ہیں اور مؤلف بچشم خود دیکھا کہ اون سے ہر سال ایک نئی شاخ برآمد ہوتی ہے چنانچہ خواجہ حفیظ اللہ خانصاحب قادری جو مؤلف کے اہل قرابت سے ہیں ہر سال ہیں موے مبارک کو برآمد کرتے ہیں خاکسار ہر ماہ مبارک ربیع الاول میں مشرف ہوتا ہے اور اون کے لئے بہت کچھ اوس سے برکات حاصل ہوتے ہیں اور شاخہائے جدید جو موے مبارک سے ہر سال برآمد ہوتے ہیں اوس سے بھی مشرف ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب مبارک سے جو برکات اور معجزات ظاہر ہوئے وہ احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں اور آپ کی غسالہ وضو کے لئے صحابائے کرام رضی اللہ عنہم کا اژدحام ہوتا رہا جو احادیث سے ثابت ہے اور آپکے نقش نعال مبارک کے برکات میں ایک کتاب فتح المتعال فی مدح النعال ایک بڑے عالم نے تصنیف کئے اور کتاب روضۃ الاحباب جو ایک بڑے

عالمگیر کی تصنیف ہے ایسا ہی کتاب جواہر البحار جو علامہ محمد عصر شیخ یوسف نبہانی کی تصنیف ہے اوس میں نقشہ نعال مبارک آپ کے معہ اوس کے برکات کے تحریر ہے خاکسار نقشہ نعال مبارک اپنے پاس بطور تعویذ رکھا ہے اوس سے بہت برکات اور معجزات دیکھتا ہے ایسا ہی آپ کے آئینہ مبارک اور رومال دست پاک اور دوسرے اشیائے استعمالی سے جو برکات اور معجزات ظاہر ہوئے ہیں بزرگان دین اپنے اپنے تصنیفات میں لکھے ہیں۔ قرآن شریف میں تابوت سکینہ کا حال مذکور ہے کہ خدا نے فرمایا فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہارون تحملہ الملٰٓئکۃ یعنے تابوت سکینہ میں ملبوسات انبیا موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے ہیں کہ اوسکو فرشتے اُٹھائے ہوئے لائے اور اوس کے برکات کا بھی ذکر ہے۔ پس کیا عزت ہے خدا کے پاس آثار انبیاء علیہم السلام کی جسکو فرشتے اوٹھائے ہوئے لائے اور کیا برکات اوس سے ظاہر ہوئے جسکا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا پس آثار صالحین کی حرمت وکرامت اور اوس کے برکات قطعی الثبوت ہیں جسپر قرآن مجید ناطق ہے۔ کہے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کتاب المضنون بہ علی غیر اھلہ میں اور قرب سات قالب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جز اخص الخواص اور وسیلہ تامہ ہے اور موجب شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور قرب سات فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپکے جز ہیں اگرچہ چند واسطوں کے ساتھ ہوں اور قرب سات مشہد شریف آپ کے اور بلدہ مبارک ومسجد منیف اور عصا اور کوڑے اور نعل مبارک اور تکیہ آپکے اور قرب

سات عادت اور سیرت آپ کے اور قرب اوس چیز کے سات جس کو آپ کی ذات شریف سے مناسبت ہے یہ ایسا قرب ہے کہ باعث آپ کی شفاعت کا ہے اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں ہونا یا عالم آخرت میں ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے مگر طریق معرفت میں پس آلہ معرفت اون کا دنیا میں حواس ظاہرہ ہیں اور آخرت میں وہ آلہ ہے جس سے غیب جانا جاتا ہے یا لباس ہیں عالم مثال کی یا علی سبیل التصریح لیکن دوسرے احوال جو وہ آپ سے نزدیکی چاہتے ہیں اور آپ سے قرب حاصل کرنے میں ہے پس حال متغیر نہیں ہے برابر ہے کہ آپ دنیا میں ہوں یا عالم آخرت میں ہوں اور رکن اعظم اس باب میں مدد چاہنا ہے اور اہتمام ہے مدد چاہنے میں جانب سے مدد چاہنے والوں کے اُس وقت آپ کی جانب سے مدد پہونچتی ہے اگرچہ مدد چاہنے والوں کو آپ کے مدد کا حال معلوم نہو۔ پس تحقیق کہ اگر موئے مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا آپ کا تکیہ یا آپ کا کوڑا کسی گنہگار کی قبر پر رکھا جاوے تو نجات پاتا ہے۔ گنہگار بہ باعث اس ذخیرہ کے عذاب سے اگر یہ چیزیں کسی کے گھر میں یا بلد میں ہوں تو نہیں پہونچتی ہے مکان اور صاحب مکان کو اور بلدہ اور ساکنان بلدہ کو بلا اگرچہ اسکو صاحب مکان اور ساکنان بلدہ جانیں پس تحقیق کہ اہتمام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو آپ عالم آخرت میں ہیں مصروف ہے طرف اوس چیز کے جو آپ کی طرف منسوب ہے اور دفع کرنا مکروہات اور امراض اور عقوبات کا مفوض ہے خدا کی جانب سے فرشتوں کی طرف اور ہر فرشتہ مصروف ہے طرف پورا کرنے اوس چیز کے جس بات کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حریص ہیں جیسا کہ آپ دنیا میں جس بات کے حریص تھے یعنے امت مرحومہ کی رفاہیت کی جیسا کہ خدا نے فرمایا حریص علیکم

بالمؤمنین رؤف رحیم سے روایت ہے کہ آپ نے [illegible]
ایک شاخ سبز بو دیجیے اور فرمائے کہ خدا اس صاحب قبر کے عذاب [illegible]
جب تک کہ یہ شاخ تازہ ہے اور یہ امر آپ کی دست شریف کے برکت [illegible]
جو شخص کہ کسی بادشاہ کا مطیع ہوتا ہے اور اوس کی تعظیم کرتا ہے جب کہ وہ شخص
اوس بادشاہ کے شہر میں داخل ہوا اور اوس بادشاہ نے ترکش کا تیر یا اوس کا [illegible]
پس وہ اوس بلد کی اور وہ سب چیزوں بادشاہ کی تعظیم کرتا ہے پس مانند [illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں جب کہ آپ کے اسم [illegible]
ہیں کسی گھر میں یا بلد میں یا قبر پر تو صاحب قبر کی تعظیم کرتے ہیں اور اوس سے عذاب
دور کرتے ہیں اور اوس کو عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں پس اسی سبب سے میت کے
نفع پہونچتا ہے کہ اموات کے قبور پر مصاحف رکھے جائیں اور بالین قبر پر قرآن پڑھا جائے
اور قرآن کاغذ پر لکھ کر میت کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے انتہی۔ مؤلف کہتا ہے کہ
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منسوبات چیزوں میں یہ برکات کیوں نہ ہوں
کیونکہ آپ کے صالحین امت کی منسوبات چیزوں میں تبرکات ظاہر ہوتے ہیں
کتاب مفرب روی میں بحوالہ قول بعض علما لکھے ہیں کہ جو عالم [illegible]
جن کا قول اور علم موافق اون کے عمل کے ہو تو الائق
تر ہے کہ اون کے انوار سے فیض حاصل کیا جائے اور ان کے آثار سے
برکات حاصل کیجائیں کسی نے پوچھا عارف باللہ شیخ عبداللہ ابن ابی جمرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ آثار صالحین سے برکات حاصل کرنے کے کیا معنے ہیں اونہوں
نے فرمائے اس لئے کہ اون کی سکونت کی جائیں ملی ہوئی ہیں اون کے لباس کو [illegible]

اور اُن کے لباس اونکی ارواح کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ارواح اونکی ملابس ہیں
حضرت پروردگار سے پھر یہ شعر پڑھے شعر

تفوح ارواح نجد من ثیابهم ٭ عن القدوم لقرب العهد

اور کہے بعض عارفین نے تحقیق کہ مشائخ جس وقت وفات پاتے ہیں تو اپنی ہمت کو اون لوگوں کے طرف چھوڑتے ہیں جو لوگ کہ اون کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ لوگ برکت حاصل کرتے ہیں صالحین کے زاویوں کے ساتھ جن کو وہ آباد بذکر آلہی کرتے تھے اور اسی وجہ سے جو شخص کہ اوس جائے میں داخل ہوتا ہے جس جائے میں کوئی اولیا رکبار سے رہتے تھے وہ رقت قلبی اور توجہ الی اللہ اوس جائے میں پاتا ہے جو دوسری مقامات میں نہیں پاتا انتہٰی تسبیح اور سجادہ اور عصا وغیرہ یہ بھی بزرگان دین کے آثار اور تبرکات سے ہیں جن کو شیوخ اپنے اپنے خلفار کو دیا کرتے ہیں اور تسبیح رکھنے کو متبعین فرقہ نجدیہ وہابیہ بدعت ممنوعہ کہتے ہیں لہذا تسبیح رکھنے کا اصل سنت اور طریقۂ سلف سے بیان کیا جاتا ہے۔

اصل تسبیح رکھنے کا عہد نبویہ اور سنت صحابا رضی اللہ عنہم اور سلف سے

جاننا چاہیئے کہ اصل تسبیح رکھنے کا یہ ہے کہ سوائے شمار قلبی اور لسانی کے کسی اور چیز سے شمار تسبیحات اور صلوات وغیرہ کا کیا جائے پھر وہ قرات انگلیوں سے یا اور کسی چیز سے ہو لیکن شمار انگلیوں سے ہو وہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد انامل فرمائے ہیں اور سوائے انگشتان دست

کے کھجور کے گٹھلیوں پر شمار فعل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرما کر انکار نہ فرمایا ۔

خزینۃ الاسرار میں لکھتے ہیں واخرج الطبرانی والترمذی عن صفیۃ
ام المومنین رضی اللہ عنہا انہا اجتمعت عندها اربعة آلاف نواة تعد
تسبیحها فجاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قد سبحت منذ وقفت علی راسك اكثر من هذا العدد
من غير طي اللسان او بسط الزمان فقالت علمني يا رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم في زمان يسير تسبيحي بعدد كثير فقال صلى الله عليه وآله
وسلم قولي سبحان الله عدد خلقه ترجمہ اور روایت کی طبرانی
اور ترمذی نے صفیہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے کہ وہ جمع کئے چار ہزار تخم خرما
اپنے نزدیک تا کہ شمار کریں اوس کے ساتھ قرأت سبحان اللہ کو پس تشریف فرما
ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمائے کہ میں نے سبحان اللہ اس سے
زیادہ قرأت کیا جس قدر تمہارے پاس تخم خرما جمع ہیں بغیر طے لسان اور
بسط زمان کے پس اونہوں نے کہے مجھکو آپ سکھا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کہ میرے قرأت سبحان اللہ تھوڑے زمانہ میں عدد کثیر ساتھ ہو
پس آپ نے فرمائے کہ تم کہو سبحان اللہ عدد خلقہ انتہی ۔ اور تسبیح کا رکھنا
بعینہ عہد صحابہ میں ہوا اور یہی سنت سلف ہے ۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی نے اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل الاولیاء میں لکھے ہیں کہ تسبیح
دیکے مجھکو سید عمر نواسے شیخ عبد البصری مکی کے اونہوں نے کہا کہ مجھکو تسبیح دست

پھیرے جد شیخ عبداللہ اون کو دیئے اون کے شیخ محمد ابن محمد بن سلیمان نے اونہوں
نے کہے کہ مجھکو تسبیح دئے ابو عثمان جزائری نے وہ لئے ابو عثمان حضرمی سے وہ
سیدی احمد حجی سے وہ سید ابراہیم تازی سے وہ ابو الفتح راعی سے وہ ابو العباس
احمد بن بکر بزاز سے وہ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروزآبادی بغدادی سے
وہ جمال الدین یوسف بن محمد الدمیری سے وہ تقی الدین ابن ابو الثنا محمود بن یعلی
سے وہ مجد الدین بن عبد اللہ بن ابو الجیش مقوی سے وہ اپنے والد سے وہ ابو الفضل محمد
بن ناصر سے وہ ابو محمد عبد اللہ سمرقندی سے وہ ابو بکر محمد بن علی سلامی حداد سے
وہ ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ بن عمر سے وہ ابو الحسن علی ابن الحسن بن قاسم
صوفی سے اونہوں نے کہے کہ میں سنا ہوں ابو الحسن مالکی سے اوس حال میں کہ اونکے
ہاتھ میں تسبیح تھی۔ پس میں نے کہا اے استاد آپ ابھی تک تسبیح رکھتے ہو۔ پس انہوں
نے کہے کہ میں نے اپنے استاد جنید کو دیکھا ہوں اور اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔
پس میں اون کو کہا کہ اے میرے استاد تم اب تک تسبیح رکھتے ہو انہوں نے کہے
کہ میں اپنے اوستاد سری ابن مغلس سقطی کو دیکھا کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی
پس میں نے اونکو کہا اے استاد آپ تسبیح رکھتے ہو۔ پس اونہوں نے کہے کہ میں نے
اپنے استاد معروف کرخی کو دیکھا کہ اون کے ہات میں تسبیح تھی۔ پس میں نے اون سے
پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھے اونہوں نے کہے کہ میں نے ایسا ہے بشر حافی کو دیکھا
کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی پس میں نے اون سے پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھے
انہوں نے مجھ سے کہے کہ میں نے عمر مکی کو دیکھا کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ پس
میں نے اون سے پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھے اونہوں نے کہے کہ میں نے اپنے

اوستاد حسن بصری کو دیکھا کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی میں نے اون کو کہا اے اوستاد با وجود عظمت شان اور حسن عبادت کی اب تک آپ تسبیح رکھتے ہو۔ اونہوں نے کہے کہ یہ شئے ہے کہ ہم اس کا استعمال ابتدا ء حال میں کرتے تھے تو ہم اس کو نہایت حال میں بھی نہیں چھوڑینگے۔ میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ خدا کو دل سے اور ہاتھ اور زبان سے یاد کروں۔ شیخ ابو العباس اللہ داد نے کہے ظاہر ہوتا ہے قول سے حسن بصری کے کہ تسبیح کا استعمال عہد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھا بسبب قول حسن بصری کے کہ ہم تسبیح کا استعمال ابتداء حال میں کرتے تھے۔ اور ابتداء حال حسن بصری رضی اللہ عنہ کا بے شک ساتھ صحابۂ کرام کے تھا رضی اللہ عنہم اس لئے کہ وہ پیدا ہوے اوس وقت میں جو دو سال تھی خلافت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اور دیکھے حسن بصری رضی اللہ عنہ نے عثمان اور علی اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو اور موجود تھی زمانہ محاصرۂ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ میں اور عمر آپکی اوس وقت میں چودہ سال کی تھی اور روایت کیے حدیث کو عثمان اور علی اور عمران ابن حصین اور معقل ابن یسار اور ابو بکرہ اور ابو موسی اور ابن عباس اور جابر ابن عبد اللہ اور خلق کثیر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اور خلاف روایت حدیث میں حسن بصری کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے فتاوے حدیثیہ میں لکھے ہیں کہ کہے امام ابن حجر ہیتمی مکی نے تذکرہ روایت ہے کہ جنید رضی اللہ عنہ کے پاس تسبیح تھی کسی نے آپ کو کہا کہ اے امام کیا آپ کو تسبیح کی حاجت ہے۔ پس آپ نے فرمائے کہ جس طریق

سے ہم خدا کے طرف پہونچے اوسکو ہم چھوڑیں گے نہیں انتہیٰ۔ مؤلف کہتا ہے کہ سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے کس قدر تسبیح رکھنے کا فائدہ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے وصول الی اللہ کا طریق تسبیح رکھنے کو فرمائے۔

رویت الٰہی صالحین کیلئے

امام علامہ قشیری اپنے رسالہ میں لکھے ہیں کہ آیا جائز ہے خدا کی رویت بصر سے آج کے روز دنیا میں بطریق کرامت کے پس جواب اس سوال کا یہ ہے کہ قوی تراس میں یہ مذہب ہے کہ یہ جائز نہیں ہے بسبب حاصل ہونے اجماع کے اس پر اور تحقیق کہ میں سنا ہوں امام ابو بکر ابن فورک سے کہ وہ اس باب میں ابوالحسن اشعری سے دو قول نقل کرتے ہیں۔ فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے کہ امام ابن حجر ہیتمی سے کسی نے سوال کیا کہ رویت خدائے تعالیٰ کی موقف حشر میں عورتوں کو مثل مردوں کے ہوگی۔ پس اونہوں نے جواب دئے کہ ہاں رویت آلٰہی موقف حشر میں عورتوں کو مثل مردوں کے ہوگی بلکہ ایک جماعت اہل سنت کی اس بات کی قائل ہے کہ رویت آلٰہی منافقین کو بھی موقف حشر میں ہوگی اور ایک جماعت اہل سنت کی اس امر کی قائل ہے کہ رویت آلٰہی موقف حشر میں کافرین اور منافقین کو بھی ہوگی لیکن رویت آلٰہی جنت میں پس اجماع کئے اہل سنت اس بات پر کہ وہ حاصل ہے انبیاء علیہم السلام اور مرسلین کو مطلقاً اور صدیقین کو ہر امت اور مردوں کو مومنین بشر کے اس امت کو اور مختلف ہوئے علماء نساء میں پس بعضوں نے کہا کہ عورتیں جنت میں خدا کو نہیں دیکھے گی اس لئے کہ وہ مقصورات فی الخیام میں یعنے پردہ نشین ہیں اور اون کی رویت الٰہی

کے باب میں شرع میں تصریح نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ اون کو رویت آلہی جنت میں ہوگی واسطے عام ہونے نصوص کے یعنے شرع میں تخصیص رویت آلہی کی مردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ مومنین کا ذکر ہے اوس میں عورتیں بھی داخل ہیں بعضوں نے کہا کہ وہ اعیاد میں خدا کو دیکھیں گے اور جمعہ اور اعیاد میں مثل مردوں کے خدا کو نہیں دیکھیں گے اور یہی مذہب راجح ہے اور ابن رجب بھی اسی مذہب کی طرف مائل ہیں بسبب وارد ہونے حدیث کے اس باب میں روایت کئے دار قطنی نے جس وقت روز قیامت کا ہوگا مومنین اپنے پروردگار کو دیکھیں گے اور مومنات یوم فطر و اضحیٰ کو دیکھیں گے اس حدیث میں اگرچہ رویت جنت کا ذکر نہیں ہے بلکہ ظاہر حدیث رویت موقوف معلوم ہوتا ہے لیکن جبکہ ذکر یوم فطر اور یوم اضحیٰ کا ہوا تو یہ قرینہ ہوا اسکا کہ مراد اس رویت سے رویت جنت ہے فطر و اضحیٰ قیامت میں کہاں ہے البتہ جمعہ جنت کا رویت الٰہی میں مذکور ہے ویسا ہی فطر و اضحیٰ بھی جنت میں ہونا ممکن ہے۔ علامہ سیوطی نے لکھے کہ صدیقات عورتیں بھی مردوں کے برابر ہیں رویت الٰہی میں بباعث اعزاز واکرام اون کے خدا کی جانب سے۔ معلوم رہے کہ یہ خلاصہ دو جوابوں کا ہے کہ علامہ ابن حجر نے ہر دو سوالوں کے جواب میں فرمائے ہیں۔

ایضاً فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ کسی نے علامہ ابن حجر سے پوچھا کہ فرشتے بھی خدا کو دیکھیں گے۔ پس اونہوں نے جواب دئے کہ ذکر کئے عز الدین عبد السلام نے کہ نہیں دیکھیں گے اور اوس پر طولانی تقریر سے دلیل لائے اور اون کے تابع ایک جماعت ہوی اور امام اہل سنت ابو الحسن اشعری نے رضی اللہ عنہ

اپنی کتاب ابانت فی اصول الدیانت میں کہے ہیں کہ فرشتے خدا کو دیکھیں گے امام بیہقی بھی اون کے تابع ہوئے اور اسباب میں حدیث عمرو ابن العاص اور ایک صحابی سے روایت کئے اور موافق اوس کے ابن قیم اور جلال الدین بلقینی کا قول ہے اور ایک حدیث میں وارد ہے جسکو حاکم نے تصحیح کئے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت تک خدا کو نہیں دیکھینگے جبتک کہ موقف حشر میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کیلئے سجدہ نکریں گے لیکن اس سے یہ امر لازم نہیں آتا کہ بعد سجدہ کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی جبرئیل علیہ السلام اور بقیہ ملائکہ خدا کو نہیں دیکھیں گے لیکن جلال الدین بلقینی نے کہے کہ ملائکہ خدا کو دیکھیں گے اور مومنین جن بھی خدا کو دیکھیں گے کیونکہ حدیث میں جو رویت الٰہی مومنین کے لئے ہے وہ مومنین جن و انس کو شامل ہے۔

ایضاً فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ کسی نے علامہ ابن حجر سے پوچھا کہ مومنین امم سابقہ کے مثل مومنین اس امت کے خدا کو دیکھیں گے تو آپنے جواب دیئے کہ ابن مالک کی اس میں دو احتمال ہیں لیکن ابن مالک نے کہے کہ ظاہر تر یہ ہے کہ امت سابقہ بھی مثل اس امت کے خدا کو دیکھیں گے۔

انبیاء علیہم السلام کو حالت خواب اور بیداری میں دیکھنا

دیکھنا انبیا علیہ السلام کو حالت خواب اور بیداری میں حدیث اور واقعات متواتر اولیاء اللہ سے ثابت ہے بموجب حدیث قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو کہ مجھکو خواب میں دیکھے وہ قریب ہے کہ بیداری میں دیکھے گا۔

بہجۃ الاسرار میں چند روایات ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں خود آپ اور اولیاء
حاضرین مجلس آپ کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں خلیفہ نصر ملکی اور
شیخ ابو المواہب شاذلی اور شیخ شمس الدین حنفی رضی اللہ عنہم اور بہت سے اولیاء اللہ
کثیر الرؤیا ر یقظۃً منامًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ جس سے
بہجۃ الاسرار اور طبقات کبریٰ علامہ شعرانی اور کتب تراجم اولیاء اللہ مملو ہیں اور
خاص اسباب میں کواکب ظاہرہ بر رویت سید الدین والاخرۃ یقظۃً ومنامًا جو مستقل
تصنیف ہے۔ کتب خانہ شیخ الاسلام مدینہ طیبہ میں موجود ہے جو چاہیں ملاحظہ کریں

سماع کا بیان

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ سماع میں اختلاف ہے بعضے اشعار کا سننا
خوش الحانی سے مباح کہتے ہیں اور یہ مذہب مالک ابن انس و ابن جریج اور کل اہل حجاز
کا ہے اور حسن اور قبح سماع کا امور اضافیہ سے ہے کہ بعضے اشیاء بہ نسبت ایک
شخص حسن اور بہ نسبت دوسرے شخص کے قبیح ہوتے ہیں کسی نے ذوالنون مصری
رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کا حال پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ سماع
ایک حال ہے کہ خدا کے جانب سے آتا ہے اور متوجہ کرتا ہے قلوب کو طرف
حق تعالےٰ کے۔ پس جو شخص سنے سماع کو ساتھ رجوع کے طرف حق تعالےٰ کے
وہ مرتبہ تحقیق کو پہونچا اور جو شخص اوسکو خواہش نفسانی کے ساتھ سنا تو زندیق
ہوا علامہ شعرانی طبقات میں لکھتے ہیں کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا
کہ ایک قوم وجد کرتے ہیں اور جھکتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اون کو اون کے حال پہ
چھوڑ دو اور مت انکار کرو تم مگر اوس امر پہ جو شریعت میں علانیہ گناہ ہے لیکن

سلوک طریق نے اون لوگون کے جگرون کو پارہ پارہ کیا ہے پس اون پر کچھ حرج
نہیں جبکہ وہ راحت لیویں اپنے حال کے دوا کے واسطے۔ اے برادر اگر میں اونکا
حال کہوں اور مذاق اون کا بیان کروں تو تم اون کو معذور رکھوگے اون کی چیخون میں
اور کپڑے پھاڑنے میں پس خدا عطا کرے اے میری اولاد طریق نیک کا سلوک
تحقیق کہ وہ سمیع مجیب ہے۔

ایضاً طبقات میں شیخ ابو العباس مرسی شاذلی سے روایت ہے کہ کامل وہ
ہے کہ وہ حال کا مالک ہو اور علم اوس کا وسیع ہو جیساکہ کسی نے کسی عارف سے
پوچھا کہ کل کے روز آپ نے سماع میں کیوں حرکت نہیں کئے اونہوں نے فرمائے
کہ مجلس میں ایک بڑے مرتبہ کی ولی تھے۔ پس میں نے اون کی تعظیم
اور ادب کیا اگر میں اپنے وجد میں تنہا ہوتا تو اپنے حال کو چھوڑتا اور وجد
کرتا پس نظر کرو تم کہ کیسا اون کا حال اون کے زمام اختیار میں تھا کہ اگر چاہیں
روکیں اگر چاہیں چھوڑیں اور جس وقت کہ وسیع ہو قلب اللہ کی معرفت کے ساتھ
تو آتے ہیں اوس قلب میں واردات ربانیہ اسی لئے تمہیں معلوم ہوے احوال
اکابر کے جو صاحب مقامات ہیں اور مشہور ہوے صاحب احوال بسبب ظاہر ہونے
آثار مواہب الہیہ کے اون پر بباعث ضعف اون کے اوس احوال کے چھپانے
سے اور بہ سبب تنگ ہونے اون کی وسعت سے اون کے احوال اور
بسا وقت صاحب حال خدا اور خلق کے پاس بباعث رجوع ہونے خلق کے
مشہور زیادہ ہے۔ صاحب مقام سے باوجودیکہ درمیان صاحب حال اور
صاحب مقام کے فرق مثل آسمان اور زمین کے ہے اور کہا ابن عطا نے

کہ جب مرد علوم الٰہیہ اور معارف ربانیہ میں مستحکم ہوتا ہے تو اس عالم میں نامعلوم ہوتا ہے۔ پس کم ہوتے ہیں وہ لوگ جو اوس کو جانیں۔ اور مفقود ہیں وہ لوگ جو اوس کے علم کا احاطہ کریں۔

ایضاً طبقات میں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے اون سے سوال کیے کہ انسان ہری کہتا ہے۔ ہدی اشعار بالحان ہے کہ جس سے اونٹ مست ہوتا اور طے مسافت اوس پر آسان ہوتی ہے انتہی۔ اور جب وہ سماع سنتا ہے تو مضطرب ہوتا ہے اونہوں نے کہے کہ جب خدا روز میثاق میں بقول الست بربکم ارواح سے مخاطب ہوا تو خدا کے کلام کی شیرینی ارواح میں جا گیر ہوئی۔ پس جس وقت وہ سماع سنتے ہیں تو خدا کے کلام کی شیرینی اون کو متحرک کرتی ہے۔ خدا کی رحمت تین وقت فقرا پر نازل ہوتی ہے وقت سماع کے کہ وہ نہیں سنتے ہیں۔ مگر واردات حق تعالیٰ سے اور وقت کھانے کے کہ وہ نہیں کھاتے مگر بوقت فاقہ کے اور بوقت تذکرہ علم کے کہ وہ نہیں ذکر کرتے ہیں مگر احوال اولیاء اللہ کو خاتمہ اصول اولیاء میں لکھا ہے استاد ابو علی سے کہ سماع حرام ہے عوام پر بسبب باقی رہنے نفوس اون کے مباح ہے زاہدین کے لئے بسبب مجاہدات اون کے فتاوی حدیثیہ میں امام ابن حجر ہیتمی نے شبلی رضی اللہ عنہ سے صوفی کی تعریف میں کہے ہیں کہ صوفی ساتھ خدا کے ہو بغیر علاقہ کے یعنی وہ خدا کی عبادت بغرض جنت نہیں کرتے اور وہ اوس چیز سے علیحدہ ہیں جو چیز کہ حق تعالیٰ سے غافل کرے اور وہ ذکر حق تعالیٰ بہ جمعیت خاطر کرتے ہیں اور وجد ساتھ سماع کے اور عمل ساتھ اتباع سنت کے کرتے ہیں۔

ذکر سماع سیدنا سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیحہ شیخ ابو مسعود و مدلل اور شیخ عمر بزاز اور شیخ ناصر الدین ابن قائد الامرا نے شیخ علی ابن ہیتی رضی اللہ عنہم سے روایت کئے ہیں کہ بغداد شریف میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ شیخ علی ابن ہیتی اور شیخ ہنا بن بطور اور شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ عنہم ایک مکان میں جو باب ازج کے قریب تھا جمع ہوئے اور حضرت معارف الٰہیہ میں کلام باعظمت فرماتے پھر حاضرین نے اذن قوال کا چاہے پس آپ نے اذن قوال دئے۔ قوال نے جو اشعار محبت الٰہی میں پڑھے ہیں اختصاراً اوس کو حذف کیا پس حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہوا پر بلند ہوئے اور ہوا میں گردش فرمانے لگے پھر مدرسہ میں تشریف فرما ہوئے۔ فتح الربانی میں روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سماع اور وجد میں تھے کہ آپ کے پاس ایک کاغذ آیا اوس میں یہ سوال تھا کہ نکاح میں اختلاف ہے کیا وہ واجب ہے یا سنت الی آخرہ۔

وجد صوفیہ کا اصل فعل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بحضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے

کسی شخص نے ابن حجر ہیتمی سے پوچھا رضی اللہ عنہ کہ رقص صوفیہ کا وقت وجد کے ایا اس کے لئے کوئی اصل ہے تو آپ نے جواب دئے کہ ہاں اصل ہے۔

روایت ہے حدیث میں کہ جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رقص کئے روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ آپ نے اون کو فرمائے ہے کہ

تم مشابہ ہو میرے خلق میں اور میرے ظاہر خلقت میں تو جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وجد ہوا اور یہ مرلذت خطاب نبوی سے ہوا جو حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جعفر ابن ابی طالب کو فرمایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر انکار نہیں فرمایا اور یہ تحقیق کہ روایت صحیحہ سے ثابت ہوا کھڑا ہونا اور رقص مجالس ذکر اور سماع میں کبار ائمہ رضی اللہ عنہم سے اُن میں سے شیخ عزالدین ابن سلام ہیں رضی اللہ عنہ علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب دُرر المنتثرہ فی احادیث المشتہرۃ میں لکھے ہیں یہ حدیث کہ ابو محذورہ نے یہ مصرع کو روبرو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھے ع

لسعت حیۃ الھوی کبدی البین ترجمہ کاٹا محبت کا سانپ میرے جگر کو جو میرے درمیان میں ہے پس وجد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہے ابن تیمیہ نے کہ یہ حدیث کذب موضوع ہے باتفاق علماء حدیث علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ روایت کیئے اوس کو دیلمی نے کہ منفرد ہوے اس حدیث کی روایت میں ابو بکر عمار بن اسحاق انتہی

وجد بباعث بیہوشی اور مثل نوم ہونیکے ناقص وضو مثل نوم کے نہیں

فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر مکی نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ انوار واردات اس قدر مستولی ہوں کہ عقل کو بالکلیہ پوشیدہ کر دیں کہ جو سنتا ہے اوس کو سمجھتا نہیں اور جو کرتا ہے اسکو جانتا نہیں پس انتقاض وضو کا اس حالت میں شک نہیں ہے لیکن غلبیت جو حالت اولیاء اللہ کی ہے جسکو ہم اولیاء اللہ کے احوال میں بیان کرتے ہیں پس عقل اس حالت میں بحالہ باقی رہتی ہے اور نہیں ظاہر ہوتی ہے اوس کو اس حالت میں مگر وہ شے جو عقل کو مغلوب کرتی ہے اور اسکو احاطہ اعتدال سے خارج کرتی ہے بباعث استغراق کے انوار شہود میں پس وہ مثل غنودگی کے ہے کہ ناقص وضو نہیں ہے

اور اکثر ارباب احوال پر بقا شعور اور عدم انحراف اون کا طریقہ کمال سے ہوتا ہے قدس اللہ اسرارہم

احادیث اباحت سماع کی

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض غزوات سے عود فرماے پس ایک لڑکی سیاہ فام حسب نذر آپنی دف بجا کر گا رہی تھی کہ صحابہ ثلثہ حاضر ہوے اور اوسی حالت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوے تو وہ دف کو زمین پہ رکھکر اوس پر بیٹھ گئی الہ آخرہ روایت کئے اوس کو ترمذی نے کذا فی المشکوۃ حاشیہ میں فتاوی عالمگیری سے نقل کئے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ آواز عورت کا راگ کے ساتھ مباح ہے جبکہ خوف فتنہ کا نہو۔ حدیث ثانی ایضاً مشکوۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قرابت کے ایک لڑکی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شادی کی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے تشریف فرما ہوکر فرمائے کہ کیا تم نے لڑکی کو شوہر کے مکان میں بھیجدئے اونہوں نے عرض کئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں بھیجدی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ کیا اوس کے ساتھ گانے والی کو بھی بھیجے اونہوں نے عرض کئے کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ قوم انصار غزل کو دوست رکھتے ہیں (کہ وہ لڑکی قوم انصار سے تھی) پس کیوں نہیں بھیجے تم اوس لڑکی کے ساتھ اوسکو جو کہتی اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم اور دوسری روایت ہے جو ابن حبان نے عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے اسی واقعہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے حضرت عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا تم نے راگ کیوں نہیں گوائے کہ قبیلۂ انصار راگ پسند کرتے ہیں ایضاً مشکوۃ میں ترمذی

نے عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ اعلان کرو تم نکاح کا اور کرو تم اسکو مسجدوں میں اور نکاح میں دف بجاؤ ایضاً احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے محمد ابن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمائے کہ فرق درمیان حلال اور حرام کے خوش آوازی اور دف نکاح میں ہے ایضاً نسائی نے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے انہوں نے کہے کہ گیا میں قرظہ ابن کعب اور ابو مسعود انصاری کی پاس شادی میں اور دیکھا لڑکیوں کو کہ گا رہی تھیں پس میرے اعتراض پر انہوں نے کہے کہ اگر تمہارا دل چاہے ہمارے پاس بیٹھو اگر چاہو چلے جاؤ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شادی میں لہو کی اجازت دی ایضاً ابو داؤد نے عمر بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے جد سے روایت کئے کہ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نذر کی ہون کہ آپ کی بالیں مبارک پر دف بجاؤں آپ نے فرمائے کہ تو اپنے نذر کو پورا کر کذا فی المشکوٰۃ۔

احادیث جسمیں منع سماع اور مزامیر وارد ہے

امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے اونہون نے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ خدا نے مجھے رحمت اور ہدایت عالمیں کیلئے مبعوث کیا کہ میں مزامیر کو مٹا دون مسلم نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شاعر شعر کہہ رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ یہ شیطان ہے اوس کو پکڑو اگر کسی مرد کا شکم پیپ سے بھرے تو بہتر ہے کہ شعر سے بھرے بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ راگ نفاق کو اگاتا ہے قلب میں

جیسا کہ پانی زراعت کو اگاتا ہے مرد می ہے نافع سے وہ کہتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک راستہ سے جا رہے تھے اونھوں نے آواز مزمار کی سن کر اپنے ہر دو انگشت کو اپنے دونوں کانوں میں رکھے اور اوس راستہ سے دور ہو گئے دوسری جانب پھر کہے کہ تم اب آواز مزمار کی سنتے ہو میں نے کہا کہ نہیں پس اونھوں نے انگلیاں اپنے کانوں سے اوٹھا لئے اور کہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے آواز مزمار کا سنے پس کئے آپ نے جیسا کہ میں نے کیا۔ روایت کئے اس کو احمد اور ابو داؤد نے کذا فی المشکوٰۃ مولف کہتا ہے کہ جو لوگ سماع کو بغیر تقریب نکاح کے بھی مباح جانتے ہیں احادیث منع کو محمول کرتے ہیں حمل احتیاط اور تنزہ پر نہ حرمت پر کیونکہ اگر سماع حرام قطعی ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح میں کیوں اجازت دیتے بلکہ اوسا منع تشدد فرماتے کہ حرام کی ساتھ بدرجہ جائز نہیں پس مزمار کی آواز پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کان میں انگلیاں رکھنا بھی حرمت مزمار پر دلالت نہیں کرتا بلکہ تنزہ اور احتیاط پر دلالت کرتا ہے کہ آپ احتیاط او تنزہ میں بدرجہ اعلی ہیں اگر آواز مزمار حرام ہوتا تو آپ اوسکو بہ تشدد منع فرماتے جیسا کہ آپ نے شراب کو منع بہ تشدد کئے اور پھینکوا دئے نہ یہ کہ فقط کان میں انگلیاں رکھ کر راستہ سے علیحدہ ہوتے اور جو لوگ کہ سماع کی حرمت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ محض تقریب نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماع جو جائز رکھے یا نذر میں آپکے بوجہ قدوم مبارک جائز ہوا باقی اور حالات اب منع کئے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

اقوال فقہا سماع کے باب میں

حاشیہ مشکوٰۃ میں بحوالہ فتاوے قاضی خاں لکھے ہیں کہ

سننا آواز ملاہی کا مثل استماع مزامیر ہے۔

مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سننا آواز ملاہی کا معصیت ہے اور بیٹھنا اوس میں فسق ہے اور لذت حاصل کرنا اوس سے کفر ہے۔ کہے قاضی خاں نے کہ یہ کفر بر طریق تشدد ہے اور واجب ہے کہ کوشش تمام کرے بیکہ نہ سنے بسبب اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیئے انتہی۔ مؤلف کہتا ہے کہ فقہ اور حدیث میں منع صوت ملاہی سے ہے یعنے جو آواز غنا اور مزامیر کے بطریق لہو ولعب ہو وہ اولیاء اللہ کے پاس بھی حرام ہے بلکہ اولیاء اللہ کے پاس بہت سی ایسی چیزیں حرام ہیں جو فقہا کے پاس حلال اور مباح ہیں وہ یہ کہ جو کام کہ نفس کے خواہش سے کیئے جائیں خواہ وہ کھانا ہو یا پینا ہو یا چلنا ہو یا پھرنا ہو یا جو کام ہوں وہ فرماتے ہیں ماکان للہ فھوزین وماکان لغیر اللہ فھوشین یعنی جو کام خدا کے لئے ہو وہ بہتر ہے جو کام غیر حق کے لئے کیا جائے وہ بُرا بلکہ اونکے پاس عبادت الٰہی اگرچہ بے شائبہ ریا کیا جائے مگر بخوفِ دوزخ یا بخواہش جنت کیا جائے یہ بھی اون کے پاس خواہش نفس میں داخل ہے خدا تعالے جنت کی صفت میں فرمایا ہے فیھا ماتشتھیہ الانفس وتلذ الاعین اولیاء اللہ کے پاس وہ عبادت قابل شمار ہے جو خاص خدا کی محبت سے بلا اغراض نفسانیہ کی جائے جناب احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است ہر دم رضائے جاناں رضوان شد و است ما را

اور وہ فرماتے ہیں ان کان الجنۃ بغیر لقائہ فوا ویلاہ وان کان للنار بلقائہ فواشوقاہ یعنے بغیر لقاء آلٰہی کے اگر جنت ملی تو پس ویل اور خرابی ہے اگر دوزخ اوسکی لقا کے ساتھ ملے تو ہمکو بہت اشتیاق ہے حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک کتاب فتح الربانی میں منقول ہے کہ آپ نے فرمائے

جنۃ القوم قربہ وبعدہ نارھم یعنے قوم اولیاء اللہ کی جنّت قرب ہے اور
خدائے تعالے کی دوری دوزخ ہے۔ لایتمنون الا جنّتھم ولا یخافون الا
نارھم نہیں تمنا کرتے ہیں اولیاء اللہ مگر اپنی جنّت کی جو وہ تقرب آلہی ہے اور نہیں خوف
کرتے ہیں وہ مگر اپنی دوزخ سے جو وہ خدائے تعالے کی دوری ہے خدائے تعالے
ہمکو اپنے اولیاء کی صحبت میں رکھے اور اون کی محبت پر ہمارا خاتمہ کرے اور مقاصد
دارین اور مرام کونین سے ہم کو کامیاب کرے۔ اسی امید سے اس خاکسار نے
اس مختصر کا نام فوز المرام رکھا ہے اس رؤف ورحیم کی رحمت سے امیدوار کبھی محروم نہیں رہتا
واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد واٰلہ
واصحابہ لاسیما علی ولدہ سیدنا ومرشدنا الغوث الاعظم محی الدین
ابومحمد السیّد عبد القادر جیلانی وبارک وسلم۔ تمت ھذہ
النسخۃ المبارکۃ بید المولف الحقیر فی سنۃ ١٣٣٨ھ من العشر وثلثمائۃ و ثلثین واثنین
ہجرۃ النبویۃ فی بلدۃ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفساد والفتن امین یارب العالمین

بالخیر

سنہ ١٣٣٨ھ

صحت نامہ فوز المرام فی تحقیقات اولیاء الکرام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	الصلوفیہ	الصوفیہ					۲۸	۵	وارثت	وراثت
۳	۱۳	خلایق	خلائق	۱۹	۱۲	کفاروں کے	کفارہ دینگے	″	″	ناثت	ثابت
۵	+	+	برحاشیہ	۳۰	۴	روحانیۃ	روحانیہ	″	۶	یوجہ	کا بوجھ
			ف	″	۱	+	برحاشیہ	″	۱۴	بہرائیت	تبرائیت
			ولایت ولی				ف	۲۹	۱۱	الاحض	الاخص
			کا حال تمام				اولیاء اللہ کو	۳۰	۱۳	ہوتے	ہونے سے
			مخلوق آسمانی				جو فیضان پہنچتا	۳۱	۱	وتراسہ	وتراستہ
			و زمینی کو مسلکو				سے بواسطہ	″	۱۱	وھذا	لھذا
			ہے				ان کے پہنچتا ہے	″	۱۷	المومن	المؤلف
″		+	برحاشیہ	″	۵	لمہ بنا	ھھنا	۳۲	۱	تحفہ	التحفہ
			ف	۳۱	۱۱	القلب	القطب	″	۷	لحیاۃ	لیحیاۃ
			قصۂ تجلیہ	″	۱۲	لا	الا	″	۱۴	ویرالیاک	یزی الیک
۷	۱۰	ملا	الا	″	۱۵		اعطی	″	۱۹	الایطعمون	الا یطعمون
″	″	تلمیتھم	تلھیتھم	″	۱۷	وابتغاہ	وابتغاءہ	″	″	محلدون	مخلدون
″	۱۸	کے	+	″	″	والمتقی	والتقی	۳۳	۱	لایراھم	لایرائیھم
″	″	کا	کے	۲۲	۳	یبعث	نبعث	″	۱۳	ان	عن
۸	۲۸	لمضلہ	المضلۃ	″	″	امنہ	اُمتہ	″	۱۴	النسامی	السلمی
۱۱	″	اولا	اولاً	″	۱۹	اناتیت	انانیت	۳۴	۳	ابناثیہ	ایلہ نسیا
۱۲	۱۵	محلود	مجلد	۲۴	۵	الاستاد	الاستاذ	″	۵	وقرزہ	وقرارہ
۱۳	۶	گر	گمر	″	۸	لمرینا	لمریکن	″	۱۰	والنعمات	والعظمات
۱۴	۱۸	بسکۃ	ببکۃ	″	۱۰		السلام	″	۱۶	القرانی	المتنافع
″	″	میارکا	مبارکا	۲۵	۱۲	یوذن	یؤذن	″	۱۷	فانی	فانی
۱۶	۳	نوصع	فوضع	″	۱۹	امن	اٰمن	۳۵	۸	علیہ	علیم
				۲۶	۱۸	رکھتا ہوں	کہتا ہوں	۳۶	۱۰	مسوبیانا	مساوی العمل
۱۹	۱	لبشرحالی	لبشرحانی	۲۷	۴	میں سے	میرا لئے	۳۸	۱۴	دال	دلی
″	۴	مسئلۃ	مسئلتہ	″	۱۶	اکیا	کیا	۴۰	۲	خیال	حال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۱۲	خرن	خرچ
۴۱	۱	منکیر	منکر
۴۶	۱۴	اورجاہ کے	جاہ ور
۴۷	۴	الشے	ایسے
〃	〃	کہ	+
۴۸	۱۰	وہ	رہ
〃	۱۷	مساز	مسافر
۶۷	۵	امیرالمومنین رضی اللہ عنہ	امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ
۷۹	۱۰	دتیری	دمیری
۸۰	۴	ویجی	وبیجی
〃	〃	لی	کی
۸۹	۳	سکے	سکر
۹۱	۱۳	ہوا	ہو
۹۳	۱	جمع ہے	جمع کے ہے
۱۰۲	۱۷	ہاں	+
۱۱۶	۳	تالدخول	بالدخول
۱۱۸	۸	بلاحقاتبلسا	یلحق حقاً الفها
۱۱۹	۳	العساین	اعیان
۱۲۲	۱۳	سے	سہے
〃	۱۹	من حذبات	من جنبات
۱۲۳	برحاشیہ	کتانب	کتاب
〃	〃	خربایتن	خرابین
〃	۱۲	فاقضلہ	افضلیۃ
۱۳۴	۹	فتحم	تفخیم
[illegible]	۱۲	فانبعونی	فاتبعونی
۱۴۲	۱۵	نے	نے کہا
۱۴۹	۳	اکثرۃ	کثرت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۸	۶	آپ	اور
۱۵۲	۵	الکثیرج	الشمس
۱۵۵	۱۱	رحمہ اللہ	رحمہم اللہ
۱۵۶	۱۰	الی الخلافہ	الی الخلافۃ
۱۵۸	۱۲	علاہم	اعلاہم
۱۸۰	۱۷	صنایع	صنائع
۱۸۴	۸	+	نہ
۱۸۸	۳	سئی	شیٔ
〃	۴	خرف	خروف
〃	۹	رومیہاں تک	رد کی میہاں تک
۲۰۳	۱۴	قا	قارجۃ
۲۰۶	۱۳	کی	+
۲۱۰	۷	بالخاصہ	بالخاصۃ
۲۱۲	۳	میں	+
۲۱۵	۸	لفظوں کا	نقطوں کا
۲۲۶	۱۲	فتوا دے	فتوی دیے
۲۲۷	۱۷	ہتے	کہتے
〃	۱۹	لیلیے	کیلیے
۲۳۰	۶	سے مشکوٰۃ	نے شرح مشکوٰۃ
۲۵۷	۱۶	کرکہ	کر
〃	〃	تیر	تیر سے بکارآمد
۲۵۹	۱۳	ستکرین	منکرین
۲۶۲	〃	اور	اور
۲۶۴	۹	نابسی	نابلسی
۲۶۵	۱۷	ستکبرہ	مستکرہ
۲۶۶	۱۰	ملیر التوحید	منیر التوحید
〃	۱۲	نے	اور
〃	۱۸	کے انکار کو جو	+

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۷	۳	ور	ورثہ
〃	۹	اورکو	اورکون
〃	۱۸	مینہاج	منہاج
۲۷۱	۱۹	کہ	×
۲۷۲	۵	سنجار	سنجار
۲۸۴	۱۴	ایسا ہے	ایسا ہی
۲۹۱	۵	ھدی	ھدیٰ
〃	〃	ایضاً	ایضاً
〃	۸	لست	الست
۲۹۲	۱۷	وجہ	وجد
۲۹۳	۱۹	استقراق	استغراق
۲۹۴	۶	الی آخرہ	الی آخرہم
۲۹۷	۱۶	للنار	النار
۲۹۸	۹	لغوث	الغوث
〃	۱۲	لدہ	بلدہ